355 اسباق کی شکل میں

شرح حدیث جبریل علیہ السلام

SHARH HADEES -E -JIBREEL

مرتب:

دکتور حافظ ارشد بشیر عمری مدنی وفقہ اللہ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

COPYRIGHT جملہ حقوق محفوظ
All Rights Reserved

شرح حدیث جبریل علیہ السلام

SHARH HADEES -E -JIBREEL

355 اسباق کی شکل میں

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)
www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

بسم الله الرحمن الرحيم

ارکانِ اسلام

ارکانِ ایمان

- اللہ پر ایمان
- فرشتوں پر ایمان
- کتابوں پر ایمان
- رسولوں پر ایمان
- آخرت پر ایمان
- تقدیر پر ایمان

التمهيد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إنّ الحَمْدَ للهِ، نَحْمَدُهُ، وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا، وَسَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَهْدِهِ اللهُ فَلاَ مُضِلّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلاَ هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنّ مُحَمّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ، وَسَلّمَ تَسْلِيماً كَثِيراً، أَمّا بَعْدُ:

التمہید

الحمدللہ ! اربعین نوویہ وجامع العلوم والحکم کی شرح پر مسلسل محنت کی مختصر سرگذشت:

گزشتہ چھ سالوں سے "اربعین نوویہ وجامع العلوم والحکم کی 50 آحادیث" پر تفسیر اور فقہی نوٹس کی ترتیب کے ساتھ ساتھ آڈیو درس اور شرح کا کام جاری رہا، اسی دوران علمائے کرام کے مختلف کتب سے حوالہ جات جمع کیے گئے ہیں تاکہ ہر حدیث کی تفصیل اور الفاظ کے معانی کو بہتر طور پر پیش کیا جاسکے، میرے درس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ "اربعین نوویہ وجامع العلوم والحکم " کی ہر حدیث کی شرح اور اس کے مختلف پہلوؤں کو واضح کیا جائے اور اس کی اہمیت اور افادیت کو عوام الناس تک آسان فہم انداز میں پہنچایا جائے اور درس میں ہر حدیث کو دو مرحلوں میں پیش کرتا رہا۔

حدیث کی تشریح کے دو مرحلہ:

مرحلہ اولی: اس میں سند کا تعارف، راویوں کا تعارف اور کلماتِ حدیث کی لغوی وشرعی تشریح۔

مرحلہ ثانیہ: اس مرحلہ میں حدیث میں پائے جانے والے مباحث اور موضوعات سے متعلق گفتگو ہوتی رہی، تاکہ قارئین کے ذہن میں، بات اچھی طرح واضح ہو جائے، خاص طور سے اگر قاری بالکل مبتدئ ہو تو سارے موضوعات کو جاننے کے بعد ہی کماحقہ حدیث کو سمجھ پائے گا، جبکہ وہ قاری جو اسلامی موضوعات سے واقفیت رکھتا ہو تو، اس کے لئے اس کتاب میں یہ فائدہ ہے کہ اس شخص کے لئے اعادہ وعظ وتذکیر اور درس کی تیاری کے لیئے ایک جگہ معلومات دستیاب رہیں

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

گی اور حوالجات و تصحیح و تضعیف کے ساتھ درس کی تیاری میں آسانی ہو گی ان شاء اللہ۔

تفصیلی اسباق کی تیاری کا کام جاری ہے:

ابھی تک میں نے دو حدیث کی شرح (PDF) کی شکل میں پیش کیا ہے تا کہ طلبہ کو فائدہ ہو ان شاء اللہ، اربعین نوویہ کی شرح میں پہلی حدیث " إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ" کی شرح میں، میں نے سو (100) اسباق جمع کئے ہیں اور اسی طرح، حدیث جبریل (علیہ السلام) کی شرح میں تین سو پچپن (355) اسباق کو جمع کئے ہیں یہ تمام اسباق معتبر کتب کے مطالعہ کا نچوڑ اور تشریح کا نتیجہ ہیں جو اس بات کی عکاسی کرتے ہیں کہ میں نے ہر پہلو کو بہت ہی باریکی سے سمجھنے کی کوشش کی ہے اور عام فہم میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ باذن اللہ

پیشگی معذرت اور دعاء:

یہ نوٹس کا تعلق، مفرغات کے قبیل سے ہے، اسلوبِ خطاب اور اسلوبِ نثر نگاری میں فرق ہوتا ہے، جگہ جگہ اسلوبِ خطاب کا غلبہ محسوس ہو گا، اس لئے قارئین سے پیشگی معذرت پیش کرتا ہوں،

"والعذرعند الكرام مقبول -ان شاء الله"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ وہ اس معمولی محنت کو قبول فرمائے اور اللہ ہم سے اور سب سے راضی ہو جائے۔ آمین

والسّلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دکتور ارشد بشیر مدنی وفقہ اللہ

تاریخ: 30/ جولائی/ 2024ء

مطابق: 23/ محرم الحرام/ 1446ھ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Online Islamic Encyclopedia

فہرس شرح حدیث جبریل علیہ السلام

تمہید

حدیث کی تشریح کے دو مرحلہ 2
کتاب الایمان 3

مرحلہ اولی

(اس میں سند کا تعارف، راویوں کا تعارف اور کلماتِ حدیث کی لغوی و شرعی تشریح)

حدیث مستدل / اَصل حدیث 6
اسباق حدیث جبریل 9
ایمان کے درجات تین ہیں 23
(1) ایمان الاصل 24
(2) ایمان الواجب 25
(3) ایمان المستحب 26

مرحلہ ثانیہ

اس مرحلہ میں حدیث میں پائے جانے والے مباحث اور
موضوعات سے متعلق گفتگو (ان شاء اللہ)

حدیث جبرئیل کے مباحث و موضوعات کی مکمل تشریح 29
پوائنٹ نمبر 1: یہ حدیث، "حدیثِ جبریل کی شہرت 29
پوائنٹ نمبر 2: حدیثِ جبریل کی فضیلت 29
پوائنٹ نمبر 4: تقدیر کا لغوی معنی 31

پوائنٹ نمبر 5: تقدیر کا اصطلاحی معنی 31
پوائنٹ نمبر 6: شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ قضاء اور تقدیر کی تشریح میں کہتے ہیں 32
پوائنٹ نمبر 7: قرآنِ مجید میں لفظِ تقدیر کا بیان 33
پوائنٹ نمبر 8: تقدیر کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول 34
پوائنٹ نمبر 9: تقدیر کے بارے میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول 34
پوائنٹ نمبر 10: تقدیر کے بارے (مشہور تابعی) امام طاوس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کا قول 35
پوائنٹ نمبر 11: جو تقدیر کا انکار کرے وہ گمراہ ہے 35
پوائنٹ نمبر 12: تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے 35
پوائنٹ نمبر 13: تقدیر کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول 36
پوائنٹ نمبر 14: تقدیر کے مسئلے میں پائے جانے والے دو بڑے گروہ 37
پوائنٹ نمبر 15: تقدیر پر ایمان لانے کی دو قسمیں 38
پوائنٹ نمبر 16: تقدیر پر ایمان لانے کے فائدے 40
پوائنٹ نمبر 17: قدریہ کے عقائد کا خلاصہ 41
پوائنٹ نمبر 18: منکرین تقدیر (تقدیر کا انکار کرنے والے) 41
پوائنٹ نمبر 19: علم اور علماء کی فضیلت 42
پوائنٹ نمبر 20: دین کا بنیادی علم حاصل کرنا واجب ہے 43
پوائنٹ نمبر 21: علمائے کرام سے مسئلہ پوچھنے کے آداب 43
پوائنٹ نمبر 22: عمدہ سوال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اظہار خوشی 44
پوائنٹ نمبر 23: سند بیان کرنا دین میں داخل ہے 45
پوائنٹ نمبر 24: کیا فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں؟ 46
پوائنٹ نمبر 25: جبریل علیہ السلام کا انسانی شکل میں تشریف لانے کی وجوہات 49
پوائنٹ نمبر 26: عام انسان کے پاس فرشتے کا آنا 49

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر27: کیا انسان فرشتے کو دیکھ سکتا ہے؟ 49
پوائنٹ نمبر28: اسلام کا لغوی معنی 51
پوائنٹ نمبر29: اسلام کا شرعی و اصطلاحی معنی 51
پوائنٹ نمبر30: اسلام اور ایمان کا جداگانہ اور باہمی معنی 53
پوائنٹ نمبر31: ایمان کا انفرادی معنی 54

ارکانِ اسلام

پوائنٹ نمبر32: ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّهُ)) کا معنی اور مفہوم 56
پوائنٹ نمبر33: ایمان کا معنی اقرار باللسان، تصدیق بالقلب، عمل بالجوارح 60
پوائنٹ نمبر34: احادیث میں کلمہ طیبہ کا ثبوت 61

اسلام کا پہلا رکن شہادۃ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّهِ"

پوائنٹ نمبر35: کلمۂ طیبہ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّهِ" کی گواہی 62
پوائنٹ نمبر36: (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّهِ) کی گواہی کا معنی اور مفہوم 65
پوائنٹ نمبر37: قرآن وحدیث اسلام کے دو ماخذ 66

اسلام کا دوسرا رکن نماز

پوائنٹ نمبر38: اسلام کا دوسرا رکن نماز ((وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ))" 66
پوائنٹ نمبر39: نماز محمد ﷺ کے طریقے پر پڑھی گئی ہو تو قبول ورنہ قبول نہیں 67
پوائنٹ نمبر40: کامیاب ہے وہ جو نبی ﷺ کے طریقے پر نماز ادا کرے 67
پوائنٹ نمبر41: نماز کا چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے 68
پوائنٹ نمبر42: نمازِ نبوی (ﷺ) 68

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ

پوائنٹ نمبر43:اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ (وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ)" 68
پوائنٹ نمبر44:زکاۃ کی فرضیت کا حکم 89
پوائنٹ نمبر45:زکوۃ کے فائدے 70
پوائنٹ نمبر46:زکوۃ ادا کرنے نتائج 70
پوائنٹ نمبر47:زکوۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟ 71

اسلام کا چوتھا رکن روزہ

پوائنٹ نمبر48:اسلام کا چوتھا رکن روزہ (وَتَصُومَ رَمَضَانَ) 71
پوائنٹ نمبر49:روزہ دار کا اجر وثواب 73
پوائنٹ نمبر50:روزے کب فرض کیئے گئے 73
پوائنٹ نمبر51:رمضان کے مہینے کی فضیلت 73
پوائنٹ نمبر52:روزوں سے حاصل ہونے والے فائدے 74
پوائنٹ نمبر53:روزوں کی وجہ سے پڑے نے والے سماجی اور معاشرتی فوائد 75
پوائنٹ نمبر54:روزہ ڈھال ہے 75
پوائنٹ نمبر55:روزہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے 76
پوائنٹ نمبر56:باب ریان (جنتیوں کا جنت میں داخل ہونے کا دروازہ) 76
پوائنٹ نمبر57:ریان کا معنی اور مفہوم 77

اسلام کا پانچواں رکن حج

پوائنٹ نمبر58:اسلام کا پانچواں رکن حج (وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً) 78
پوائنٹ نمبر59:استطاعت کا معنی 78
پوائنٹ نمبر60:حج کی تمام تفصیلات (میری کتاب "حج وعمرہ" میں ملاحظہ فرمائیں) 78

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ارکانِ ایمان

ایمان کا پہلا رکن ایمان باللہ

پوائنٹ نمبر 61: ایمان کا لغوی معنی 81
پوائنٹ نمبر 62: ایمان کا اصطلاحی معنی 82
پوائنٹ نمبر 63: ایمان باللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے 82
پوائنٹ نمبر 64: (1) اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانا 82
پوائنٹ نمبر 65: (2) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ ربوبیت میں ایک اکیلا ہے 83
پوائنٹ نمبر 66: (3) اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں پر ایمان لانا 86
پوائنٹ نمبر 67: (4) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان لانا 88
پوائنٹ نمبر 68: اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کی تین بنیادی چیزیں ہیں 90
پوائنٹ نمبر 69: صفات کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا گمراہی ہے 91

ایمان کا دوسرا رکن "فرشتوں پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 70: ایمان کا دوسرا رکن (وَمَلَآئِكَتِهِ) اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا 92
پوائنٹ نمبر 71: فرشتے نوری اور پروں والی مخلوق ہے 93
پوائنٹ نمبر 72: وہ فرشتے جن کا قرآن وحدیث میں صراحتاً ذکر موجود ہے 94
پوائنٹ نمبر 73: دیگر ممتاز فرشتوں کا ذکر 96
پوائنٹ نمبر 74: فرشتوں کی تعدا 99

ایمان کا تیسرا رکن "اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 75: ایمان کا تیسرا رکن (وَكُتُبِهِ) (اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانا) 100
پوائنٹ نمبر 76: وہ کتب سماویہ جن کا ذکر قرآنِ مجید میں ہے 101

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 77: صحیفہ اور کتب میں فرق 102
پوائنٹ نمبر 78: وہ چیزیں جو کتب سماویہ پر ایمان لانے میں شامل ہیں 104
پوائنٹ نمبر 79: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانے کے فائدے 105

ایمان کا چوتھا رکن "رسولوں پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 80: ایمان کا چوتھا رکن (وَرُسُلِهِ) رسولوں پر ایمان لانا 107
پوائنٹ نمبر 81: نوح سب سے پہلے رسول تھے 108
پوائنٹ نمبر 82: نبی اور رسول میں فرق 108
پوائنٹ نمبر 83: سب سے اخری نبی خاتم النبیین محمد ﷺ 110
پوائنٹ نمبر 84: انبیاء کی تعداد اور قرآن مجید میں ذکر کئے گئے انبیائے کرام کے نام 111
پوائنٹ نمبر 85: قرآن میں 25 انبیاء کا ذکر 113
پوائنٹ نمبر 86: اولوالعزم انبیاء 115
پوائنٹ نمبر 87: اولوالعزم انبیاء میں سے دو افضل انبیاء کا ذکر 118
پوائنٹ نمبر 88: کیا جنات کی نسل میں بھی کوئی نبی ہے؟ 118
پوائنٹ نمبر 89: جو رسولوں کا انکار کرے 124

ایمان کا پانچواں رکن "آخرت کے دن پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 90: ایمان کا پانچواں رکن (وَالْيَوْمِ الآخِرِ) آخرت کے دن پر ایمان لانا 124
پوائنٹ نمبر 91: آخرت پر ایمان لانے کا مطلب 126
پوائنٹ نمبر 92: قیامت کی دس بڑی نشانیوں پر ایمان لانا 127
پوائنٹ نمبر 93: قیامت کے دن کے دس مرحلے 127

1۔ پہلا مرحلہ: صور پھونکنا:- اس کو "نَفخَةٌ" کہا جاتا ہے:

نفخات کے تعلق سے اہل علم کا اختلاف 131

اہل ایمان وتقوی قیامت کے خوف سے محفوظ رہیں گے 132
بعث بعد الموت پر کفار مکہ کا اعتراض اوراس کا جواب 133
2۔ دوسرا مرحلہ ہے حشر کے میدان جمع ہونا.. 130
سات خوش نصیب جنہیں اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا 138
3۔ تیسرا مرحلہ ہے:-شفاعت (سفارش) 140
4۔ چوتھا مرحلہ حساب وکتاب کا ہے 141
5۔ پانچواں مرحلہ ترازو کا قیام اور اعمال کا تولا جانا.. 142
6۔ چھٹا مرحلہ: حوض اور نہر کوثر 143
7۔ ساتواں مرحلہ: اندھیرے کا چھاجانا.. 144
8۔ آٹھواں مرحلہ: پل (صراط) پر سے گذرنا.. 145
9۔ نواں مرحلہ: لوگوں دلوں سے غل کا نکالنا 148
10۔ دسواں مرحلہ جنت میں داخلے کا ہے 148
جہنم اور جنت کا ایک مختصر خاکہ 151
پوائنٹ نمبر 94: شفاعت پر ایمان لانا 152
پوائنٹ نمبر 95: جنت اور جہنم پر ایمان لانا (کہ وہ پیدا کی جاچکی ہیں) 153
پوائنٹ نمبر 96: بعث بعد الموت (موت کے بعد کی زندگی پر ایمان لانا) 152
پوائنٹ نمبر 97: کفار ومشرکین بعث بعد الموت کا مذاق اڑایا کرتے تھے 155
پوائنٹ نمبر 98: بعث بعد الموت پر ایمان لاناواجب ہے 156
پوائنٹ نمبر 99: قبر اور برزخی زندگی پر ایمان رکھنا 157

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر100:برزخ کا معنی اور مفہوم 157
پوائنٹ نمبر101:برزخ کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال 158
پوائنٹ نمبر102:برزخ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ 160
پوائنٹ نمبر103:منکرینِ عذابِ قبر 160
پوائنٹ نمبر104:قبر میں جنت اور جہنم کا نظارہ 161
پوائنٹ نمبر105:عذاب قبر پر ایمان لانا 161
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی پہلی دلیل 161
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی دوسرے دلیل 161
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی تیسری دلیل 163
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی چوتھی دلیل 163
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی پانچویں دلیل 163
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی چھٹویں دلیل 164
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی ساتویں دلیل 164
عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی آٹھویں دلیل 165
پوائنٹ نمبر106:منکرین عذابِ قبر کا عقیدہ 165
پوائنٹ نمبر107:منکرینِ عذاب قبر 165
پوائنٹ نمبر108:عذابِ قبر کے بارے میں وارد احادیث 168
پوائنٹ نمبر109:رسول اللہ ﷺ نے عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنے کی تاکید فرمائی 169
پوائنٹ نمبر110:وہ گناہ جس کی وجہ سے عذاب قبر دیا جاتا ہے 170
پوائنٹ نمبر111:انکارحدیث انکارِعذابِ قبر کی ایک بڑی وجہ 171
پوائنٹ نمبر112:عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کی دعا 171

AskIslamPedia Gateway for Islamic Information Free Online Islamic Encyclopedia

قیامت کی دس بڑی نشانیاں

1- ظہورِ مہدی

پوائنٹ نمبر 113: 173
پوائنٹ نمبر 114: مہدی کے بارے میں اہل تشیع کے عقائد 173

2-(الدَّجَّالَ) دجال کا خروج

پوائنٹ نمبر 115: "الدَّجَّالَ" کا لغوی معنی 176
پوائنٹ نمبر 116: قرآنِ میں دجال کا ذکر 177
پوائنٹ نمبر 117: دجال کی پہنچان اور اس کی صفات 178
پوائنٹ نمبر 118: دجال کانا ہے 179
پوائنٹ نمبر 119: دجال کی نکلنے کی جگہ 179
پوائنٹ نمبر 120: دجال کی زمین پر ٹھہرنے کی مدت 180
پوائنٹ نمبر 121: دجال کے کام کرنے کا طریقہ 181
پوائنٹ نمبر 122: دجال کبھی مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہوسکے گا 182
پوائنٹ نمبر 123: کیا دجال اس زمین پر آج بھی موجود ہے؟ 183
پوائنٹ نمبر 124: پوائنٹ نمبر 125: دجال کو عیسیٰ علیہ السلام باب لُد پر قتل کریں گے 185
پوائنٹ نمبر 126: دجال کے فتنے سے بچنے کے طریقے 185

3-نزولِ عیسیٰ علیہ السلام

پوائنٹ نمبر 127: قرآنِ مجید میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی دلیل 187
پوائنٹ نمبر 128: احادیث سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل 189
پوائنٹ نمبر 129: عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک 190

پوائنٹ نمبر 130: عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان سے اترنے کی کیفیت 191
پوائنٹ نمبر 131: عیسیٰ علیہ السلام کا وقتِ نزول 191
پوائنٹ نمبر 132: عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد امن وامان قائم ہو جائے گا 193
پوائنٹ نمبر 133: عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ دنیا میں قیام کی مدت 194

4- ظہور یأجوج وماجوج

پوائنٹ نمبر 134: قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا پہلی جگہ ذکر 195
پوائنٹ نمبر 135: کیا یاجوج ماجوج نسلِ آدم میں سے ہیں؟ 196
پوائنٹ نمبر 136: حدیث میں یاجوج ماجوج کی شکل وشباہت کا ذکر 198
پوائنٹ نمبر 137: یاجوج ماجوج کو قیامت کے قریب کھول دیا جائے گا آزاد کر دیا جائے گا 199
پوائنٹ نمبر 138: احادیث میں یاجوج ماجوج کا ذکر 200
پوائنٹ نمبر 139: یاجوج ماجوج ہر روز دیوار کو کھودتے رہتے ہیں 202
پوائنٹ نمبر 140: جب عیسیٰ علیہ السلام دجال کو قتل کر دیں گے اس کے بعد یاجوج وماجوج نکلیں گے 203
پوائنٹ نمبر 141: یاجوج ماجوج کی تعداد 204
پوائنٹ نمبر 142: یاجوج ماجوج کی ہلاکت اور موت 205

5 اور 6- (خُسُوف) لوگوں کا زمین میں دھنسا دیا جانا

پوائنٹ نمبر 143: (خُسُوف) لوگوں کا زمین میں دھنسا دیا جانا 206
پوائنٹ نمبر 144: (خَسْفٌ) کا لغوی معنی 207
پوائنٹ نمبر 145: قرآ مجید میں (خَسَفَ) یعنی زمین دھنسا دینے کی مثالیں 207
پوائنٹ نمبر 146: خسف، قذف اور رجف کے معنی 209
پوائنٹ نمبر 147: قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی, جزیرۃ العرب میں لشکر کا دھنسا دیا جانا 209

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

7-(الدُّخَانَ) ہر طرف دھوں چھا جائے گا

پوائنٹ نمبر148:"الدُّخَانَ" کا لغوی معنی 211

پوائنٹ نمبر149 211

پوائنٹ نمبر150:(دھواں کا چھا جانا) اس مسئلے میں ہمیں دو اقوال ملتے ہیں 212

پوائنٹ نمبر151:الدخان کے واقع ہونے میں مزید تین اقوال 213

پوائنٹ نمبر152:الدخان اور ابن صیاد کا واقعہ 214

پوائنٹ نمبر153:الدخان ابھی واقع نہیں ہوئی یہ قول راجح ہے 215

پوائنٹ نمبر154:خلاصہ بعض علمائے کرام کہتے ہیں (الدُّخَانَ) کے تین معنی مراد ہیں 215

8:(وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا) سورج مغرب سے طلوع ہو گا

پوائنٹ نمبر155:سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کی قرآن مجید سے پہلی دلیل 216

9:(خروج دابۃ الارض)

پوائنٹ نمبر156:"دَابَّة" کا لغوی معنی 220

پوائنٹ نمبر157:(دَابَّة) کے بارے میں چھ اقوال ہیں 220

پوائنٹ نمبر158:قرآن مجید میں دابۃ الارض کا ذکر 211

پوائنٹ نمبر159:قرآمجید میں دابۃ الارض دیمک کے لیے بھی استعمال ہوا ہے 221

پوائنٹ نمبر160:دابۃ الارض لوگوں کی ناک یا پیشانی پر نشان لگائے گا 222

پوائنٹ نمبر161،وائنٹ نمبر162:دابۃ الارض کے نکلنے کی جگہ 222

پوائنٹ نمبر163:دابۃ الارض کے نکلنے کا وقت 223

10-قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے دسویں نشانی

پوائنٹ نمبر164:یمن سے آگ نکلے گی 224

پوائنٹ نمبر165: قربِ قیامت کی آخری نشانی اور وابتداء قیامت سب سے پہلی نشانی 226

ایمان کا چھٹواں رکن "اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر166: ایمان کا چھٹواں رکن (بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ) اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا 226
پوائنٹ نمبر167: تقدیر پر ایمان لانے کے تین معنی اور مفہوم ہیں 226
پوائنٹ نمبر168: ایک شبہ کا جواب 228
پوائنٹ نمبر169: اللہ تعالیٰ تقدیر مقرر کرنے کے بعد مخلوق کی رہنمای بھی کی 230

جبریل کا تیسرا سوال

پوائنٹ نمبر170: ف أَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَان 232
پوائنٹ نمبر171-173 "الإِحْسَان" کا لغوی معنی 232
پوائنٹ نمبر174: "الإِحْسَان" کا اصلاحی معنی 232
پوائنٹ نمبر175: اصطلاحی معنی میں (الإِحْسَان) کی دو قسمیں ہیں 233
پوائنٹ نمبر176: احسان کے دو درجات ہیں 233
پوائنٹ نمبر177: احسان کا معنی 233
پوائنٹ نمبر178: 234
پوائنٹ نمبر179: قرآنِ مجید میں محسنین کا ذکر 234
پوائنٹ نمبر180: اسلام، ایمان اور احسان کا آپس میں گہرا تعلق 234
پوائنٹ نمبر181: اللہ تعالیٰ کے یہاں محسنین کے لیے انعام واکرام 235
پوائنٹ نمبر182: ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ایمان کے الگ الگ درجات ہیں 236
پوائنٹ نمبر183: امت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ امت وسط ہے 237
پوائنٹ نمبر184: (انسانی شکل میں) جبریل علیہ السلام کا آخری سوال 237
پوائنٹ نمبر185: سوال کا دوسرا حصہ 238

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر186 238
پوائنٹ نمبر187 دیگر علمائے کرام کے اقوال 239
پوائنٹ نمبر188: امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کے چار معنی نقل کیئے ہیں 239
پوائنٹ نمبر189: موجودہ دور میں (أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کے بارے میں بعض کا قول: surrogate mother
.... 241
پوائنٹ نمبر190: شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ 242
پوائنٹ نمبر191: اونچی عمارتیں قیامت کی نشانی ہے 234
پوائنٹ نمبر192: اونچی عمارتوں کے بارے میں غلط فہمی کا ازالہ 244
پوائنٹ نمبر193: حدیثِ جبریل (علیہ السلام) کا اختتامی حصہ 245
پوائنٹ نمبر194: (مَلِيًّا) کا معنی 245

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

شرح حدیثِ جبریل (عَلَيْهِ السَّلَام)

355 اسباق کی شکل میں

حدیث کی تشریح کے دو مرحلہ ہیں

مرحلہ اولی:

اس میں سند کا تعارف، راویوں کا تعارف اور کلماتِ حدیث کی لغوی و شرعی تشریح (155 نکتے)

مرحلہ ثانیہ:

اس مرحلہ میں حدیث میں پائے جانے والے مباحث اور موضوعات سے متعلق گفتگو ہو گی - ان شاء اللہ (200 نکتے)

كتاب الايمان[1]

عَنْ عُمَرَ بن الخَطَّابِ – رضي الله عنه –، قال: بَينَمَا نَحْنُ جلوس عندَ رَسولِ الله – صلى الله عليه وسلم – ذاتَ يومٍ، إذْ طَلَعَ علينا رَجُلٌ شَدِيدُ بياضِ الثِّيابِ، شَدِيدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لا يُرى عليهِ أثَرُ السَّفَر، ولا يَعرِفُهُ مِنّا أحدٌ، حتَّى جَلَسَ إلى النَّبيّ – صلى الله عليه وسلم –، فأسنَدَ رُكْبَتَيْهِ إلى رُكْبَتَيْهِ، ووضع كَفَّيه على فَخِذيه، وقالَ: يا مُحَمَّدُ، أخبِرني عَنِ الإسلامِ. فقال رَسولُ الله – صلى الله عليه وسلم –: ((الإسلامُ: أنْ تَشْهَدَ أنْ لا إلهَ إلاَّ الله، وأنَّ محمَّداً رسولُ اللهِ، وتُقيمَ الصَّلاةَ، وتُؤتِي الزَّكاةَ، وتصومَ رمضَانَ، وتَحُجَّ البَيتَ إن استَطَعتَ إليه سبيلاً)) . قال: صَدَقتَ ، قال: فَعَجِبنا لَهُ يسأَلُهُ ويصدِّقُهُ. قال: فأخْبِرني عَنِ الإيمان . قال: ((أنْ تُؤْمِنَ باللهِ وملائِكَته وكُتُبِه، ورُسُله، واليَومِ الآخِرِ، وتُؤْمِنَ بالقَدرِ خَيرِهِ وشَرِّهِ)) . قالَ: صَدَقتَ .

قالَ: فأخْبِرنِي عنِ الإحْسَانِ، قال: ((أنْ تَعبُدَ اللهَ كأنَّكَ تَراهُ، فإنْ لَمْ تَكُنْ تَراهُ فإنَّهُ يراكَ)) . قال: فأخبِرني عَنِ السَّاعةِ؟

قال: ((مَا المَسؤُولُ عَنْهَا بأعلَمَ مِنَ السَّائِل)) . قال: فأخبِرني عنْ أَمارَتِها؟

قال: ((أنْ تَلِدَ الأمَةُ رَبَّتَها، وأنْ تَرى الحُفاةَ العُراةَ العَالَةَ رِعاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلونَ في البُنيانِ)) . ثُمَّ انْطَلَقَ، فلبثْتُ مَليّاً، ثمَّ قال لي: ((يا عُمَرُ، أتَدرِي مَنِ السَّائل؟)) قلتُ: اللهُ ورسولُهُ

---

[1] شرح صحيح مسلم منة المنعم

(كتاب الإيمان) الإيمان عند السلف – مالك والشافعي وأحمد بن حنبل وغيرهم من فقهاء المحدثين – هو اعتقاد بالقلب – أي تصديق النبي – صلى الله عليه وسلم – فيما علم مجيئه به بالضرورة – ونطق باللسان وعمل بالأركان، وبه قالت المعتزلة والخوارج، إلا أن السلف قالوا بفسق مرتكبي الكبيرة، والمعتزلة والخوارج أخرجوه من دائرة الإيمان وقالوا بخلوده في النار، وقد أدخلته الخوارج في الكفر، وأثبتت له المعتزلة منزلة بين الإيمان والكفر،

١ – قوله: (أول من قال في القدر) أي تكلم بنفيه وإنكاره، والقدر بفتح الدال وتسكن، هو علم الله تعالى الأشياء قبل كونها، وتقديره وكتابته لها قبل خلقها، و (معبد الجهني) هو معبد بن خالد الجهني نزل محلة جهينة بالبصرة فنسب إليهم، كان يجالس الحسن ثم تكلم في القدر، فسلك أهل البصرة بعده مسلكه لما رأوا عمرو بن عبيد ينتحله، قتله الحجاج صبرا

ASK ISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

أعلَمُ.

قال: ((فإنَّهُ جِبريلُ أتاكُم يُعَلِّمُكُم دِينَكُم)) رَوَاهُ مُسْلِمٌ

(صحيح مسلم ، رقم:8)

ترجمة

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے۔ اچانک ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت زیادہ سفید تھے اور بال بہت کالے تھے۔ سفر کے علامات نمایاں نہ تھے اور کوئی ہم میں سے ان کو پہچانتا نہ تھا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر بیٹھ گیا اپنے گھٹنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ جوڑ کر اور دونوں ہاتھ رانوں پر رکھ کر، پھر کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! آپ مجھے بتایئے کہ اسلام کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ کوئی عبادت کے مستحق نہیں سوائے اللہ کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول ہیں اور نماز (صلوۃ) قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور بیت اللہ کا حج کرے، اگر وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔" وہ بولا: آپ نے سچ کہا، ہم کو تعجب ہوا کہ خود ہی پوچھتا ہے پھر خود ہی کہتا ہے کہ سچ کہا، پھر وہ شخص بولا: آپ مجھے بتایئے کہ ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ تو تصدیق (قبولیت اور اطاعت والی تصدیق) کرے اور ایمان لائے اللہ پر، فرشتوں پر اور اس کی نازل کردہ کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تو اس بات پر تصدیق کرے اور ایمان لائے تقدیر کے اچھے اور برے اثرات پر۔" وہ شخص بولا: آپ نے سچ کہا۔ پھر اس شخص نے پوچھا: آپ مجھے بتایئے احسان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "احسان یہ ہے کہ آپ اللہ کی عبادت اس طرح کرے کہ گویا آپ اس کو دیکھ رہے ہیں۔" اگر اسکو دیکھنے کے تصور کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتے تو یہ کہ وہ آپ کو دیکھ رہا ہے۔ پھر وہ شخص بولا: آپ مجھے بتایئے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس سے پوچھا گیا ہے وہ پوچھنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔" وہ شخص بولا آپ مجھے اس کی نشانیاں بتلایئے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ایک نشانی یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک کو جنے گی۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ تو دیکھے گا ننگے پیر والے، ننگے جسم والے، فقیر بکریوں کو چرانے والے کہ وہ بڑی بڑی عمارتیں فخریہ طور پر بنائیں گے۔" راوی نے کہا: پھر وہ شخص چلا گیا۔ ایک مدت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: "اے عمر! کیا تم جانتے ہو؟ یہ پوچھنے والا کون تھا؟" میں نے کہا: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو تمھیں، تمھارا دین سکھانے آئے تھے۔"

مرحلہ اولیٰ :

(اس میں سند کا تعارف، راویوں کا تعارف اور کلماتِ حدیث کی لغوی وشرعی تشریح)

حديث مستدل / أصل حديث

١حَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ

ابن حجر العسقلاني: ثقة ثبت

٢ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ، وكيع بن الجراح ثقة حافظ عابد (ابن حجر)

٣ عَنْ كَهْمَسٍ كهمس بن الحسن

ابن حجر العسقلاني: ثقة، ومرة: ضعفه الساجي بلا حجة

٤عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عبد الله بن بريدة بن الحصيب ابن حجر العسقلاني: ثقة، ومرة: لم يثبت أن أحمد ضعفه وإنما تكلم فيه للإرسال

٥ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ، يحيى بن يعمر

ابن حجر العسقلاني: ثقة فصيح وكان يرسل

٦ح وحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ

عبيد الله بن معاذ بن معاذ بن نصر بن حسان

ابن حجر العسقلاني: ثقة حافظ

– وَهَذَا حَدِيثُهُ – حَدَّثَنَا أَبِي ، حَدَّثَنَا كَهْمَسٌ ، عَنِ ابْنِ بُرَيْدَةَ ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ ، قَالَ :

كَانَ أَوَّلَ مَنْ قَالَ فِي الْقَدَرِ بِالْبَصْرَةِ مَعْبَدٌ الْجُهَنِيُّ ، فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَحُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِمْيَرِيُّ حَاجَّيْنِ – أَوْ مُعْتَمِرَيْنِ – فَقُلْنَا : لَوْ لَقِينَا أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَسَأَلْنَاهُ عَمَّا يَقُولُ هَؤُلَاءِ فِي الْقَدَرِ ، فَوُفِّقَ لَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ

٧عبد الله بن عمر بن الخطاب بن نفيل

الكنية: أبو عبد الرحمن

ابن حجر العسقلاني: صحابي ولد بعد المبعث بيسير، واستصغر يوم أحد وهو ابن أربع عشرة، وهو أحد العبادلة، وكان من أشد الناس اتباعا للأثر:

دَاخِلًا الْمَسْجِدَ ، فَاكْتَنَفْتُهُ أَنَا وَصَاحِبِي أَحَدُنَا عَنْ يَمِينِهِ ، وَالْآخَرُ عَنْ شِمَالِهِ ، فَظَنَنْتُ أَنَّ صَاحِبِي سَيَكِلُ الْكَلَامَ إِلَيَّ ، فَقُلْتُ : أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّهُ قَدْ ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ ، وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ[٢] ، وَذَكَرَ مِنْ شَأْنِهِمْ ، وَأَنَّهُمْ يَزْعُمُونَ أَنْ لَا قَدَرَ ، وَأَنَّ الْأَمْرَ أُنُفٌ ، قَال : فَإِذَا لَقِيتَ أُولَئِكَ فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي بَرِيءٌ مِنْهُمْ ، وَأَنَّهُمْ بُرَآءُ مِنِّي ، وَالَّذِي يَحْلِفُ بِهِ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ لَوْ أَنَّ لِأَحَدِهِمْ مِثْلَ أُحُدٍ ذَهَبًا ، فَأَنْفَقَهُ مَا قَبِلَ اللَّهُ مِنْهُ حَتَّى يُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ ثُمَّ قَالَ : الخ

---

[٢] شرح النووى

قَوْلُهُ : (ظَهَرَ قِبَلَنَا نَاسٌ يَقْرَءُونَ الْقُرْآنَ وَيَتَقَفَّرُونَ الْعِلْمَ) هُوَ بِتَقْدِيمِ الْقَافِ عَلَى الْفَاءِ ، وَمَعْنَاهُ : يَطْلُبُونَهُ وَيَتَتَبَّعُونَهُ هَذَا هُوَ الْمَشْهُورُ ، وَقِيلَ : مَعْنَاهُ : يَجْمَعُونَهُ ،

وَرَوَاهُ بَعْضُ شُيُوخِ الْمَغَارِبَةِ مِنْ طَرِيقِ ابْنِ مَاهَانَ (يَتَفَقَّرُونَ) بِتَقْدِيمِ الْفَاءِ ، وَهُوَ صَحِيحٌ وَهُوَ أَيْضًا مَعْنَاهُ: يَبْحَثُونَ عَنْ غَامِضِهِ وَيَسْتَخْرِجُونَ خَفِيَّهُ .

وَرُوِيَ فِي غَيْرِ مُسْلِمٍ يَتَقَفَّوْنَ بِتَقْدِيمِ الْقَافِ وَحَذْفِ الرَّاءِ وَهُوَ صَحِيحٌ أَيْضًا وَمَعْنَاهُ أَيْضًا : يَتَتَبَّعُونَ .

قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ : وَرَأَيْتُ بَعْضَهُمْ قَالَ فِيهِ (يَتَقَعَّرُونَ) بِالْعَيْنِ ، وَفَسَّرَهُ بِأَنَّهُمْ يَطْلُبُونَ قَعْرَهُ أَيْ غَامِضَهُ وَخَفِيَّهُ .

وَمِنْهُ تَقَعَّرَ فِي كَلَامِهِ إِذَا جَاءَ بِالْغَرِيبِ مِنْهُ

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي يَعْلَى الْمَوْصِلِيّ يَتَفَقَّهُونَ بِزِيَادَةِ الْهَاءِ وَهُوَ ظَاهِرٌ .

اسباق حدیث جبریل (عَلَیْہِ السَّلَام)

(مع شرح کلمات حدیث)

اسباق حدیث جبریل (علیہ السلام) (مع شرح کلمات حدیث)

1) حدیث جبریل ام السنۃ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ ام القرآن ہے۔

2) اچھی اور بری تقدیر پر یقین کرنا ایمان میں داخل اور اس کو جھٹلانا کفر وضلالت ہے اور بدعت ہے۔

3) سب سے پہلے جس نے تقدیر کا انکار کیا وہ معبد الجہنی تھا جو بصرہ کا رہنے والا تھا اسی کی راہ پر چلنے والوں کو قدریہ کہا گیا اور یہ فرقہ صحابہ کرام کے زمانے میں پیدا ہو چکا تھا۔

4) ہمیں کسی بھی مسئلے میں علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہے کیونکہ یحیٰی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن نے معبد الجہنی اور تقدیر کے انکار کے مسئلے میں سب سے پہلے عبد اللہ ابن عمر سے رجوع کیا اور اپنا مسئلہ بیان کیا۔

5) چاہے مسئلہ بڑا ہو یا چھوٹا ہمیں فوراً علماء سے رجوع کرنا چاہئے۔

6) یہ بات ادب میں داخل ہے کہ کسی کو نام کے بجائے اس کی کنیت سے پکارا جائے جیسا کہ یحیٰی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن نے عبد اللہ ابن عمر کو ان کی کنیت "ابو عبد الرحمٰن" کے ساتھ پکارا تھا۔

7) زندگی میں جب بھی فرصت ملے سب سے پہلے حج کا فریضہ ادا کر لینا چاہئے اور اس میں دیری نہیں کرنی چاہئے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین کا یہی عمل تھا یحیٰی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن دونوں مل کر حج کے لیے روانہ ہوئے تھے
۔

8) علمائے کرام سے جب بھی کوئی مسئلہ دریافت کرنا ہو تو بڑے ہی ادب واحترام کے ساتھ دریافت کریں یحیٰی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن نے جب عبد اللہ ابن عمر کو مسجد میں داخل ہوتے ہوئے پایا تو وہ دونوں عبد اللہ ابن عمر کی طرف لپک پڑے اور نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ مسئلہ دریافت کیا۔

9) سلف صالحین کا یہ عمل رہا ہے کہ سوال پوچھنے والے کو وہ جھڑکتے نہیں تھے بلکہ پوری طرح سے سوال پوچھنے والے کی بات کو بغور سنتے اور اس کا جواب دیتے۔

10) چلتے چلتے علمائے کرام سے کوئی مسئلہ پوچھنا خلافِ ادب نہیں ہے جیسا کہ اس حدیث میں ہے کہ یحیٰی بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن دائیں اور بائیں طرف چلتے ہوئے عبد اللہ ابن عمر سے مسئلہ دریافت کیا اور آپ نے چلتے چلتے جواب بھی دیا
۔

11) تقدیر کا انکار بہت زیادہ خطرناک عمل ہے اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ جب ان سے اس بارے میں

AskIslamPedia Gateway for Islamic Information Free Online Islamic Encyclopedia

پوچھا گیا تو وہ سب سے پہلے اللہ کی قسم کھائی اور مسئلہ بیان کیا۔

القَدَرِيَّةُ مَجُوسُ هذه الأمةِ : إن مَرِضوا فلا تَعودُوهم ، وإن ماتوا فلا تَشْهَدُوهم .

الراوي : عبدالله بن عمر | المحدث : الألباني | المصدر : صحيح أبي داود ،الصفحة أو الرقم: ٤٦٩١ | خلاصة حكم المحدث : حسن ،التخريج : أخرجه أبو داود (٤٦٩١) واللفظ له، وأحمد (٥٥٨٤) باختلاف يسير .

نوٹ: وجہ تشبیہ ہے کہ مجوسي اہرمن یزدان کی طرف خیر وشر کی نسبت کرتے تھے اسي طرح کی حرکت ہے قدریہ کی ۔

12) بدعت، ضلالت، گمراہی اور کفر سے بیزارگی اور اس سے برأت کا اعلان کرنا علمائے کرام کی شان ہے عبد اللہ ابن عمر نے تقدیر کا انکار کرنے والوں سے برأت کا اعلان کیا۔

13) تقدیر کا انکار کرنے والوں اور فرقہ قدریہ کو کافر کہنے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے امام ابن رجب الحنبلی کہتے ہیں کہ امام احمد اور امام شافعی تقدیر کا انکار کرنے والوں کے کفر کے قائل تھے۔

14) تقدیر کا انکار کرنے والوں کا کوئی بھی عمل قابلِ قبول نہیں ہوگا اگر چہ کہ وہ احد پہاڑ کے برابر سونا بھی خرچ کرلیں البتہ اگر انہوں نے تقدیر کے انکار کی روش چھوڑ دی اور تقدیر پر ایمان لے آئے تو ان کا عمل قابلِ قبول ہوگا۔

15) "الاسناد من الدین" سند کا بیان کرنا دین میں سے ہے عبد اللہ ابن عمر نے اپنے والد ماجد امیر المومنین سیدنا عمر ابن الخطاب کی سند سے حدیث بیان کی اور مسئلہ سمجھایا، لہذا اسندوں کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

16) جبریل انسانی شکل میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سوالات کئے عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آج تک ہم میں سے کسی نے اس شخص کو کبھی نہیں دیکھا لہذا سوال کرنے والا جان پہچان والا ہو یا نہ ہو اس کا سوال سننا چاہئے اور جواب دینا چاہئے نبی کریم ﷺ کا یہی طریقہ رہا اور صحابہ کرام نے اس پر عمل کیا ہے۔

17) جب جبریل آئے تو وہ نبی کریم کے سامنے بیٹھ گئے لہذا طالب علم کا اپنے استاذ کے سامنے بیٹھنا مستحب عمل ہے اور یہ علم حاصل کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے۔

18) استاذ سے بار بار سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آداب کو ملحوظِ خاطر رکھنا ضروری ہے۔

19) جب کوئی طالبِ اپنے استاذ سے سوال کرتا ہے استاذ کا جواب وہاں پر موجود تمام طالب علم کے لیے مفید اور کارآمد

ہوتا ہے لہذا استاذ کے ساتھ ساتھ طلاب علم سوال کرنے والے کے سوال پر بھی توجہ مرکوز رکھیں، ان شاء اللہ اس سے بھی فائدہ ہوگا۔

20) بعض علمائے کرام طالبِ علم کے آداب واحترام کو نصف علم سے تشبیہ دیتے ہیں۔

21) ضرورت کے مطابق استاذ کو اونچی مسند یا مخصوص جگہ پر بٹھانا جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ہے ابوذر غفاری اور ابوہریرہ بیان کرتے ہیں :

((كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجْلِسُ بَيْنَ ظَهْرَيْ أَصْحَابِهِ، فَيَجِيءُ الْغَرِيبُ، فَلَا يَدْرِي أَيُّهُمْ هُوَ حَتَّى يَسْأَلَ، فَطَلَبْنَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَجْعَلَ لَهُ مَجْلِسًا يَعْرِفُهُ الْغَرِيبُ إِذَا أَتَاهُ، قَالَ: فَبَنَيْنَا لَهُ دُكَّانًا مِنْ طِينٍ، فَجَلَسَ عَلَيْهِ وَكُنَّا نَجْلِسُ بِجَنْبَتَيْهِ، وَذَكَرَ نَحْوَ هَذَا الْخَبَرِ فَأَقْبَلَ رَجُلٌ فَذَكَرَ هَيْئَتَهُ حَتَّى سَلَّمَ مِنْ طَرَفِ السِّمَاطِ، فَقَالَ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ، قَالَ: فَرَدَّ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

"رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے بیچ میں اس طرح بیٹھتے تھے کہ جب کوئی اجنبی شخص آتا تو وہ بغیر پوچھے آپ کو پہچان نہیں پاتا تھا، تو ہم نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ ہم آپ کے لیے ایک ایسی جائے نشست بنا دیں کہ جب بھی کوئی اجنبی آئے تو وہ آپ ﷺ کو پہچان لے، ابوہریرہ کہتے ہیں: چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کے لیے ایک مٹی کا چبوترا بنا دیا، تو آپ ﷺ اس پر بیٹھتے اور ہم آپ ﷺ کے اردگرد بیٹھتے، آگے ابوہریرہ نے اسی جیسی روایت ذکر کی، اس میں ہے کہ ایک شخص آیا، پھر انہوں نے اس کی ہیئت ذکر کی، یہاں تک کہ اس نے بیٹھے ہوئے لوگوں کے کنارے سے ہی آپ ﷺ کو یوں سلام کیا: السلام علیک یا محمد (ﷺ)! تو نبی اکرم ﷺ نے اسے سلام کا جواب دیا۔"

(سنن ابوداود، کتاب السنۃ، باب: تقدیر (قضاء وقدر) کا بیان، حدیث نمبر: 4698، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

22) مراتب دین: اسلام وایمان واحسان دین کے مراتب ہیں (ابن تیمیہ)

23) اذا افترقا اجتمعا ــــــــــ (ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ) مذکور ہے کہ ساٹھ سے زیادہ خصلتیں (شعبے) ہیں، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تطبیق دی کہ اساسي طور پر یہ اعمال قلبیہ، اعمال لسانیہ اور اعمال بدنیہ 69 ہیں لیکن اس کے جزئیات کو

شمار کیا جائے تو 79 ہیں، اس کے لئے میں (ارشد بشیر مدنی) نے ایک کتابچہ ترتیب دیا ہے الحمدللہ۔

24) ایمان تو محیط ہے ہر دین کے کام کو (جیسا کہ الایمان بضع وسبعون شعبۃ والی حدیث میں دلیل ہے) لیکن حدیث جبرئیل میں اصولیات و اَساسیات کی طرف رہنمائی ہے، جس کی طرف ایمان لوٹتا ہے، یہ اس حدیث میں بتایا جارہا ہے۔

25) ارکان ایمان کی تفصیل کے لیے یہ کتب مفید ہیں دیکھیے ابن رجب کی جامع العلوم، ابن تیمیہ کی کتاب الایمان، سلیمان الاشقر کی کتاب، احمد فرید کی کتاب، جمیل زینو کی کتاب، شیخ عبد المحسن العباد کی تشریحات، شرح العقیدۃ الطحاویۃ ابن ابی العز، شیخ ردادی کی شرح، ابن عثیمین کی شرح اصول الایمان، معارج القبول حافظ حکمی اور الارشاد الی صحیح الاعتقاد

26) احسان اور وحدۃ الوجود میں فرق ہے اور وحدۃ الوجود ضلالت کا راستہ ہے اور باطل عقیدہ ہے (ابن تیمیہ(

27) مراتب الدین 1) اسلام عامہ 2) ایمان أخصھا 3) الاحسان ثم أخصھا (عام سے خاص کی طرف)

28) علامات جو آپ کے عہد میں یا بعد میں واقع ہونے والے ہیں ان سب کا ذکر ہے (اشراط الساعۃ یوسف الوابل کی کتاب اور اسکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے، اسکے مترجم ہیں شیخ مقیم فیضی)

29) آداب العلم (صید الفوائد ویب سائٹ پر بڑے عمدہ مقالات ہیں)

30) سؤالیہ انداز میں تعلیم (بھی آٹھ مشہور طرق تدریس میں سے ایک اہم طریقہ تعلیم ہے

31) الاسلام کی تعریف definition تفصیل آگے آئیگی ان شاءاللہ)

32) ایمان کی تعریف definition تفصیل آگے آئیگی ان شاءاللہ)

33) الاحسان کے الگ الگ معانی میں مستعمل ہے قرآن مجید میں

1. الاحسان الی اللہ میں یہ معنی ہے کہ انسان، خالص توحید وعبادت قائم کرے اور حقوق اللہ کی ادائیگی میں سنجیدہ رہے۔
2. الاحسان الی الناس میں یہ معنی ہے کہ انسان حقوق العباد کی ادائیگی میں سنجیدہ رہے۔

34) قرآن کی آیت: ان اللہ یأمر بالعدل والاحسان میں الاحسان کی تشریح میں کافی أقوال ہیں (احسان کا ایک معنی یہ ہے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی حسن ادائیگی پر توجہ دے)

35) یحیی بن یعمر نے جب تاڑا معبد الجہنی کے فتنۃ کو اور فتنۂ انکار قدر بصرہ میں تو سفر کیا اور بصرہ کے احوال سے واقف کروایا

ابن عمر کو، اسی طرح اہل علم اور سمجھ دار عوام وطلبہ میں تال میل ہو تا کہ باطل فرقے گھس نہ آجائیں امت مسلمہ میں۔

36) معبد الجہنی نے کہا اللہ نے تقدیر ازل میں نہیں لکھی اور بندہ کے وقوعِ عمل سے پہلے اللہ کو علم نہیں ہوتا (نعوذ باللہ)

37) الراسخون فی العلم کے بغیر عوام یا عام طلبہ فتنہ کو ختم نہ کرے بلکہ اھل علم سے مشورہ لیں

38) تعلیم حسن السؤال-اچھا سوال آدھا علم ہے، اچھے طریقہ سے سؤال کرنے کی تعلیم دی جارہی ہے

39) كان اول خبر مقدم معبد اسم مؤخر (نحوی تشریح)

40) في القدر مضاف محذوف في أمر القدر)

41) ایمان لغۃ(تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ)

42) احسان لغۃ(تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ)

43) اسلام لغۃ(تفصیل آگے آرہی ہے ان شاء اللہ)

44) قدَر قدْرٌ

45) (تقدير الله للاشياء وعلمه بها ازلاً)اللہ کو مخلوقات کے پیدا کرنے سے پہلے علم ہے ہر چیز کا کیونکہ وہ علام الغیوب ہے)

46) ليتنى أن التقى کاش کے ملاقات ہو

47) مکہ میں المسجد الحرام میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ملاقات ہوگئ

48) قِبَلنا) جهتنا ،ہماری طرف، ہمارے علاقے میں

49) يتقفرون :يطلبونه و يتتبعونه (يتفقرون بھی مروی ہے) يبحثون عن غامضه و يستخرجون خفيه

50) روى يتقعرون (روى) يطلبون قعره ، يتقفون

51) يتفقهون(روی)والکل صحیح المعنی

52) معمولی لوگ نہیں بلکہ علم والے کا فتنہ تھا، معبد الجهنى تلميذ الحسن البصرى قتله الحجاج صبراء

53) الأنف بضم الهمزة والنون اى مستأنف يقال كأس انف اى لم يشرب منها وانما شرب

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الآن ماخوذ من انف الشئی وھی اولی، سمی انف لانه اول الوجه شحوصا وظھورا) انف یعنی وہ نیا نیا فتنہ تھا

54) انی بریئ منھم ،میں ان سے بری ہوں (کنایة عن الاجتناب)

55) (مثل (اسم ان)/ذھبا تمییز

56) (اذ طلع) اس سے پتہ چلا اچانک ہوا فأجأھم طلوعہ/ وفی راویة اذا آتاہ رجل بشئ

57) (لا یری او لا تری کلا ھما صحیح)

58) یا محمد (ﷺ) کہا یا رسول نہیں کہا، تا کہ بدو کی طرح پیش آئے

59) ان تشھد ان لا اله الا اللہ (عربی قاعدہ کے رو سے اصل میں انه لا اله الا اللہ ہے)

60) تقیم 1 کا معنی وسیع ہے،) ارکان,واجبات وشروط / پابندئ وقت / صفۃ صلوۃ النبی / جماعت کا اہتمام / سنن فعلیہ اور سنن قولیہ کو شامل ہے-

61) اقام علی :دوام علیه ، او المراد فعلھا تا مة مستوفاة الأرکان والشروط ،من اقام العود :اذا قومته و جعلته معتدلا

62) واختصت الصلوة عرفا بھذا اللفظ لکثرة ما تتوقف علیه من الشروط ولما فیھا من التکرار بخلاف بقیة العبادات

63) توتی الزکاة ١۔) للامام ٢)للمستحق

64) (الاستطاعةالزاد والراحلة والأمن لا مطلق القدرة)راستہ کا توشہ اور سواری کا انتظام ،صرف عام طاقت مراد نہیں لی گئی)(صحت مند ہو عاجز نہ ہو)یعنی بدنی اور مالی استطاعت

65) (جمع بین السوال و التصدیق و لھذا عجبنا) تعجب کی وجہ یہ تھی کہ سوال کے بعد تصدیق بھی کرتا ہے یہ انجانہ شخص۔

(عمر رضی اللہ عنہ کتنے تیز اور ذہین تھے اور اللہ کے نبی ﷺ کے پاس کوئی آتا تو الفاظ کا خوب اچھا استعمال جانتے اور معلوم کرنے کی کوشش کرتے کہ نبی اکرم ﷺ کو کوئی نقصان تو پہنچانے تو نہیں آیا؟

Management through talks

66) الایمان :التصدیق المستلزم للطاعة(ابن عثیمین)

67) الایمان باللہ التصدیق بوجودہ واسمائہ وصفاتہ وربوبیتہ والوھیتہ/وتنزیھہ عن صفات النقص (تفصیل آنے والی ہے ان شاء اللہ)اللہ کے وجود، اسماء وصفات وافعال اور عبادات کی ساری اقسام کو اللہ کے لئے خالص کرتے ہوئے بغیر کسی شریک کے اطاعت و قبولیت کے ساتھ مان لینا اور یہ بھی عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالی ہر عیب سے پاک ہے۔

68) قدم الملائکۃ لانھم ارسلو بالکتب الی الانبیآء والرسل (فرشتوں کا تذکرہ مقدم ہے کتب اور رسل سے،اس میں یہ نکتہ ذکر کیا گیا ہے فرشتوں کے ذریعہ اللہ نے کتب نازل کی ہیں رسولوں اور انبیاء پر۔

69) آخر ایام الدنیا (الیوم الاخر)

70) (تومن:کا اعادہ تقدیر سے پہلے کیا گیا جس کا فائدہ یہ ہے کہ زیادہ توجہ دی جائے کیونکہ اس مسئلہ میں اکثر عقل ٹھوکر کھا جاتی ہے۔

71) خیرہ و شرہ بدل من القدر، خیرہ (الطاعۃ) شرہ (المعصیۃ)

72) (حلوہ ومرہ یہ تشریح ہے، حلوہ۔مایمیل الیہ النفس، مرہ۔ماتنفرہ منہ (حلو سے مراد نفس جسکی طرف مائل ہو، مرہ سے مراد نفس جس سے نفرت کرے)

73) (وھذہ الجملۃ ھی سبب ایراد الحدیث) تقدیر کی اہمیت بتانے کے لئے یہ حدیث پیش کی گئی ہے اور یہ سبب ایرادِ حدیث ہے،(عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس جملے سے تقدیر کی اہمیت پر استدلال کیا)

74) الاحسان اتقان کے معنی میں ہے۔ا۔احسن الی – اوصلت النعم، ۲۔احسنت العمل ای اتقنت

75) المراقبۃ سبب الاتقان، کوالٹی کے لیے مراقبہ ومحاسبہ ضروری ہے۔

76) القیامۃسمیت لسرعۃ قیامھا،اس کے جلدی وقوع ہونے کے سبب اسے قیامت کہا گیا۔

77) ربتھا ، بنتھا، الرب –المالک

1. کنایۃ عن کثرۃ اولاد السراری،لونڈی کے اولاد کی کثرت کی طرف اشارہ ہے
2. کنایۃ عن فساد الحال لکثرۃ بیع أمھات الاولاد فیشتری الرجل أمہ وھو لا یشعر(ضعیف قول/مرجوح رائے)امھات الولد کی خرید وفروخت ہوگی یعنی شرعی احکامات کی معلومات کی کمی کا دور ہوگا

3. كناية عن كثرة الفتوحات کثرت فتوحات کی طرف اشارہ ہے
4. كناية عن أن الاماء يلدن الملوك بعض لونڈیاں جنے گی ایسی اولاد جو وہ بادشاہ بنیں گے
5. كناية عن كثرة العقوق اولاد نافرمان ہو گی اور ماں سے نوکرانیوں جیسا سلوک کریں گی۔
6. كناية عن رفع الأسافل اخلاق سے گرے ہوئے لوگ قوت پر ہوں ہو گے

78) حاف ج حفاةعن القدم : ننگے پیر

79) وعارٍ ج عراةمن الرأس والبدن: ننگے بدن اور سر

80) العالة :الفقراء، عال يعيل عيلة اذا افتقر- اس کا معنی ہے فقراء

81) راع ج رعاء ،الرعاة :چرواہے

82) هم أضعف أهل البادية

83) جبريل معناه عبد الله

84) ایمان امور مخصوصہ کی تصدیق کا نام ہے۔(باطنی امور)

85) اسلام اعمال مخصوصہ کے انجام دینے یا اظہار کرنے کا نام ہے،(ظاہری امور)

86) اعتقاد اور عمل دین ہے۔(الخطابی)

87) ایمان و اسلام میں عموم و خصوص ہے، ہر مومن مسلم بھی ہے لیکن ہر مسلم مومن نہیں۔

88) ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اذا اجتمعا افترقا – كتاب الايمان

89) ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ام السنۃ کا لقب دیا۔

90) أن تلد الأمة ربتها" کے چار معنی بتلائے ابن حجر فتح الباری میں :

1. اتساع الاسلام، عام غلام کا بچہ بڑا ہو کر سید بنے گا، ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں فیہ نظر، کیونکہ پیشن گوئی کا سیاق منع کر رہا ہے کیونکہ نبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے زمانہ میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔
2. غلبة الجهل بتحريم بيع امهات الاولاد او الاستهانة بالاحكام الشرعية ،غلبہ جہل مراد ہے
3. حتى يشتريها ولدها وهو لا يعلم لڑکا اپنی ماں کو خریدے گا اور اسکو پتہ نہیں ہو گا

4. كثرة العقوق (رجحها ابن حجر) ماں باپ کی کثرت سے نافرمانی ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اسکو راجح قرار دیا

89) (شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس میں عرب کی طاقت کا اظہار کا ذکر ہے، بناء المبانی سے قوتِ عرب کی طرف اشارہ ہے، (مثبت سوچ کا نتیجہ) (السلسلۃ الصحیحۃ 1-7)

90) ارکان اسلام

91) ارکان ایمان

92) مراتب الدین

93) دینِ اسلام قائم کرنے اور مسلم بننے کا طریقہ (أقيموا الدين)

94) ایمان اور اسکی حقیقت

95) شعب العلم کا جاننا

96) دلائل توحید الربوبیۃ والاسماء والصفات والالوہیۃ

97) الغیب پر ایمان لانا، شہادتین، ایمان باللہ

98) ملائکۃ پر ایمان

99) کتب پر ایمان

100) رسل پر ایمان

101) آخرت پر ایمان

102) تقدیر پر ایمان

103) حدیث جبرئیل، 5 صحابہ سے مروی ہے عمر رضی اللہ عنہ سے صرف صحیح مسلم میں ہے جبکہ ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم و صحیح بخاری میں مروی ہے

104) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے الاربعین میں صحیح بخاری کی پہلی حدیث اختیار کی ہے، کتاب شروع کرنے کیلیئے، جبکہ صحیح مسلم کی کتاب الایمان کی پہلی حدیث درج کی ہے، اربعین کی دوسری حدیث کے لیے، امام بغوی کی اتباع میں۔

105) پہلی روایت اور دوسری روایت دونوں میں عمر رضی اللہ عنہ کا ذکر ہے اربعین میں

106) عمر رضی اللہ عنہ نے پورا نقشہ کھینچا جبکہ حدیث ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ میں بہت سارے تفصیلات نہیں، امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

انتخاب صحیح مسلم کی روایت والا بہت مناسب رہا۔

107) حدیث جبریل کی شرح میں کتب مؤلفہ:

1. شرح حدیث جبرئیل فی تعلیم الدّین (عبدالمحسن العباد)
2. شرح حدیث جبرئیل علیہ السلام (ابن عثیمین)
3. شرح حدیث جبرئیل علیہ السلام (ابن رجب الحنبلی)
4. شرح حدیث جبرئیل علیہ السلام (ابن تیمیہ (المعروف: الایمان الاوسط))
5. شرح حدیث جبرئیل علیہ السلام (الفوزان)
6. شرح حدیث جبرئیل (زین بن سمیط (هداية الطالبين في بيان مهمات الدين))
7. شرح حدیث جبرئیل (محمد احمد السلفی (الإكليل في شرح حديث جبريل عليه السلام))
8. شرح حدیث جبرئیل (البراک)
9. شرح حدیث جبرئیل (الخضیر)
10. شرح حدیث جبرئیل (اسماعیل الانصاري)

108) متفق علیہ کہنا صحیح نہیں کیوں کہ دونوں کے راوی الگ الگ ہیں اور متن میں تفصیلات بھی الگ الگ ہیں البتہ ایمان، اسلام، احسان کے ارکان وعقائد کی بنیاد میں یکسانیت ہے۔

109) اس شرح میں سند کے مختلف الفاظ کتاب الایمان لابن مندہ سے لئے گئے ہیں، جبکہ متن کے الفاظ شرح ابن رجب سے لئے گئے ہیں کیونکہ دونوں کتابوں میں تفصیلات فتح الباری اور شرح نووی سے بھی زیادہ مذکور ہیں

110) کلمات صحیح مسلم کے ہیں شرح ابن عثیمین کی ہے / ابن رجب، نووی نے کلمات صحیح مسلم کے ذکر کئے ہیں نہ کہ صحیح بخاری سے۔

111) شدید سواد الشعر ای انه شاب: وہ جوان تھے۔

112) لسان وقلب سے اعتراف ہو صرف لسان کافی نہیں (الا من شهد بالحق وهم يعلمون / الزخرف 86)

113) لا اله الا الله – لا اسم نفی للجنس/ اله اسم لا/ خبر محذوف (حق/ الا اداة حصر/

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِن دُونِهِ هُوَ الْبَاطِلُ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٦٢﴾

الحج

اس آیت کی روشنی میں کلمہ کی تشریح کی ہے شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اور شیخ صالح ال الشیخ نے

114) محمد اظہار اسم نہ کہ انی، تاکہ تاکید اور اشد تعظیم ہو .

115) باقی کے چار ارکان رکن اول پر مبنی و منحصر ہے، (شہادۃ) میں الاخلاص ومتابعت ہے

116) شہادۃِ کلمہ کا مقتضی ہے اثباتِ توحید و عدم شرک وکفر ونفاق ،اور اسی طرح اس میں اثبات حق ورد باطل ہے اور شہادتِ رسالت کا اقتضاء ہے التصديق/ امتثال اوامر/ اجتناب منهيات/ ان لا يقدم قول البشر عليه/ ان لايبتدع فى دينه/ان لا يبتدع فى حقه/ وان لاشيئ له من الربوبية وهو عبد/ احترام أقواله

117) ارکان ایمان اور ارکان اسلام پر میری کتب ملاحظہ فرمائیں۔ فقہ العبادات اور علوم العقیدہ

118) الایمان: هو الاقرار والاعتراف المستلزم للقبول والاذعان وهو مطابق للشرع (ابن عثيمين)

119) ابن عثیمین اور ابن تیمیہ نے الایمان: التصدیق لغۃ پر اعتراض کیا کہا یہ معنی درست نہیں کیونکہ ایمان لازم ہے، جبکہ تصدیق متعدی ہے، آمنت فلانا صحیح نہیں، آمنت بکذا صحیح ہے

120) الاعتراف المستلزم للقبول والاذعان اسی لئے کہا کہ ایمان ابی طالب عدم مقبول ہے / اسی طرح ایمان اھل کتاب بھی غیر مقبول کیونکہ اذعان وتسلیم غیر موجود ہے

121) الایمان باللہ 1) ایمان بوجودہ 2) انفرادہ فی ربوبیتہ 3) الوھیتہ 4) اسماءہ وصفاتہ

122) ایمان بالملائکۃ کا مطلب (ایمان بالملائکۃ کا تعلق ایمان بالغیب سے ہے ،یعنی غیر محسوس علم جبکہ ارسال الرسل والکتب محسوس علم سے متعلق ہے) ہے ان کے اسماء اور اعمال جو ذکر کیے گئے ہیں ان پر ایمان لانا مجمل ومفصل طور پر

1. جبرئيل-مؤكل بحياة الانسان والقلوب بالوحى
2. ميكائل-حياة الارض بالمطر
3. اسرافيل:حياة الحياة الأبدية
4. ملک الموت کا نام عزرائیل مرفوع أحادیث میں نہیں ملا البتہ بعض اسرائیلی روایات میں ملا یا بعض

تابعین کے اقوال میں۔

5. وملائكةمؤكلون بحفظ بنی آدم/٦ وملائكة بقبض روح بنی آدم/ ٧مؤكلون بسوال الميت/٨ تلقى المؤمنين يوم القيامة/9اہل جنت کو سلام کرنے والے استقبال کرنے والے /10 اللہ کی دن رات عبادت کرنے والے۔

123) الایمان بالکتب: قبل بعثت نبوی محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے شرائع کا کیا حکم ہے؟ 1)موافقہ 2)مخالفت 3)مسکوت (مختلف فیہ ہے)(میری کتاب علوم الفقہ میں تفصیلات مذکور ہیں

124) محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پہلے جتنے اَنبیاء آئے، اوراصل کتب جو انبیآءورسل پر اتاری گئی وہ اللہ کی طرف سے تھیں لیکن اب وہ کتب محرف ومبدل ہیں۔

125) قرآن محفوظ، حدیث بھی محفوظ، قرآن و صحیح اَحادیث کے اخبار کی تصدیق کرنالازم ہے

126) مجمل و مفصل، جو نام کے ساتھ معلوم ہیں وہ اقرار کرنا القرآن والتوراۃ انجیل وزبور صحف ابراھیم صحف موسی، اگر کوئی ان کتب کامنکر ہوا توکافر ہے۔

127) الایمان بالرسل

1. اول رسول نوح عَلَيْهِ السَّلَام ہیں (صحیح بخاری)
2. اول نبی آدم ہیں (کان آدم نبیا مکلما-مسند الحارث)

- خاتم النبین والرسل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔
- نبی اور رسول میں فرق ہے، (جو رسول ہو گا خود بخود سمجھ لیں کہ وہ نبی بھی ہے۔
- خاتم النبیین مطلب خاتم الرسول، کیونکہ رسول بننے کے لئے پہلے نبی بنناضروری ہے۔
- انبیاء کے مقابلہ میں رسل، افضل ہیں (جیسا کہ صحابہ میں افضل خلفاء راشدین ہیں)
- خمسۃ رسل اولوالعزم ہیں (نوح وابراھیم موسی وعیسی محمد)(33:7)
- سب میں افضل محمد صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہیں۔

127) الایمان بالیوم الآخر: ابن تیمیہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے کہا کہ نعیمِ قبر و عذابِ قبر بھی شامل ہے اخبار یوم القیامۃ میں، سوال وفتنۂ قبر بھی شامل ہے۔

قبر کے چار سوالات:

1. رب کون ہے؟
2. دین کیا ہے؟
3. نبی کون ہے؟
4. یہ سب کہاں سے پڑھا؟ ومایدریک

الایمان بالیوم الآخر:

1. اس کے واقع ہونے پر ایمان، قبروں سے اٹھینگے جب صور پھونکا جائے گا رب کے حضور پیش ہونگے۔
2. قیامت کے سارے مراحل پار کرینگے جو کہ 10 ہے:

1. نفخ صور
2. حشر
3. شفاعت
4. حساب
5. میزان
6. حوض کوثر و نھر کوثر
7. الظلمۃ: اندھیرا
8. صراط
9. 9 قنطرۃ
10. جنت یا جہنم کا فیصلہ

128) تقدیر: کے چار مراتب علم / کتابت / مشیت / الخلق

129) جبریہ بھی غلط ہیں اور قدریہ بھی غلط ہیں لیکن متوسط، اھل السنۃ والجماعۃ ہیں

130) الاحسان فی حق اللہ : اخلاص عبادت مع المتابعۃالاحسان فی حق العباد / بذل الخیر لھم من مال او جاہ لحصول الثواب۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

131)احسان کے دو مرتبے ہیں:

1. مرتبۃ الطلب والشوق
2. مرتبۃ الھرب والخوف

132)امارات الساعة:جولوگ قیامت کے وقوع پر پیشن گوئی دیتے وہ جھوٹے ہیں

133)امارة ای العلامة(اشراط صغری:یہ رونما ہوتے رہتے،اشراط کبری:قرب قیامت واقع ہونگے(10 بڑی نشانیاں)یوسف وابل کی کتاب)

134)جمع حاف ، حفاة حافی القدم (لیس لهم نعال/جوتے یا چپل نہیں ہونگے)/اصلہ

135)(جمع عار) العراة لیس لهم ثیاب-جن کے پاس پہننے کپڑے نہیں ہونگے،/العالة لیس لهم السکنی و النفقة-جن کے پاس کھانے کچھ نہیں ہوگا اور رہنے جگہ نہ ہوگی۔

136)التطاول۔بلند عمارتیں بنانے میں آگے بڑھینگے(ارتفاعا او جمالا او کلاهما)

137)ملیا: مدة طویلة-طویل مدت

138)اللہ کے نبی ﷺ اپنے اپ کو سب کے ساتھ رکھتے یعنی الگ نہیں رہتے

139)فرشتے شکل بدل کر انسان کی شکل میں آتے ہیں

140)رعاء الشاء جمع الشاة، بکسر الراء حراسها-چرواہے

141)یعلمکم کلیات دینکم(البراک)

142)تعلیم کے مقصد سے سوال جائز

143)تعلیم کے وقت اچھے کپڑے اور زیب وزینت کا اختیار کرنا افضل ہے۔

144)حالات تیزی سے بدلیں گے،(ابن عثیمین/البراک نے بھی یہی مراد لیا)

145)انتقال المربی مربیا والسافل عالیا۔

146)لا اعلم کہنے سے رتبہ نہیں گھٹتا

147)غیب نہ معلوم تھا نبی ﷺ کو

148)امام نووی نے جو ابواب بندی کی صحیح مسلم کی اور امام مسلم رحمہ اللہ نے جو جامعیت سے احادیث کو یکجا کیا اس میں

ایمان کا مفہوم وسیع پیمانہ پر واضح ہوا اور اس میں ہر پہلو کا احتواء ہوا ہے ضرور پڑھیے، صرف ابواب بندی کو سرسری پڑھ لیں تو ایمان بالغیب تازہ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ

149) صحیح مسلم میں، مقدمہ کے بعد کتاب الایمان درج کیا گیا ہے اور کتاب الایمان میں، ایمان سے متعلق 419 اَحادیث ہیں

150) صحیح بخاری - میں کتاب بدء الوحی (7 احادیث) کے بعد کتاب الایمان درج کیا گیا ہے، کتاب الایمان میں جملہ 51 احادیث ہیں، اس کے بعد کتاب العلم میں جملہ 76 اَحادیث ہیں

151) اعمال مسمی ایمان میں داخل ہیں (2:143) لیضیع ایمانکم

152) مسمى الايمان عند اهل السنه والجماعة كما أجمع عليه ائمتهم وعلماءهم هو: تصديق بالجنان وقول باللسان وعمل بالجوارح والأركان يزيد بالطاعات وينقص بالمعصية (عبد الله بن عبد الحميد - الايمان حقيقة خوارمه نواقصه عند اهل السنة والجماعة)

153) مسمی کے بعد بحث ہو رہی ہے درجات الایمان کیا ہے؟

ایمان کے درجات تین ہیں[3]

1) اصل الایمان[4]

---

3 اس موضوع سے متعلق حاشیہ میں الدرر السنیۃ سے چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں

4 الفَصلُ الأوَّلُ: أصلُ الإيمانِ

أصلُ الإيمانِ: هو الحَدُّ الأدنى من الإيمانِ، فلا يوجَدُ الإيمانُ بدونِه، ويُطلَقُ عليه أيضًا: الإيمانُ المجمَلُ.

قال ابنُ تيميَّةَ: (عامَّةُ النَّاسِ إذا أسلموا بعد كُفرٍ أو وُلِدوا على الإسلامِ والتَزَموا شرائِعَه، وكانوا من أهلِ الطَّاعةِ للهِ ورَسولِه؛ فهم مُسلِمون، ومعهم إيمانٌ مُجمَلٌ، ولكِنْ دُخولُ حقيقةِ الإيمانِ إلى قلوبِهم إنَّما يحصُلُ شيئًا فشيئًا إن أعطاهم اللهُ ذلك).

ويُسَمَّى أيضًا بمُطلَقِ الإيمانِ؛ لأنَّ صاحِبَه داخِلٌ في مُسَمَّى الإيمانِ؛ لأنَّه قد ثبت له أصلُ الإيمانِ، فيُعَدُّ من أهلِه، ولكِنْ لا يُعطى له اسمُ الإيمانِ مُطلقًا؛ لأنَّ الإيمانَ إذا أُطلِقَ يرادُ به جميعُ الشَّرائِعِ الواجِبةِ والمستحَبَّةِ، واسمُ المُؤمِنِ إذا أُطلِقَ فيرادُ به من أتى بالإيمانِ الواجِبِ، ولكِنَّه يُعطى له مُطلَقُ الاسمِ؛ لصِحَّةِ نِسبةِ صاحِبِه إليه، ولو لم يأتِ بكَمالِه الواجِبِ، فهو مُؤمِنٌ ناقِصُ الإيمانِ بسَبَبِ تقصيرِه وتفريطِه في الواجِباتِ، وركوبِه المحارِمَ، فهو مُؤمِنٌ بإيمانِه، فاسِقٌ بتفريطِه وارتكابِه الكبائِرَ.

ومرتبةُ أصلِ الإيمانِ يقابِلُها الكُفرُ، فهي مرتبةٌ لا تَقبَلُ النُّقصانَ؛ فإنَّ المخِلَّ بها لا تثبُتُ له قَدَمُ الإسلامِ، فكُلُّ من لم يأتِ بأصلِ الإيمانِ فهو كافِرٌ، ولَمَّا كان أصلُ الإيمانِ يقابِلُ الكُفرَ، والكُفرُ يُضادُّه، فإنَّ كُلَّ ذنبٍ مُكَفِّرٍ مِن قَولٍ أو فِعلٍ أو اعتقادٍ، يَهدِمُ أصلَ الإيمانِ.

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

2) الايمان الواجب[5]

ومن أتى بأصلِ الإيمانِ تَثبُتُ له في الدُّنيا جميعُ الأحكامِ الشَّرعيَّةِ المترتِّبةِ على الإيمانِ.
وإن مات عليه فإنَّه ناجٍ من الخُلودِ في النَّارِ، وإن ارتكَب المعاصيَ وقَصَّر وفَرَّط فهو في مشيئةِ اللهِ، إن شاء عفا عنه فدخَلَ الجَنَّةَ ابتداءً لشَرَفِ ما قام بقَلْبِه من توحيدٍ وإخلاصٍ، وأدركَتْه شفاعةُ الشَّافعين، وإن شاء عَذَّبه ثمَّ دخل الجَنَّةَ بعد ذلك؛ لقَولِ النَّبيِّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّم: ((من لَقِيَ اللهَ لا يُشرِكُ باللهِ شيئًا، دخل الجَنَّةَ)).
وكُلُّ من نفى عنه الشَّارعُ اسمَ الإيمانِ من أهلِ المعاصي فإنَّهم من أهلِ هذه المرتبةِ، فإنَّ نفيَ الشَّارعِ يدُلُّ على تقصيرِه في الإيمانِ الواجِبِ، فإنَّ الشَّارعَ لا ينفي اسمَ الإيمانِ إلَّا لتَرْكِ واجبٍ أو فِعلِ محرَّمٍ يُنافي الإيمانَ الواجبَ، ولا يخرُجُ المرءُ من هذه المرتبةِ إلَّا بالكُفرِ والخُروجِ عن المِلَّةِ. والعياذُ باللهِ.
قال محمَّدُ بنُ نَصرٍ المروزيُّ: (الكُفرُ ضِدٌّ لأصلِ الإيمانِ؛ لأنَّ للإيمانِ أصلًا وفرعًا، فلا يَثبُتُ الكُفرُ حتى يزولَ أصلُ الإيمانِ الذي هو ضِدُّ الكُفرِ).
وقال محمَّدُ بنُ عبدِ الوَهَّابِ: (أصلُ الإسلامِ وقاعدتُه: شهادةُ أنْ لا إلهَ إلَّا اللهُ، وهي أصلُ الإيمانِ باللهِ وَحْدَه، وهي أفضَلُ شُعَبِ الإيمانِ، وهذا الأصلُ لا بُدَّ فيه من العِلمِ والعَمَلِ والإقرارِ بإجماعِ المُسلِمين، ومدلولُه: وجوبُ عبادةِ اللهِ وَحْدَه لا شريكَ له، والبراءةُ من عبادةِ ما سِواه، كائنًا من كان، وهذا هو الحكمةُ التي خُلِقَت لها الجِنُّ والإنسُ، وأُرسِلَت لها الرُّسُلُ، وأُنزِلَت بها الكُتُبُ، وهي تتضَمَّنُ كَمالَ الذُّلِّ والحُبِّ، وتتضَمَّنُ كمالَ الطَّاعةِ والتعظيمِ، وهذا هو دينُ الإسلامِ، الذي لا يَقبَلُ اللهُ دينًا سِواه، لا من الأوَّلين ولا من الآخِرينَ).
وقال عبدُ الرَّحمنِ بنُ حَسَنٍ آل الشَّيخ: (مُطلَقُ الإيمانِ هو وَصفُ المُسلِمِ الذي معه أصلُ الإيمانِ الذي لا يتِمُّ إسلامُه إلَّا به، بل لا يَصِحُّ إلَّا به؛ فهذا في أدنى مراتِبِ الدِّينِ، إذا كان مُصِرًّا على ذَنبٍ أو تاركًا لِما وجب عليه مع القُدرةِ عليه).
وقال ابنُ باز: (قال النَّبيُّ صَلَّى اللهُ عليه وسلَّم: ((لا يزني الزَّاني حين يزني وهو مُؤمِنٌ، ولا يَسرِقُ السَّارِقُ حين يَسرِقُ وهو مُؤمِنٌ، ولا يَشرَبُ الخَمرَ حين يَشرَبُها وهو مُؤمِنٌ، ولا يَنتهِبُ نُهبةً، يرفَعُ النَّاسُ إليه فيها أبصارَهم، حين ينتهِبُها وهو مُؤمِنٌ)). متَّفَقٌ عليه . وفي رواية لمُسلِم: ((وإنْ صَلَّى وصام وزعم أنَّه مُسلِمٌ. ((
وهذا يدُلُّ على أنَّ الإيمانَ يرتَفِعُ بهذه المعاصي الكبيرةِ، ويبقى أصلُه فقط، وأنَّ أصلَه باقٍ مع المُسلِم، لكِنْ كَمالُه وتمامُه يرتَفِعُ بهذه الكبائرِ؛ كالزِّنا والسَّرِقةِ وشُربِ الخَمرِ وأكْلِ أموالِ النَّاسِ ونحوِ ذلك؛ لأنَّ هذا ينافي الإيمانَ الواجِبَ، ويرتفِعُ الإيمانُ الواجِبُ الذي يمنَعُه ممَّا حَرَّم اللهُ، ومن كونِ إيمانِه كاملًا، ومن كونِ إيمانِه الواجِبِ حاضِرًا. (
وقال ابنُ عُثَيمين: (الفَرقُ بين الشَّيءِ المطلَقِ ومُطلَقِ الشَّيءِ؛ أنَّ الشَّيءَ المُطلَقَ يعني: الكَمالَ. ومُطلَقَ الشَّيءِ يعني: أصلَ الشَّيءِ؛ فالمُؤمِنُ الفاعِلُ للكبيرةِ عنده مُطلَقُ الإيمانِ، فأصلُ الإيمانِ موجودٌ عِندَه، لكِنْ كمالُه مفقودٌ).
° الإيمانُ الواجِبُ، ويُسَمَّى: الإيمانَ المفَصَّلَ، أو الإيمانَ المُطلَقَ، أو حقيقةَ الإيمانِ، أو الكمالَ الواجِبَ.
وهو ما زاد على أصلِ الإيمانِ من فِعلِ جميعِ الطَّاعاتِ واجتنابِ جميعِ المحَرَّماتِ.
وقد رَتَّب اللهُ تعالى على هذا الإيمانِ الواجِبِ الوَعدَ بالجنَّةِ، والعِتقَ مِنَ النَّارِ، والوعيدَ لِمن قَصَّر فيه بتَرْكِ واجبٍ أو فِعلِ محَرَّمٍ، وفي هذا تقَعُ الزِّيادةُ والنُّقصانُ، والفوزُ والخُسرانُ، فلا يُعطى لأحَدٍ اسمُ المُؤمِنِ المطلَقِ إلَّا لِمن كَمَّل إيمانَه بفِعلِ جميعِ الطَّاعاتِ وتَرْكِ جميعِ المحَرَّماتِ .
قال الله تعالى :إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ۞ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۞ أُولَئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ]الأنفال: ٢ - ٤[.
قال السعديُّ) :لَمَّا كان الإيمانُ قِسمين: إيمانًا كامِلًا يترتَّبُ عليه المدحُ والثَّناءُ، والفوزُ التَّامُّ، وإيمانًا دون ذلك، ذَكَر الإيمانَ الكامِلَ، فقال :إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الألفُ واللامُ للاستغراقِ لشرائِعِ الإيمانِ . . .أُولَئِكَ الذين اتَّصَفوا بتلك الصِّفاتِ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا؛ لأنَّهم جمَعوا بين الإسلامِ والإيمانِ، بين الأعمالِ الباطِنةِ والأعمالِ الظَّاهرةِ، بين العِلمِ والعَمَلِ، بين أداءِ حُقوقِ اللهِ وحُقوقِ عِبادِه، وقَدَّم تعالى أعمالَ القلوبِ؛ لأنَّها أصلٌ لأعمالِ الجوارحِ، وأفضَلُ منها، وفيها دليلٌ على أنَّ الإيمانَ يَزيدُ ويَنقُصُ، فيَزيدُ بفِعلِ الطَّاعةِ، ويَنقُصُ بضِدِّها. (

وقال اللهُ سُبحانَه :قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۞ إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا وَجَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أُولَئِكَ هُمُ الصَّادِقُونَ]الحجرات: ١٤، ١٥[.

قال ابنُ أبي العِزِّ: (يعني -واللهُ أعلَمُ- أنَّ المُؤمِنين الكامِلي الإيمانِ هم هؤلاء لا أنتم، بل أنتم مُنتَفٍ عنكم الإيمانُ الكامِلُ) .

وقال اللهُ تعالى :لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ وَآتَى الْمَالَ عَلَى حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَالسَّائِلِينَ وَفِي الرِّقَابِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَالْمُوفُونَ بِعَهْدِهِمْ إِذَا عَاهَدُوا وَالصَّابِرِينَ فِي الْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ وَحِينَ الْبَأْسِ أُولَئِكَ الَّذِينَ صَدَقُوا وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُتَّقُونَ]البقرة: ١٧٧[.

قال ابنُ كثيرٍ) :وأمَّا الكلامُ على تفسيرِ هذه الآيةِ، فإنَّ اللهَ تعالى لَمَّا أمَرَ المُؤمِنين أوَّلًا بالتوجُّهِ إلى بيتِ المقْدِسِ، ثمَّ حَوَّلهم إلى الكعبةِ، شَقَّ ذلك على نفوسِ طائفةٍ مِن أهلِ الكتابِ وبَعضِ المُسلِمين، فأنزل اللهُ تعالى بيانَ حِكمتِه في ذلك، وهو أنَّ المرادَ إنَّما هو طاعةُ اللهِ عزَّ وجَلَّ، وامتثالُ أوامِرِه، والتوَجُّهُ حيثما وَجَّه، واتِّباعُ ما شَرَع، فهذا هو البِرُّ والتقوى والإيمانُ الكامِلُ. (

وقد بشَّر النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم بالجنَّةِ من أتى بالإيمانِ الواجِبِ بحيث أدَّى ما عليه من الواجباتِ دون الإتيانِ بالمستحَبَّاتِ، كما في حديثِ النَّجدي، الذي قال لَمَّا أخبَرَه النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم بما يجِبُ عليه: واللهِ لا أزيدُ على هذا ولا أنقُصُ منه، فقال رَسولُ اللهِ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم)) :أفلَحَ إن صَدَق ((، ولَمَّا قال الأعرابيُّ: (والذي نَفْسي بيَدِه لا أزيدُ على هذا شيئًا أبدًا، ولا أنقُصُ منه). قال النَّبيُّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم)) :من سَرَّه أن ينظُرَ إلى رجُلٍ من أهلِ الجنَّةِ فلْيَنظُرْ إلى هذا .((

قال المروزيُّ) :المُؤمِنون الذين زكَّاهم وأثنى عليهم، ووعَدَهم بالجنَّةِ هم الذين أكمَلوا إيمانَهم باجتنابِ كُلِّ المعاصي، واجتنابِ الكبائِرِ. (

وقال ابنُ مَنْدَه) :لا يكونُ مُستكمِلًا له حتى يأتي بفَرْعِه، وفَرْعِه المفترَضِ عليه، أو الفرائضِ واجتنابِ المحارمِ. (

وقال عبدُ الرَّحمنِ بنُ حَسَن آل الشَّيخ: (المرتبةُ الثَّانيةُ من مراتبِ الدِّينِ: مرتبةُ أهلِ الإيمانِ المُطلَقِ، الذين كَمَل إسلامُهم وإيمانُهم بإتيانِهم ما وجب عليهم، وتَرْكِهم ما حَرَّم اللهُ عليهم، وعَدَمِ إصرارِهم على الذُّنوبِ، فهذه هي المرتبةُ الثَّانيةُ التي وعد اللهُ أهْلَها بدُخولِ الجنَّةِ، والنَّجاةِ مِن النَّارِ؛ لِقَولِه تعالى :سَابِقُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا كَعَرْضِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أُعِدَّتْ لِلَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ]الحديد: ٢١[، فهؤلاء اجتمَعَت لهم الأعمالُ الظَّاهرةُ والباطِنةُ، ففعَلوا ما أوجَبَه اللهُ عليهم، وتَركوا ما حَرَّمه اللهُ عليهم، وهم السُّعَداءُ أهلُ الجنَّةِ. (

فإذا قصَّر في الواجباتِ أو ارتكب الموبقاتِ فلا يَستحِقُّ اسمَ المُؤمِنِ على الإطلاقِ، بل يُعتَبَرُ من أهلِ الوعيدِ، وإيمانُه ناقِصٌ.

قال ابنُ الصَّلاحِ) :لا يَقَعُ اسمُ المُؤمِنِ المطلَقِ على من ارتكَبَ كبيرةً أو بَدَّل فريضةً؛ لأنَّ اسمَ الشَّيءِ مطلقًا يقَعُ على الكامِلِ منه، ولا يُستعمَلُ في النَّاقِصِ ظاهِرًا إلَّا بقيدٍ. (

والمقصودُ بإطلاقِ الاسمِ على ناقِصِ الإيمانِ بقَيدٍ هو: قَولُ أهلِ السُّنَّةِ المعروفُ: (مُؤمِنٌ بإيمانِه، فاسِقٌ بكبيرته).

قال ابنُ تيميَّةَ) :من أتى بالإيمانِ الواجِبِ استحَقَّ الثَّوابَ، ومن كان فيه شعبةُ نفاقٍ وأتى بالكبائِرِ، فذاك من أهلِ الوعيدِ، وإيمانُه ينفَعُه اللهُ به، ويُخرِجُه به من النَّارِ، ولو أنَّه مِثقالُ حَبَّةِ خَردَلٍ، لكِنْ لا يستحِقُّ به الاسمَ المطلَقَ المعَلَّقَ به وَعدُ الجنَّةِ بلا عَذابٍ. (

وعن عُبادةَ بنِ الصَّامِتِ رَضِيَ اللهُ عنه أنَّ النَّبيَّ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم قال)) :بايِعوني على ألَّا تُشرِكوا باللهِ شيئًا، ولا تَسرِقوا، ولا تَزْنوا، ولا تقتُلوا أولادَكم، ولا تأتوا ببُهتانٍ تفترونَه بين أيديكم وأرجُلِكم، ولا تَعْصُوا في معروفٍ، فمَن وفى منكم فأجرُه على اللهِ، ومن أصاب من ذلك شيئًا فعوقِبَ في الدُّنيا فهو كفَّارةٌ له، ومن أصاب من ذلك شيئًا ثم سَتَرَه اللهُ فهو إلى اللهِ؛ إن شاء عفا عنه، وإن شاء عاقَبَه .((

وارتكابُ الصَّغائِرِ لا يَنقُصُ المرءَ مِن مرتبةِ الإيمانِ الواجِبِ، وإن كان مذمومًا بالمعصيَةِ، ويُخشى عليه العذابُ في الدُّنيا والآخرةِ بسَبَبِها، لا سِيَّما إن أصَرَّ عليها أو أكثَرَ مِن أفرادِها.

قال ابنُ تيميَّةَ) :الرَّسولُ صلَّى اللهُ عليه وسلَّم لم ينْفِه إلَّا عن صاحِبِ كبيرةٍ، وإلَّا فالمُؤمِنُ الذي يفعَلُ الصَّغيرةَ، هي مُكفَّرةٌ عنه بفِعْلِه للحَسَناتِ، واجتنابِه للكبائِرِ، لكِنَّه ناقِصُ الإيمانِ عَمَّن اجتنب الصَّغائِرَ، فما أتى بالإيمانِ الواجِبِ ولكِنَّه خَلَطه بسَيِّئاتٍ كُفِّرَت عنه بغيرِها، ونَقَص بذلك درجَتَه عمَّن لم يأتِ بذلك (

3) الایمان المستحب[6]

وہ ادنی درجہ جسکے غائب ہوتے ہی آدمی کا ایمان ختم ہو جاتا ہے اسکو اصل الایمان سے تعبیر کیا جاتا ہے، اور وہ اعلی حد جس کے پانے سے آدمی صدیقین کے درجہ پر پہنچ جاتا ہے اسکو الایمان المستحب سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

نوٹ: مرتکب کبیرۃ کو اھل السنۃ والجماعۃ اسلام سے خارج شمار نہیں کرتے اسکی وجہ سے درجات ایمان سمجھنا ضروری ہے۔

154) اسلام میں داخل ہونا اور اسلام میں کامل داخل ہونا، دونوں میں فرق کرنا ضروری ہے

1) دخل ۔ 2) استکمل

1. شهادة لا اله الا الله ، محمد رسول الله سے اصل ایمان اور حقیقۃ الایمان
2. الكمال الواجب او المستحب

اعمال واجب اداء کرنا اور محرمات سے بچنا الکمال الواجب ہے، اگر مکروھات اور مشتبہات سے بھی بچا تو ایمان مستحب بھی نصیب ہو گیا۔

155) اسکو مندرجہ ذیل طریقہ سے بھی سمجھ سکتے ہیں:

1. اصلِ ایمان: شہادہ لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ ہے
2. ایمانِ واجب: اداء واجبات و ترک محرمات ہے

---

٦ الإيمانُ المستحَبُّ أو الإيمانُ الكامِلُ بالمستحَبَّاتِ هو إيمانُ السَّابِقِ بالخيراتِ.
قال اللهُ تعالى :وَمِنْهُمْ سَابِقٌ بِالْخَيْرَاتِ بِإِذْنِ اللَّهِ ذَلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيرُ]فاطر: ٣٢. [
وهو قدرٌ زائِدٌ على الإيمانِ الواجِبِ بفِعلِ المندوباتِ والمستحَبَّاتِ، وتَرْكِ المكروهاتِ والمشتَبِهاتِ، والترَقِّي في مقاماتِ الإحسانِ، فهو دائِمُ المراقبةِ لله، والمشاهَدةِ لآلائِه وعَظَمتِه وجلالِه سُبحانَه وتعالى، يعبُدُ اللهَ كأنَّما يرى اللهَ سُبحانَه وتعالى، خوفًا وتعظيمًا ومهابةً، وتوكُّلًا عليه وإخلاصًا له، مع كمالِ الحُبِّ والذُّلِّ والخضوعِ والإنابةِ والمسكَنةِ، وهذا إيمانُ الصِّدِّيقين والمقَرَّبين الأبرارِ.
قال ابنُ القَيِّمِ) :وأمَّا السَّابقون المقَرَّبون فنستغفِرُ اللهَ الذي لا إله إلَّا هو أوَّلًا من وَصْفِ حالِهم وعَدَمِ الاتِّصافِ به، بل ما شَمَمْنا له رائحةً! ولكِنْ محبَّةُ القومِ تحمِلُ على تعَرُّفِ مَنزِلَتِهم والعِلمِ بها، وإن كانت النفوسُ متخَلِّفةً منقَطِعةً عن اللَّحاقِ بهم. (
وأصحابُ هذه المرتبةِ يَستَحِقُّونَ دُخولَ الجنَّةِ ابتداءً في أعلى الدَّرَجاتِ بفَضلِ اللهِ وتوفيقِه، والنَّقصُ في هذه المرتبةِ لا يترتَّبُ عليه فِسقٌ أو وعيدٌ بعِقابٍ أو نفيٌ لكمالِ الإيمانِ الواجِبِ، ولكِنْ صاحِبُه يفوتُه عُلُوُّ الدَّرَجةِ وسُمُوُّ المنزلةِ عند اللهِ تعالى.
https://dorar.net/aqeeda/2635/%D8%A7%D9%84%D9%81%D8%B5%D9%84-%D8%A7%D9%84%D8%AB%D8%A7%D9%84%D8%AB-%D8%A7%D9%84%D8%A5%D9%8A%D9%85%D8%A7%D9%86-%D8%A7%D9%84%D9%85%D8%B3%D8%AA%D8%AD%D8%A8

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

3. ایمان مستحب :اعمال کی کثرت و مشتبہات و مکروھات سے بچنے سے مستحباتِ ایمان نصیب ہو گا جیسا کہ قرآن میں تعریف کرگئی سابق بالخیرات (32:35)

روی الامام اللالکائی عن الامام البخاری قوله:

لقيت أكثر من ألف رجل من العلماء بالأمصار فما رأيت أحدا منهم يختلف في أن الإيمان قول وعمل ، ويزيد وينقص .

(شرح اصول اعتقاد اھل السنۃ والجماعۃ: 173-174)

❖ اکثر یہی تعبیر ملتی قول و عمل ـــــــــ لیکن اگر کسی نے محسوس کیا تو اضافہ کیا اعتقاد بالقلب ورنہ قول القلب واللسان و عمل القلب والجوارح میں شامل ہے اسکے باوجود کسی نے اضافہ کیا اور کسی نے اکتفاء کیا

قول القلب سے مراد اعتقاد ہے (دل سے قبولیت واطاعت والی تصدیق)

قول اللسان سے مراد تکلم بکلمۃ الاسلام (زبان سے اقرار)

عمل القلب سے مراد اخلاص ونیت ہے

عمل الجوارح سے مراد اعضاء کے اعمال مراد ہیں

نوٹ: دل سے معرفت کافی نہیں ایمان کے حصول کے لئے بلکہ تصدیق قلبی واقرار لسانی ضروری ہے، ورنہ ابلیس و فرعون تو معرفت رکھتے تھے لیکن تصدیق سے عاری تھے اور منافق بھی معرفت رکھتے تھے اور اقرار بھی کرتے تھے زبان سے لیکن دل میں نفرت تھی، دوسری جانب، ابو طالب تصدیق کرتے تھے اور دل سے مانتے تھے لیکن وہ تسلیم نہ تھا جو زبان سے اقرار کیلئے ابھارتا ہو۔

(اعتقاد و اقرار لازم ہے)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مرحلہ ثانیہ :

اس مرحلہ میں حدیث میں پائے جانے والے مباحث اور

موضوعات سے متعلق گفتگو (ان شاء اللہ)

حدیث جبرئیل (علیہ السلام) کے مباحث وموضوعات کی مکمل تشریح

پوائنٹ نمبر 1:

حدیثِ جبریل کی شہرت:

یہ حدیث، "حدیثِ جبریل" سے بہت زیادہ مشہور ومعروف ہے امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اس کے علاوہ اس حدیث کو "امام الاحادیث" اور "امام الجوامع" بھی کہا جاتا ہے، دیکھئے (فتح الباری لابن حجر: 1/116، طبع: دار المعرفۃ)
حدیث جبریل ام السنۃ ہے جیسا کہ سورۃ الفاتحہ ام القرآن ہے۔

پوائنٹ نمبر 2:

حدیثِ جبریل کی فضیلت

ائمہ محدثین اور علمائے کرام نے حدیثِ جبریل کی بڑی فضیلت بیان کی ہے لہذا علمائے کرام کچھ اقوال حسب ذیل ہیں :

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((قَالَ الْقَاضِي عِيَاضٌ رَحِمَهُ اللَّهُ وَهَذَا الْحَدِيثُ قَدِ اشْتَمَلَ عَلَى شَرْحِ جَمِيعِ وَظَائِفِ الْعِبَادَاتِ الظَّاهِرَةِ وَالْبَاطِنَةِ مِنْ عُقُودِ الْإِيمَانِ وَأَعْمَالِ الْجَوَارِحِ وَإِخْلَاصِ السَّرَائِرِ وَالتَّحَفُّظِ مِنْ آفَاتِ الْأَعْمَالِ حَتَّى إِنَّ عُلُومَ الشَّرِيعَةِ كُلَّهَا راجعة إليه ومتشعبة مِنْهُ قَالَ وَعَلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَأَقْسَامِهِ الثَّلَاثَةِ أَلَّفْنَا كِتَابَنَا الَّذِي سَمَّيْنَاهُ بِالْمَقَاصِدِ الْحِسَانِ فِيمَا يَلْزَمُ الْإِنْسَانَ إِذْ لَا يَشِذ شَيْءٌ مِنَ الْوَاجِبَاتِ وَالسُّنَنِ وَالرَّغَائِبِ وَالْمَحْظُورَاتِ وَالْمَكْرُوهَاتِ عَنْ أَقْسَامِهِ الثَّلَاثَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ))

یعنی حدیثِ جبریل ظاہر وباطنی عبادات کے وظائف وأعمال پر مشتمل ہے جیسے ایمان کے شرائط وعقائد، جسمانی اعمال، خلوصِ دل وغیرہ اور یہ حدیث گناہوں سے بچاتی ہے اور شریعت کے تمام علوم اس ایک حدیث سے نکلتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹتے اور میں نے اپنی کتاب " الْمَقَاصِدِ الْحِسَانِ فِيمَا يَلْزَمُ

الْإِنْسَانَ" میں اس حدیث کی تینوں اقسام ذکر کر دیئے ہیں ان میں واجبات، سنن و مستحبات، نیز مکروہات میں سے کوئی بھی چیز نہیں چھوٹی ہے، واللہ اعلم۔

(شرح مسلم للنووی:1/158، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان، طبع: دار الاحیاء التراث العربی)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((إِنَّ هَذَا الْحَدِيثَ يَجْمَعُ أَنْوَاعًا مِنَ الْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ وَالْآدَابِ وَاللَّطَائِفِ بَلْ هُوَ أَصْلُ الْإِسْلَامِ))

یعنی جان لو کہ یہ حدیث تمام انواع اور ہر قسم کے علوم نیز آداب اور لطائف کو اپنے اندر سمائے ہوئے ہے بلکہ اس حدیث میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہی اصل اسلام ہے۔

(شرح مسلم للنووی:1/161، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاسلام والاحسان ووجوب الایمان، طبع: دار الاحیاء التراث العربی)

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((هَذَا الْحَدِيثُ الْعَظِيمُ اعلم أَنَّ جَمِيعَ الْعُلُومِ وَالْمَعَارِفِ تَرْجِعُ إِلَى هَذَا الْحَدِيثِ وَتَدْخُلُ تَحْتَهُ، وَأَنَّ جَمِيعَ الْعُلَمَاءِ مِنْ فِرَقِ هَذِهِ الْأُمَّةِ لَا تَخْرُجُ عُلُومُهُمُ الَّتِي يَتَكَلَّمُونَ فِيهَا عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ، وَمَا دَلَّ عَلَيْهِ مُجْمَلًا وَمُفَصَّلًا فَإِنَّ الْفُقَهَاءَ إِنَّمَا يَتَكَلَّمُونَ فِي الْعِبَادَاتِ الَّتِي هِيَ مِنْ جُمْلَةِ خِصَالِ الْإِسْلَامِ ---- الخ))

یعنی یہ ایک عظیم حدیث ہے جو تمام علوم اور دین کی معلومات کو یکجا کر دیتی ہے اور احادیث کا تمام ذخیرہ اسی عظیم حدیث کے ماتحت ہے، امت تمام علمائے کرام چاہے وہ کسی بھی مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں ہوں وہ جس علم کی بات کرتے ہیں وہ علوم اس حدیث سے الگ نہیں ہے، اور یہ حدیث مجمل اور مفصل دونوں کی دلیل ہے لہذا فقہائے کرام صرف ان عبادات کا ذکر کرتے ہیں جو من جملہ اسلام کے اندر داخل ہیں ---- انتہیٰ

(جامع العلوم والحکم: 1/134، تحت: حدیث الثانی، طبع: مؤسسۃ الرسالۃ)

ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فهو كالأم للسنة كما سميت الفاتحة: أم القرآن لما تضمنته من جمعها معاني القرآن))

جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ الفاتحہ کو ام القرآن کہا جاتا ہے اسی طرح حدیث جبریل ام السنۃ ہے کیونکہ سورۃ فاتحہ میں قرآن کے (بیشتر) معنی جمع کر دئے گئے ہیں۔

(شرح اربعین النوویہ لابن دقیق العید، صفحہ: 29)

پوائنٹ نمبر 4:

تقدیر کا لغوی معنی:

(تَقْدِیرٌ - ق د ر - قَدَّرَ، یُقَدِّرُ، تَقْدِیرٌ) اسم مصدر، باب تفعیل، بمعنی: اندازہ، اندازہ (قائم) کرنا، کسی چیز کو اندازہ کے ساتھ بنانا اور اس کو ترتیب دینا، کسی چیز کی حد بندی کرنا۔

پوائنٹ نمبر 5:

تقدیر کا اصطلاحی معنی:

اصطلاحاً تقدیر ایک عام نام ہے جو (قدر) سے ماخوذ ہے علمائے کرام کہتے ہیں کہ تقدیر یعنی کہ وہ علم جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھ کر مقرر کر دیا ہے، اصطلاح میں اس کو تقدیر کہا جاتا ہے اور اردو زبان میں اس لفظ کو ان الفاظ سے بھی پکارا جاتا ہے: قسمت، مقسوم، نصیب وغیرہ، عبداللہ بن عمرو بن العاص بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ، قَالَ: وَعَرْشُهُ عَلَى الْمَاءِ))

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

"اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی، اور اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔"

(صحیح مسلم ، کتاب القدر، باب: سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ کا مباحثہ، حدیث نمبر :2653[6748]۔ وجامع ترمذی:2156)

پوائنٹ نمبر 6:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ قضاء اور تقدیر کی تشریح میں کہتے ہیں:

((: هو ما قدره الله تعالى في الأزل أن يكون في خلقه))

اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات میں ہونے والے تمام چیزوں کا پہلے ہی سے لکھ رکھا اسی کو تقدیر کہتے ہیں۔

((وأما القضاء؛ فهو ما قضى به الله سبحانه وتعالى في خلقه من إيجاد أو إعدام أو تغيير، وعلى هذا يكون التقدير سابقًا))

اور قضاء یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں ایجاد یا اعدام یا تغیر کے ذریعے سے فیصلہ فرمادے اس طرح تقدیر کا مرحلہ قضاء سے پہلے ہے۔

(شرح العقیدہ الواسطیہ للعثیمین:2/188، فصل فی الایمان بالقدر، الناشر: دار ابن الجوزی)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((والإيمان بالقدر واجب، ومرتبته في الدين أنه أحد أركان الإيمان الستة))

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے اور یہ ایمان کے چھ (6) ارکان میں سے ایک رکن ہے۔

(شرح العقیدہ الواسطیہ للعثیمین:2/189، فصل فی الایمان بالقدر، الناشر: دار ابن الجوزی)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 7:

قرآنِ مجید میں لفظِ تقدیر کا بیان

قرآن مجید میں لفظِ "تقدیر" تقریباً تین مرتبہ آیا ہے:

پہلی آیت:

﴿فَالِقُ الْإِصْبَاحِ وَجَعَلَ اللَّيْلَ سَكَنًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ حُسْبَانًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر:96)

"وہ صبح کا نکالنے والا ہے اور اس نے رات کو راحت کی چیز بنایا ہے اور سورج اور چاند کو حساب سے رکھا ہے، یہ ٹھہرائی بات ہے ایسی ذات کی جو کہ قادر ہے بڑے علم والا ہے۔"

دوسری آیت:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

(سورۃ یسٓ، سورۃ نمبر 36، آیت نمبر:38)

"اور سورج اپنے ایک ٹھکانے کے لیے چل رہا ہے، یہ اس سب پر غالب، سب کچھ جاننے والے کا اندازہ ہے۔"

تیسری آیت:

﴿فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاءٍ أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

(سورۃ فصلت / حم السجدہ، سورۃ نمبر 41، آیت نمبر 12)

"پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمان دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی، یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔"

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 8:

تقدیر کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول:

((جَاءَ مُشْرِكُو قُرَيْشٍ يُخَاصِمُونَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَدَرِ))

کہ قریش کے مشرک تقدیر کے بارے میں جھگڑتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے لہذا اس واقعہ پر یہ آیات نازل ہوئیں:

﴿يَوْمَ يُسْحَبُونَ فِي النَّارِ عَلَى وُجُوهِهِمْ ذُوقُوا مَسَّ سَقَرَ[٤٨] إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

(سورۃ القمر، سورۃ نمبر 54، آیت نمبر: 48-49)

"جس دن وہ اپنے منہ کے بل آگ میں گھسیٹے جائیں گے (اور ان سے کہا جائے گا) دوزخ کی آگ لگنے کے مزے چکھو[48] بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: ہر ایک چیز تقدیر سے ہے، حدیث نمبر: 2656[6752]۔ وجامع ترمذی: 3290۔ سنن ابن ماجہ: 83)

- لہذا اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ (قدر) سے مراد تقدیر ہے۔

پوائنٹ نمبر 9:

تقدیر کے بارے میں عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

((أَخْبَرَنَا الْمَيْمُونِيُّ، قَالَ: ثَنَا ابْنُ حَنْبَلٍ، قَالَ: ثَنَا مَرْوَانُ بْنُ شُجَاعٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَجْلَانَ الْأَفْطَسُ، قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: "مَا غَلَا أَحَدٌ فِي الْقَدَرِ إِلَّا خَرَجَ مِنَ الْإِيمَانِ))

کوئی ایک شخص بھی تقدیر کے بارے میں غلو نہیں کرتا مگر وہ ایمان سے خارج ہو جاتا۔

(لسنۃ للخلال، 562/3، باب :الرد على القدرية في قولهم: المشيئة والاستطاعة إلينا، حدیث نمبر :950، الناشر دار الرایۃ، محقق: عطیہ الزہرانی نے اس اثر کی سند کو "حسن" کہا ہے)

پوائنٹ نمبر :10

تقدیر کے بارے (مشہور تابعی) امام طاوس بن کیسان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَدْرَكْتُ نَاسًا مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُونَ: كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ، قَالَ: وَسَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " كُلُّ شَيْءٍ بِقَدَرٍ حَتَّى الْعَجْزِ وَالْكَيْسِ))

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کئی اصحاب کو پایا وہ کہتے تھے: ہر چیز تقدیر سے ہے اور میں نے سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا، وہ کہتے تھے: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ہر چیز تقدیر سے ہے یہاں تک کہ عاجزی اور دانائی بھی۔ "

(موطا امام مالک [روایۃ یحییٰ بن یحییٰ]، باب القدر، حدیث نمبر: 1728، محقق: سید محمد بن علوی بن عباس المالکی نے اس کی سند کو "وسندہ صحیح" کہا ہے۔ و صحیح مسلم: 2655۔ والتمہید لابن عبد البر: 2/62،)

- یعنی بعض آدمی ہوشیار اور عقلمند ہوتے ہیں بعض بیوقوف، کاہل یہ بھی تقدیر سے ہے۔

پوائنٹ نمبر :11

جو تقدیر کا انکار کرے وہ گمراہ ہے:

لہذا تقدیر ایمان کا حصہ ہے جو شخص تقدیر کا انکار کرے وہ بدترین بدعتی ہے اور اگر اس میں کوئی شخص غلو کرتا ہے تو اس صورت میں وہ اسلام سے نکل جاتا ہے اور کفر میں چلا جاتا ہے بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ جو تقدیر کا منکر ہے وہ کافر اور مرتد ہے کیونکہ تقدیر شریعت کے بنیاد میں سے ہے اور جو شریعت کی بنیاد سے نکل گیا وہ دینِ اسلام سے نکل گیا۔

پوائنٹ نمبر :12

تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ، بِاللَّهِ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَالْقَدَرِ))

"کوئی شخص چار چیزوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا: اللہ واحد پر جس کا کوئی شریک نہیں، میرے اللہ کے رسول ہونے پر، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر، اور تقدیر پر۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنة، 10 باب: قضاو قدر (اچھی اور بُری تقدیر) کا بیان، حدیث نمبر: 81)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ))

”کوئی بندہ چار چیزوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا:

1. گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے،
2. موت پر ایمان لائے،
3. مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے،
4. تقدیر پر ایمان لائے“۔

(الراوي: علي بن أبي طالب | المحدث: الألباني | المصدر: صحيح الترمذي الصفحة أو الرقم: 2145 | خلاصة حكم المحدث: صحيح ، التخريج: أخرجه الترمذي (2145) واللفظ له، وابن ماجه (81)، وأحمد (758) باختلاف يسير)

پوائنٹ نمبر 13:

تقدیر کے بارے میں امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

((قوله: "وَالإيمانُ بِالقَدَرِ عَلَى دَرَجَتَيْنِ))

تقدیر پر ایمان لانے کے دو طرح کے درجات ہیں۔

تقدیر پر ایمان لانے کا پہلا درجہ:

((فالدرجة الأولى: الإيمان بأن الله تعالى علم ما الخلق عاملون بعلمه القديم الذي هو موصوف به أزلا))

تقدیر پر ایمان لانے میں سب سے پہلے اس بات پر ایمان رکھنا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو اس بات کا علم ہے کہ مخلوق آگے چل کر کیا عمل کریگی، اور ہمیں یہ بھی ایمان رکھنا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی اپنے علمِ قدیم کے ساتھ ازل سے متصف ہے۔

تقدیر پر ایمان لانے کا دوسرا درجہ:

((فَهِيَ مَشيئَةُ اللهِ النّافِذَةُ، وَقُدْرَتُهُ الشّامِلَةُ، وَهُوَ الإيمانُ بِأنّ ما شاءَ اللهُ كانَ، وَما لَمْ يَشَأ لَمْ يَكُنْ، وَأنّهُ ما في السّماواتِ وما في الأرض مِن حَرَكَةٍ وَلا سُكونٍ إلّا بِمَشيئَةِ اللهِ سُبْحانَهُ))

تقدیر پر ایمان کا دوسرا درجہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی مشیت نافذ ہے اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی قدرت کامل ترین ہے اور اس بات پر ایمان لارکھنا کہ اللہ تعالیٰ جو چاہیں گے وہی ہوگا اور جو نہ چاہیں وہ کبھی بھی نہیں ہوگا اور آسمانوں اور زمین کا حرکت کرنا اور ان کا توازن کے اندر رہنا اور سکون میں رہنا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کی مشیت سے ہیں۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 14:

تقدیر کے مسئلے میں پائے جانے والے دو بڑے گروہ:

قدریہ: جو یہ کہتے ہیں کہ تقدیر جیسی کوئی چیز نہیں بندہ خود مختار ہے۔

جبریہ: یہ تقدیر کے اثبات میں غلو کا شکار ہوئے، ان کا کہنا ہے کہ بندے کا کوئی اختیار نہیں ہے وہی کچھ ہوتا ہے جو تقدیر میں پہلے سے موجود ہے لہذا اگر کوئی گناہ کرتا ہے تو وہ اس گناہ کا جوابدہ نہیں ہے کیونکہ وہی چیز سرزد ہوئی جو پہلے ہی سی تقدیر میں لکھی ہوئی تھی۔

فرقۂ قدریہ:

اس فرقے کا کہنا ہے کہ انسان تقدیر کے تابع نہیں ہوتا بلکہ خود اپنے اور انسانوں کے تابع ہوتا ہے خود مختار ہوتا ہے، بعض لوگ فرقۂ قدریہ کو معتزلہ بھی کہتے ہیں۔

قدریہ کافر ہیں یا مسلمان؟

قدریہ کی تکفیر کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وفي تكفيرِ هؤلاءِ نزاعٌ مشهورٌ بينَ العُلماءِ وأمَّا من أنكرَ العلمَ القديمَ، فنصَّ الشافعيُّ وأحمدُ على تكفيرِهِ، وكذلك غيرُهما مِنْ أئمةِ الإسلام))

اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے علمِ قدیم کا انکار کرتا ہے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کی تکفیر کے قائل ہیں اور دیگر ائمۂ دین بھی اسی کے قائل ہیں (کہ غالی قدریہ کافر ہیں)۔

(جامع العلوم والحکم:1/106-107، طبع: دارالسلام، قاہرہ)

پوائنٹ نمبر 15:

تقدیر پر ایمان لانے کی دو قسمیں:

امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں تقدیر پر ایمان لانے میں دو قسمیں پائی جاتی ہیں:

پہلی قسم:

((إحداهما: الإيمان بأن الله تعالى سبقَ في علمه ما يَعمَلُهُ العبادُ من خيرٍ، وشرٍّ، وطاعةٍ، ومعصيةٍ قبلَ خلقهم وإيجادهم، ومَنْ هُو منهم مِنْ أهلِ الجنَّةِ، ومِنْ أهلِ النَّارِ، وأعدَّ لهُم الثَّوابَ والعقابَ جزاءً لأعمالهم قبل خلقِهم وتكوينهم، وأنَّه كتبَ ذلك عندَه وأحصاهُ، وأن أعمالَ العباد تجري على ما سبق في علمه وكتابه))

اس بات پر ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ بندے کے تمام نیکی، گناہ اطاعت اور معصیت جو کچھ بھی بندے اعمال کریں گے ان کی پیدا کئے جانے سے پہلے سب کچھ جانتا ہے کہ وہ جنت میں جائیں گے یا جہنم میں جائیں گے اور

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

مکافاۃ عمل کو جانتا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو پیدا کرنے سے پہلے، ہر چیز کو لکھ رکھا ہے، بندہ وہی کچھ کرتا ہے جس کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اور لکھ دیا گیا ہے۔ (اللہ کے علام الغیوب ہونے کا ثبوت ہے)

دوسری قسم:

((أنَّ الله تعالى خلقَ أفعالَ عبادِه كلَّها مِنَ الكُفر، والإيمانِ، والطَّاعةِ، والعصيانِ، وشاءها منهم، فهذه الدَّرجةُ يُثبتُها أهلُ السُّنَّةِ والجماعةِ، ويُنكرها القَدريَّةُ، والدرجةُ الأولى أثبتها كثيرٌ مِنَ القدريَّةِ، ونفاها غُلاتُهم، كمعبدٍ الجُهنيّ،))

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں ک] افعال پیدا کئے ہیں چاہے وہ کفر ہو، ایمان ہو، اطاعت ہو یا معصیت ہو اللہ کی مشیت نافذ ہے (مترجم نوٹ ارشد بشیر- لیکن اللہ کفر سے راضی نہیں، ولا یرضی لعبادہ الکفر، مشیت ورضا مندی میں فرق ہے اللہ نے بندہ کو آزادی دی ہے جس کا تقاضہ ہے کہ اجازت ومشیت جاری ہو تاکہ فرمانبرداری ونافرمانی والا راستہ چننے میں آزاد رہے لیکن اللہ راضی نہیں بندہ کے کفر سے)، لہذا اہل سنت والجماعہ اسی عقیدے پر جمے ہوئے اور اور قدریہ اس کا انکار کرتے ہیں، پہلی درجہ کو بہت سارے قدریہ بھی مانتے ہیں اور جو ان میں غلو کرنے والے وہ اس عقیدے سے منہ پھیرتے ہیں ان میں سے ایک معبد الجہنی ہے۔

(جامع العلوم وحکم: 1/105، طبع: دارالسلام، قاہرہ)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول

((قوله: "وَتُؤْمِنُ الفِرْقَةُ النّاجِيَةُ أَهْلُ السُّنّةِ والجماعَةِ بِالقَدَرِ؛ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ))

(امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ) نجات پانے والا فرقہ اہل السنۃ والجماعۃ اچھی اور بُری دونوں تقدیر پر ایمان رکھتا ہے۔

پوائنٹ نمبر 16:

تقدیر پر ایمان لانے کے فائدے[7]:

1. ((أنه من تمام الإيمان، ولا يتم الإيمان إلا بذلك))

جب ایک بندہ تقدیر پر ایمان لاتا ہے تو اس کا ایمان مکمل ہوتا ہے۔

2. ((أنه من تمام الإيمان بالربوبية؛ لأن قدر الله من أفعاله))

جب ایک بندہ تقدیر پر ایمان لاتا ہے تو اس کا ایمان ربوبیت پر مکمل ہوتا ہے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے ہے۔

3. ((رد الإنسان أموره إلى ربه؛ لأنه إذا علم أن كل شيء بقضائه وقدره؛ فإنه سيرجع إلى الله في دفع الضراء ورفعها، ويضيف السراء إلى الله، ويعرف أنها من فضل الله عليه))

جب ایک بندہ تقدیر پر ایمان لاتا ہے اپنے تمام معاملات کو اللہ رب العزت کے حوالے کر دیتا ہے کیونکہ اس بندے کو یہ بات معلوم ہو جاتی ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے قضاء اور قدر سے پوری ہوتی ہے لہذا بندہ نقصادہ چیزوں سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریگا اور جب بندے کو خوشی حاصل ہو گی تو اس بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کریگا اور یہ جان جائے گا یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ فضل سے ہیں۔

4. ((أن الإنسان يعرف قدر نفسه، ولا يفخر إذا فعل الخير))

جب بندہ اپنی اوقات سے واقف ہوتا ہے تو وہ اپنے نیک اعمال پر فخر نہیں کرتا

5. ((هون المصائب على العبد؛ لأن الإنسان إذا علم أنها من عند الله؛ هانت عليه المصيبة))

جب بندہ تقدیر پر ایمان لائے گا تو اس کے لیے مصیبتوں اور غموں کو آسانی کے ساتھ برداشت کریگا کیونکہ جب بندے کو یہ بات معلوم ہوگی کہ یہ مصیبت اور غم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں تو وہ اسکو

---

[7] شرح العقيدة الواسطية لابن عثيمين

مصیبتیں آسان لگتی ہیں۔

6. ((أن الإنسان يعرف به حكمة الله عزّ وجلّ؛ لأنه إذا نظر في هذا الكون وما يحدث فيه من تغييرات باهرة؛ عرف بهذا حكمة الله عزّ وجلّ؛ بخلاف من نسي القضاء والقدر؛ فإنه لا يستفيد هذه الفائدة))

جب انسان تقدیر پر ایمان رکھتا ہے تو اس ایمان کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت سے واقف ہو جاتا ہے کیونکہ جب وہ اس کائنات اور اس میں پائی جانے والی نمایا تبدیلی کو جانتا ہے تو وہ اللہ کی حکمت سے واقف ہو جائے گا اور جو بندہ اللہ تعالیٰ کی قضاء اور قدر کو فراموش کر دیگا تو وہ اس سے فائدہ حاصل نہیں کر پائے گا۔

پوائنٹ نمبر 17:

قدریہ کے عقائد کا خلاصہ:

معبد الجہنی اور قدریہ کا یہ عقائد ہیں کہ اللہ تعالی کے علمِ سابق اور علمِ قدیم کا وہ انکار کرتے اور اس بات سے بھی انکار کرتے ہیں کہ تقدیر لکھی جاچکی ہے بلکہ اس بارے میں قدریہ کہتے ہیں کہ جب انسان اچھے یا برے کام پر عمل کرتا ہے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کو اس بات کا علم ہوتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس انسان کے لیے جزا یا سزا لکھتا ہے۔

پوائنٹ نمبر 18:

منکرین تقدیر (تقدیر کا انکار کرنے والے)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ نے تقدیر کا انکار کرنے والوں کو دو بڑے گروہوں میں تقسیم کیا ہے:

تقدیر کا انکار کرنے والوں میں پہلا فرقہ:

((الطائفة الأولى: القدرية من المعتزلة وغيرهم؛ قالوا: إن العباد فاعلون حقيقة، والله لم يخلق أفعالهم))

پہلا فرقہ قدریہ اور معتزلہ وغیرہ کا ہے (بعد میں یہ فرقے دیگر اور فرقوں میں تقسیم ہوئے) جو یہ کہتے ہیں کہ بندے اپنے تمام افعال کے خود فاعل ہیں بندوں کے افعال کو اللہ تعالیٰ نے پیدا نہیں کیا۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تقدیر کا انکار کرنے والوں میں دوسرا فرقہ:

((الطائفة الثانية: الجبرية من الجهمية وغيرهم؛ قالوا: إن الله خالق أفعالهم، وليسوا فاعلين حقيقة، لكن أضيف الفعل إليهم من باب التجوز، وإلا؛ فالفاعل حقيقة هو الله))

دوسرا فرقہ جبریہ اور جہمیہ وغیرہ کا ہے یہ فرقے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بندوں کے افعال کو پیدا کیا ہے اور بندے اپنے کسی بھی فعل کے (حقیقی) فاعل نہیں ہیں فاعل حقیقی تو صرف اللہ ہے بندے صرف مجازی فاعل ہیں۔

(شرح العقیدہ الواسطیہ للعثیمین:2/200-219)

پوائنٹ نمبر 19:

علم اور علماء کی فضیلت:

اس حدیث میں یحییٰ بن یعمر اور حمید بن عبد الرحمٰن حِمیَری رحمہما اللہ حج پر نکلے اور یہ دونوں چاہتے تھے قدر کے مسئلے میں کسی صحابیِ رسول سے رجوع کیا جائے چنانچہ ان کو عبد اللہ ابن عمر مسجد میں داخل ہوتے ہوئے مل گئے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر:43)

"پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو۔"

لہذا اگر ہمیں کوئی مسئلہ درپیش ہو تو علمائے کرام سے رجوع کرنا چاہیے علمائے کرام کا بہت بڑا مقام ہے قرآنِ مجید میں اہل علم کی بڑی عظمت بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ علمائے کرام کو فرشتوں کے ساتھ گواہی دینے والا بنایا ہے:

﴿شَهِدَ اللَّهُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَالْمَلَائِكَةُ وَأُولُو الْعِلْمِ﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر:18)

"اللہ تعالیٰ، فرشتے اور اہل علم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔"

ابوامامہ باہلی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا، ان میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((فَضْلُ الْعَالِمِ عَلَى الْعَابِدِ كَفَضْلِي عَلَى أَدْنَاكُمْ "، ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ وَأَهْلَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْض حَتَّى النَّمْلَةَ فِي جُحْرِهَا، وَحَتَّى الْحُوتَ لَيُصَلُّونَ عَلَى مُعَلِّمِ النَّاسِ))

"عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ایک عام آدمی پر ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے اور آسمان اور زمین والے یہاں تک کہ چیونٹیاں اپنی سوراخ میں اور مچھلیاں اس شخص کے لیے جو نیکی و بھلائی کی تعلیم دیتا ہے خیر وبرکت کی دعائیں کرتی ہیں۔"

(جامع ترمذی، کتاب العلم، باب: عبادت پر علم و فقہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 2685، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 20:

دین کا بنیادی علم حاصل کرنا واجب ہے:

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ))

"علم دین حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب: علماء کے فضائل و مناقب اور طلب علم کی ترغیب و تشویق، حدیث نمبر: 224، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 21:

علمائے کرام سے مسئلہ پوچھنے کے آداب

رسول اللہ ﷺ عمدہ سوالوں کو پسند فرماتے اور سوال کرنے والے اور سوال دونوں کی تعریف کیا کرتے، چنانچہ معاذ

ابن جبل بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال پوچھا:

((حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ ، قَالَ: حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ، عَنِ الْحَكَمِ ، عَنْ عُرْوَةَ بْنِ النَّزَّالِ - أَوِ النَّزَّالِ بْنِ عُرْوَةَ - عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ ، قَالَ: قُلْتُ: «يَا رَسُولَ اللهِ، أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ،))

اے اللہ کے رسول ﷺ مجھے جنت میں جانے کا عمل بتائیے؟

قَالَ: بَخٍ بَخٍ

اس سوال پر رسول اللہ ﷺ نے معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو شاباشی دی؛

((لَقَدْ سَأَلْتَ عَنْ عَظِيمٍ، وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَى مَنْ يَسَّرَهُ اللهُ، صَلِّ الصَّلَاةَ الْمَكْتُوبَةَ ، وَأَدِّ الزَّكَاةَالْمَفْرُوضَةَ))

اورآپ نے فرمایا: اے معاذ یقیناً تم نے ایک بہت بڑی چیز کے بارے میں سوال کیا ہے اور بے شک وہ(جنت)اس شخص کے لیے آسان جس کے لیے اللہ تعالیٰ آسان کردے لہذا تم فرض نمازیں ادا کرو اور جو تم پر فرض زکاۃ ہو اس کو ادا کیا کرو۔

(مسند ابوداود طیالسی:1/455، حدیث نمبر:561، محمد بن عبدالمحسن الترکی نے اس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 22:

عمدہ سوال پر رسول اللہ ﷺ کا اظہار خوشی:

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے عمدہ سوال کرنے پر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تعریف فرمائی، لہذا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا:

((أَنَّهُ قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَنْ أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِكَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ))

یا رسول اللہ ﷺ! قیامت کے دن آپ ﷺ کی شفاعت سے سب سے زیادہ سعادت کسے ملے گی؟ تو

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقَدْ ظَنَنْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ، أَنْ لَا يَسْأَلَنِي عَنْ هَذَا الْحَدِيثِ أَحَدٌ أَوَّلُ مِنْكَ لِمَا رَأَيْتُ مِنْ حِرْصِكَ عَلَى الْحَدِيثِ، أَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ، مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهِ أَوْ نَفْسِهِ))

اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مجھے یقین تھا کہ تم سے پہلے کوئی اس کے بارے میں مجھ سے دریافت نہیں کرے گا کیونکہ میں نے حدیث کے متعلق تمہاری حرص دیکھ لی تھی سنو! قیامت میں سب سے زیادہ فیض یاب میری شفاعت سے وہ شخص ہو گا، جو سچے دل سے یا سچے جی سے "لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" کہے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب العلم، باب: علم حدیث حاصل کرنے کی حرص کے بارے میں، حدیث نمبر:99)

پوائنٹ نمبر 23:

سند بیان کرنا دین میں داخل ہے:

"عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں مجھے میرے والد عمر (رضی اللہ عنہ) نے بتایا "

چنانچہ عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سیدھے حدیث نہیں سنائی بلکہ پہلے اس حدیث کی سند بیان کی یعنی کہ یہ حدیث عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنے والد ماجد امیر المومنین عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سنی تھی لہذا سند لازم ہے بلکہ ائمہ محدثین کے نزدیک اسناد دین کا حصہ ہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ صحیح مسلم کے مقدمے میں لکھتے ہیں:

((أَنَّ الإِسْنَادَ مِنَ الدِّينِ وَأَنَّ الرِّوَايَةَ لَا تَكُونُ إِلَّا عَنْ الثِّقَاتِ))

حدیث کی سند بیان کرنا ضروری ہے، اور وہ دین میں داخل ہے، اور روایت صرف معتبر راویوں سے ہو گی۔

((وحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ، قَالَ: سَمِعْتُ عَبْدَانَ بْنَ عُثْمَانَ، يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الْمُبَارَكِ، يَقُولُ: الإِسْنَادُ مِنَ الدِّينِ، وَلَوْلَا الإِسْنَادُ، لَقَالَ: مَنْ شَاءَ مَا شَاءَ))

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے: اسناد، دین میں داخل ہے اور اگر اسناد نہ ہوتی تو ہر شخص جو چاہتا کہہ ڈالتا(اور اپنی بات چلا دیتا،)

(صحیح مسلم، مقدمہ، حدیث نمبر7[32])

اسناد کے بارے میں عبد اللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أَخْبَرَنَا أَبُو نُعَيْمٍ الْحَافِظُ، ثنا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عُثْمَانَ الْوَاسِطِيُّ ، حَدَّثَنَا أَبُو حَنِيفَةَ الْوَاسِطِيُّ ، قَالَ: سَمِعْتُ أَحْمَدَ بْنَ الْفَرَجِ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ مَالِكَ بْنَ إِسْمَاعِيلَ النَّهْدِيَّ ، يَقُولُ: سَمِعْتُ ابْنَ الْمُبَارَكِ ، يَقُولُ: «طَلَبُ الْإِسْنَادِ الْمُتَّصِلِ مِنَ الدِّينِ))

متصل سند کا طلب کرنا دین میں داخل ہے۔

(الکفایۃ فی علم الروایۃ للخطیب بغداد، صفحہ:392، الناشر:،جمعیۃ دائرۃ المعارف العثمانیۃ، حیدر آباد، الدکن)

پوائنٹ نمبر 24:

کیا فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں؟

قرآنِ مجید کی پہلی دلیل:

﴿وَنَبِّئْهُمْ عَنْ ضَيْفِ إِبْرَاهِيمَ[٥١] إِذْ دَخَلُوا عَلَيْهِ فَقَالُوا سَلَامًا قَالَ إِنَّا مِنْكُمْ وَجِلُونَ[٥٢] قَالُوا لَا تَوْجَلْ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ عَلِيمٍ[٥٣] قَالَ أَبَشَّرْتُمُونِي عَلَى أَنْ مَسَّنِيَ الْكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ[٥٤] قَالُوا بَشَّرْنَاكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُنْ مِنَ الْقَانِطِينَ[٥٥] قَالَ وَمَنْ يَقْنَطُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهِ إِلَّا الضَّالُّونَ[٥٦]﴾

(سورۃ الحجر، سورۃ نمبر15، آیت نمبر:51-56)

"انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کا (بھی) حال سنا دو[51] کہ جب انہوں نے ان کے پاس آکر سلام کہا تو انہوں نے کہا کہ ہم کو تو تم سے ڈر لگتا ہے[52] انہوں نے کہا ڈرو نہیں، ہم تجھے ایک صاحب علم فرزند کی بشارت دیتے ہیں[53] کہا، کیا اس بڑھاپے کے آجانے کے بعد تم مجھے خوشخبری دیتے ہو! یہ خوشخبری تم کیسے دے رہے ہو؟[54] انہوں نے کہا ہم آپ کو بالکل سچی خوشخبری سناتے ہیں آپ مایوس لوگوں میں شامل نہ ہوں[55] کہا اپنے رب تعالیٰ کی رحمت سے ناامید تو صرف گمراہ اور بہکے ہوئے لوگ ہی ہوتے ہیں"۔[56]

ابراہیم علیہ السلام کے گھر میں داخل ہونے والے فرشتے تھے انہوں نے ابراہیم کو سلام کیا آپ نے ان کے سلام کا جواب دیا اور ان کی مہمان نوازی کے لیے بکرا ذبح کیا اور اس کا گوشت بھون کر ان کے سامنے پیش کیا لیکن وہ کچھ نہیں کھائے تو ابراہیم ڈر گئے تو انہوں نے کہا کہ آپ مت ڈریں ہم فرشتے ہیں اور آپ کو بیٹے کی خوشخبری دینے کے لیے آیئے ہیں اسی طرح مریم کے پاس بھی فرشتے انسانی شکل میں آیا کرتے تھے، قرآنِ مجید کی دوسری دلیل:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا[١٦] فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا[١٧] قَالَتْ إِنِّي أَعُوذُ بِالرَّحْمَنِ مِنْكَ إِنْ كُنْتَ تَقِيًّا[١٨]﴾

(سورۃ مریم، سورۃ نمبر 19، آیت نمبر: 16)

"اس کتاب میں مریم (علیہا السلام) کا بھی واقعہ بیان کر، جبکہ وہ اپنے گھر کے لوگوں سے علیحدہ ہو کر مشرقی جانب آئیں[16] اور ان لوگوں کی طرف سے پردہ کر لیا، پھر ہم نے اس کے پاس اپنی روح (جبرائیل) کو بھیجا پس وہ اس کے سامنے پورا انسان بن کر ظاہر ہوا[17] یہ کہنے لگیں میں تجھ سے رحمٰن کی پناہ مانگتی ہوں اگر تو کچھ بھی اللہ سے ڈرنے والا ہے۔"

قرآنِ مجید کی تیسری دلیل:

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُو الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّى يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهِ وَمَا هُمْ بِضَارِّينَ بِهِ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا بِهِ أَنْفُسَهُمْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 102)

"اور اس چیز کے پیچھے لگ گئے جسے شیاطین سلیمان (علیہ السلام) کی حکومت میں پڑھتے تھے، سلیمان (علیہ السلام) نے تو کفر نہ کیا تھا، بلکہ یہ کفر شیطانوں کا تھا، وہ لوگوں کو جادو سکھایا کرتے تھے، اور بابل میں ہاروت ماروت دو

فرشتوں پر جو اتارا گیا تھا، وہ دونوں بھی کسی شخص کو اس وقت تک نہیں سکھاتے تھے جب تک یہ نہ کہہ دیں کہ ہم تو ایک آزمائش ہیں تو کفر نہ کر، پھر لوگ ان سے وہ سیکھتے جس سے خاوند و بیوی میں جدائی ڈال دیں اور دراصل وہ بغیر اللہ تعالیٰ کی مرضی کے کسی کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، یہ لوگ وہ سیکھتے ہیں جو انہیں نقصان پہنچائے اور نفع نہ پہنچا سکے، اور وہ بالیقین جانتے ہیں کہ اس کے لینے والے کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، اور وہ بدترین چیز ہے جس کے بدلے وہ اپنے آپ کو فروخت کر رہے ہیں، کاش کہ یہ جانتے ہوتے۔ "

اکثر و بیشتر جبریل کئی انسانوں کی شکل میں آتے رہے ہیں اور خصوصاً صحابیٔ رسول دحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کے شکل میں کئی بار نازل ہوتے رہے ہیں، عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ:

حدیث سے دلیل:

((حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ، عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ سُوَيْدٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ، قَالَ: وَكَانَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَأْتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صُورَةِ دِحْيَةَ))

کہ جبریل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دحیہ کلبی کی شکل میں تشریف لاتے تھے۔

(مسند احمد، حدیث نمبر 5857، شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے، "إسناده صحيح على شرط مسلم، حماد بن سلمة وإسحاق بن سويد كلاهما من رجال مسلم، وباقي رجاله ثقات رجال الشيخين . وانظر ما قبل")

دراصل یہ حدیث حدیثِ جبریل کا ہی حصہ ہے مسند احمد کی اس حدیث میں یہ اضافہ ہے کہ جبریل دحیہ کلبی کی شکل میں آتے تھے۔

امام نووی رحمہ اللہ کا قول کہ فرشتے انسانی شکل میں آسکتے ہیں:

((وَفِيهِ جَوَازُ رُؤْيَةِ الْبَشَرِ الْمَلَائِكَةَ وَوُقُوعِ ذَلِكَ وَيَرَوْنَهُمْ عَلَى صُورَةِ الْآدَمِيِّينَ))

اس حدیث میں یہ دلیل ہے انسان فرشتوں کو دیکھ سکتے ہیں اور وہ فرشتوں کو انسانی شکل اختیار کرنے کے بعد دیکھ سکتے ہیں۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(شرح مسلم للنووی:8/16،کتاب فضائل الصحابة رضي الله عنهم ،باب من فضائل زينب أم المؤمنين رضي الله عنها)

پوائنٹ نمبر 25:

جبریل کا انسانی شکل میں تشریف لانے کی وجوہات میں سے ایک یہ ہے کہ انسیت ہو

پوائنٹ نمبر 26:

عام انسان کے پاس فرشتے کا آنا:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ ثَلَاثَةً فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ أَبْرَصَ، وَأَقْرَعَ، وَأَعْمَى، فَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْتَلِيَهُمْ، فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ مَلَكًا۔۔۔الخ))

" بنی اسرائیل کے لوگوں میں تین آدمی تھے ایک کوڑھی سفید داغ والا، دوسرا گنجا، تیسرا اندھا، سو اللہ نے چاہا کہ ان کو آزمائے تو ان کے پاس فرشتہ بھیجا۔۔۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق، باب: دنیا مومن کے لئے قید خانہ اور کافر کے لیے جنت ہونے کے بیان میں، حدیث نمبر:2964[7431])

پوائنٹ نمبر 27:

کیا انسان فرشتے کو دیکھ سکتا ہے؟

یہ ایک طویل حدیث ہے اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے صحیح بخاری، حدیث نمبر :3464، کیا ایک انسان فرشتے کو دیکھ سکتا ہے اس کے بارے امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَلِهَذَا كَانَ الْبَشَرُ يَعْجِزُونَ عَنْ رُؤْيَةِ الْمَلَكِ فِي صُورَتِهِ إِلَّا مَنْ أَيَّدَهُ اللَّهُ، كَمَا أَيَّدَ نَبِيَّنَا – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –، قَالَ تَعَالَى))

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

چنانچہ انسان بہت عاجز اور کمزور ہے لہذا وہ فرشتے کو دیکھنے سے قاصر ہے الاّیہ کہ اللہ تعالی بندے کو یہ طاقت و قوت عطا فرمائے کہ وہ فرشتے کو دیکھ سکے جیسا کہ اللہ نے طاقت عطا فرمائی ہمارے نبی ﷺ کو جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَقَالُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ مَلَكٌ وَلَوْ أَنْزَلْنَا مَلَكًا لَقُضِيَ الْأَمْرُ ثُمَّ لَا يُنْظَرُونَ[٨] وَلَوْ جَعَلْنَاهُ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ رَجُلًا وَلَلَبَسْنَا عَلَيْهِمْ مَا يَلْبِسُونَ[٩]﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر:8-9)

"اور یہ لوگ یوں کہتے ہیں کہ ان کے پاس کوئی فرشتہ کیوں نہیں اتارا گیا اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہو جاتا۔ پھر ان کو ذرا مہلت نہ دی جاتی [8] اور اگر ہم اس کو فرشتہ تجویز کرتے تو ہم اس کو آدمی ہی بناتے اور ہمارے اس فعل سے پھر ان پر وہی اشکال ہوتا جو اب اشکال کر رہے ہیں [9]۔"

((قَالَ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنَ السَّلَفِ: هُمْ لَا يُطِيقُونَ أَنْ يَرَوُا الْمَلَكَ فِي صُورَتِهِ، فَلَوْ أَنْزَلْنَا إِلَيْهِمْ مَلَكًا لَجَعَلْنَاهُ فِي صُورَةِ بَشَرٍ، وَحِينَئِذٍ كَانَ يُشْتَبَهُ عَلَيْهِمْ هَلْ هُوَ مَلَكٌ أَوْ بَشَرٌ، فَمَا كَانُوا يَنْتَفِعُونَ بِإِرْسَالِ الْمَلَكِ إِلَيْهِمْ))

بیشمار سلف صالحین اس آیت کی تفسیر میں کہا: کہ انسان کسی بھی فرشتے کو اس کی اصل شکل و صورت میں دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ "اگر ہم کسی فرشتے کو ان کی طرف نازل کرتے "یعنی کہ فرشتے کو انسانی شکل وصورت میں نازل کرتے، لیکن پھر بھی لوگوں کو کچھ نہ کچھ اس انسان نما فرشتے پر شک و شبہ ہوتا کہ یہ فرستہ ہے یا بشر لہذا وہ لوگ فرشتے کے نازل ہونے کے بعد بھی ایمان نہ لاتے اور فائدہ حاصل نہ کرتے (چانچہ ہم انہی میں سے ایک رسول کو بھیجا تا کہ ان لوگوں کے لیے دیکھنا اور علم حاصل کرنا اسان ہو جائے)۔

(منہاج السنۃ النبویۃ لابن تیمیہ:2/333، "يسلك طريقين من البيان في مسألة الرؤية الطريق الأول" محقق: محمد رشاد سالم، الناشر: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ)

پوائنٹ نمبر 28:

اسلام کا لغوی معنی:

تسلیم کرنا، مطیع ہونا، تابعداری اختیار کرلینا، اپنے آپ کو سونپ دینا حوالے کر دینا۔

پوائنٹ نمبر 29:

اسلام کا شرعی و اصطلاحی معنی[8]:

---

[8] الإسلام: هو الاستسلام لله، والخضوع له بفعل أوامره، وترك نواهيه، هذا هو الإسلام إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الإِسْلامُ[آل عمران:١٩] الإسلام يعني: الانقياد والذل لله بتوحيده والإخلاص له، وطاعة أوامره، وترك نواهيه، هذا هو الإسلام، ومن ذلك: أداء الصلاة، أداء الزكاة، صوم رمضان، حج البيت، بر الوالدين، صلة الرحم، ترك المعاصي كلها داخلة في الإسلام، وسمي دين الله إسلامًا؛ لأنه ذل لله، وانقياد لطاعته، وترك لمعصيته، فلهذا قيل له: الإسلام، يقال: أسلم فلان لفلان يعني: ذل له وانقاد لأوامره، فالإسلام: هو الانقياد لأوامر الله، والطاعة لأوامر الله، عن خشوع، وعن ذل، وعن انكسار، وعن رغبة فيما عند الله مرضاة له (فتاوى الشيخ بن بازرحمه الله)

علوم العقیدۃ ارشد بشیر مدنی کی کتاب سے چند معلومات مندرجہ ذیل ہیں:

اسلام کا کیا معنی ہے؟

توحید کے ساتھ اللہ تعالی کے سامنے سرنگوں ہونا، اطاعت وفرمانبرداری کے ساتھ اس کے آگے سر تسلیم خم کرنا، اور شرک سے نکلنا اسلام کہلاتا ہے۔

اللہ تعالی کا ارشاد ہے(وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ) "اس سے اچھا کون دین دار ہوگا جو اللہ کے لیے سر تسلیم خم کردے"(النساء:١٢٥)

نیز فرمایا : (وَمَن يُسْلِمْ وَجْهَهُ إِلَى اللَّـهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ)"جو اللہ کی طرف اپنے چہرے(گردن) کو جھکادے، اور وہ اس میں مخلص ہو، تو اس نے مضبوط دستہ اپنی مٹھی میں تھام لیا"(لقمان:٢٢)

نیز فرمان الٰہی ہے: (فَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ فَلَهُ أَسْلِمُوا ۗ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِينَ)"تمہارا معبود ایک ہی ہے، اسی کے آگے سر خم کرو، اور اے میرے نبی، آپ اطاعت گذاروں کو خوشخبری سنا دیجئے"۔(الحج:٣٤)

ملاحظہ فرمائیں: مجموع فتاوى و رسائل الشيخ محمد صالح العثيمين:1/47-48

جب اسلام بولا جائے تو پورے دین کو محیط ہوتا ہے، اس کی کیا دلیل ہے؟

اس کی دلیل مندرجہ ذیل آیت ہے:(إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّـهِ الْإِسْلَامُ)"اللہ کے یہاں دین صرف اسلام ہے"(1)

نیز رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: (بدأ الإسلام غريبا وسيعود غريبا كما بدأ)"دین اسلام اجنبیت کے ساتھ شروع ہوا، اور جس اجنبیت سے شروع ہوا تھا اسی طرح پھر سے اجنبی بن جائے گا"۔(2)

نیز نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:(أفضل الاسلام إیمان باللہ)"افضل اسلام اللہ پر ایمان لانا ہے۔"(3)

(1)آل عمران**:19**

(2)مسلم:١٤٥ ، ابن ماجه**:3986**

(3) یہ ایک لمبی حدیث کا ٹکڑا ہے جسے امام احمد نے:4/114 میں نیز ابن ابی شیبہ نے کتاب الایمان میں روایت کی ہے، علامہ البانی نے (الصحیحہ:2/551) میں اس کی تقویت کے بہت سے شواہد ذکر کئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: مجموع فتاوی ورسائل الشیخ محمد صالح العثیمین: 1/ 47-48

ایمان کی تعریف

لغۃً ایمان کا معنی تصدیق کے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان "امن" سے مشتق ہے جس میں اطمینان اور قرار پایا جاتا ہے، اور یہ اس وقت حاصل ہوتا ہے جب دل میں تصدیق اور انقیاد گھر کر جائیں۔

(الصارم المسلول: صفحہ **519**)

اصطلاح میں ایمان پانچ نون کا نام ہے (امام نووی)

1. التصدیق بالجنان (قلب سے تصدیق)
2. اقرار باللسان (زبان سے اقرار)
3. العمل بالارکان (اعضاء سے عمل)
4. یزید بطاعۃ الرحمن (رحمن کی اطاعت سے بڑھتا ہے)
5. ینقص بطاعۃ الشیطان (شیطان کی اطاعت سے گھٹتا ہے)

ملاحظہ فرمائیں: زیادۃ الایمان ونقصانہ - شیخ عبد الرزاق البدر صفحہ17

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا کیا مطلب ہے؟

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وجود، الوہیت، ربوبیت اور اسماء وصفات میں یکتا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: نبذۃ فی العقیدۃ الاسلامیۃ - شیخ ابن عثیمین: 16-30

توحید کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کی 1۔ ذات 2۔ نام 3۔ صفتیں 4۔ کام 5۔ عبادات میں کسی کو شریک نہ کرتے ہوئے یہ سارے حقوق اللہ ہی کو ادا کرنا توحید کہلاتا ہے۔

توحید کی کتنی قسمیں ہیں؟

توحید کی تین قسمیں ہیں: 1۔ توحید ربوبیت، 2۔ توحید الوہیت، 3۔ توحید اسماء وصفات

ملاحظہ فرمائیں: القول المفید علی کتاب التوحید، شیخ محمد بن صالح العثیمین صفحہ 5

توحید ربوبیت کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات اور افعال میں ایک جاننا اور ایک ماننا اور یہ کہ اللہ ہی خالق، مالک اور مدبر ہے توحید ربوبیت کہلاتا ہے۔ جیسے: پیدا کرنا، مارنا وغیرہ۔

ملاحظہ فرمائیں: القول المفید علی کتاب التوحید:5

توحید الوہیت کسے کہتے ہیں؟

تمام عبادات کو صرف اللہ کے لیے خاص کر دینا توحید الوہیت ہے۔ جیسے: دعا، قربانی وغیرہ۔

ملاحظہ فرمائیں: القول المفید علی کتاب التوحید:9

توحید اسماء وصفات کسے کہتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جو کچھ اپنے لیے اسماء وصفات ثابت کیے ہیں یا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت نے، ان پر اس طرح ایمان لانا جو اللہ تعالیٰ کی شایان شان ہے بغیر کسی باطل تاویل، تشبیہ، تحریف، تعطیل، تمثیل اور تکییف کے۔

ملاحظہ فرمائیں: شرح ثلاثۃ الاصول- شیخ محمد بن صالح العثیمین صفحہ: 40

اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔

سورۃ طٰہٰ: 5

ائمہ سلف صالحین نے مسئلہ "استواء" کے سلسلہ میں کیا کہا ہے؟

عقیدہ توحید ورسالت کو اپنا کر ہر قسم کے باطل عقائد سے دوہو جانا۔

پؤانٹ نمبر 30:

اسلام اور ایمان کا جداگانہ اور باہمی معنی:

علمائے کرام کہتے ہیں کہ یہاں پر اسلام اور ایمان کو ایک ساتھ ذکر کیا گیالہذا اسلام اور ایمان جب ایک جگہ پر بیان کئے جاتے ہیں تو اس کے معنی الگ الگ ہوتے ہیں، یہاں پر اسلام سے مراد دین میں پائے جانے والے تمام ظاہری امور ہیں اور پانچ ارکان اور ایمان سے مراد ایمان کے چھ ارکان دل، زبان اور عمل سے تصدیق کرنا ہے اور جب اسلام اور ایمان کو الگ الگ ذکر کیا جاتا ہے تو ان میں ظاہری اور باطنی دونوں معنی شامل ہو جاتے ہیں، یہاں پر اسلام کا انفرادی معنی اور ایمان کا انفرادی معنی کی ایک ایک مثال ملاحظہ فرمائیں۔

اسلام کے منفرد معنی کی مثال:

﴿وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر:85)

"جو شخص اسلام کے سوا اور دین تلاش کرے، اس کا دین قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں نقصان پانے والوں میں ہو گا۔"

تمام ائمہ سلف صالحین رحمہم اللہ نے بالاتفاق یہ کہا ہے:

الاستواء معلوم، والکیف مجھول، والإیمان بہ واجب، والسؤال عنہ بدعۃ۔

استواء کا معنی معلوم ہے، اس کی کیفیت مجہول ہے، اس پر ایمان واجب ہے، اور اس کے بارے میں سوال و تفتیش بدعت ہے۔

شرح أصول اعتقاد أھل السنۃ والجماعۃ- اللالکائی:3 / 441، الأسماء والصفات – بیہقی: ص408

اس اثر کو امام ذہبی، ابن تیمیہ اور حافظ ابن حجر نے صحیح قرار دیا ہے۔ دیکھیے: "مختصر العلو" (ص 141)

قبولیت عمل کی کیا شرطیں ہیں؟

- ایمان
- اخلاص
- متابعۃ

پوائنٹ نمبر 31:

ایمان کا انفرادی معنی:

﴿وَمَنْ يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 5)

"اور منکرین ایمان کے اعمال ضائع اور اکارت ہیں اور آخرت میں وہ ہارنے والوں میں سے ہیں۔"

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ارکانِ اسلام

پوائنٹ نمبر 32:

((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ)) کا معنی اور مفہوم[9]:

---

[9]علوم العقیدۃ ارشد بشیر مدنی کی کتاب سے چند معلومات مندرجہ ذیل ہیں:

کلمہ لا الہ الا اللہ کی شرطیں

کلمہ لا الہ الا اللہ کا اقرار اس کے شروط کے مطابق ہونا ضروری ہے۔اس کے بغیر کلمہ کا اقرار بے سود ہے۔اور یہ شروط مندرجہ ذیل ہیں:

(1علم

یعنی لا الہ الا اللہ کا علم حاصل کرنا اور جہالت سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: فَاعْلَمْ اَنَّه لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ ۔(1)

ترجمہ: سو (اے نبی!) آپ جان لیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَهوَ يَعْلَمُ اَنْ لَّا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّة ۔(2)

ترجمہ: جو شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ جانتا تھا کہ لا الہ الا اللہ کیا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(2یقین:

اس کلمہ کے معنی اور مفہوم پر پختہ یقین رکھنا، اور شک وشبہ سے بالکل دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: (اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِا للّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا) ۔(3)

ترجمہ: مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر (پکا) ایمان لائیں پھر شک وشبہ نہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَشْهدُ اَنْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰه وَ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ لَا يَلْقَى اللّٰهَ بِهِمَا عَبْدٌ غَيْرَ شَاكٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّة ۔(4)

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔جو بندہ ان دونوں شہادتوں کے ساتھ اللہ سے ملاقات کرے جن میں کوئی شک نہ کرے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(3اخلاص:

اخلاص کے ساتھ اس کلمہ کا اقرار کرنا، اور شرک سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: وَمَا اُمِرُوْا اِلاَّ لِيَعْبُدُوْا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَاءَ ۔(5)

ترجمہ: اور انہیں اسی بات کا حکم دیا گیا کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے، یکسو ہو کر صرف اللہ کی عبادت کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا : اَسْعَدُ النَّاسِ بِشَفَاعَتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَة ۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰـہَ اِلَّا للّٰهُ خَالِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اَوْ نَفْسِهٖ ۔(6)

ترجمہ: لوگوں میں میری شفاعت کا سب سے زیادہ سعادت مند وہ شخص ہے جس نے اپنے خلوصِ دل سے لا الہ الا اللہ کہا۔

(4صدق:

اس کلمہ کا اقرار سچے دل سے کرنا، جھوٹ اور نفاق سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا: (اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْا اَنْ يَّقُوْلُوْا آمَنَّا وَ همْ لَا يُفْتَنُوْنَ . وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِيْنَ) ۔(7)

ترجمہ: کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوے پر کہ "ہم ایمان لائے ہیں" ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے ہی چھوڑ دیں گے؟! ان سے اگلوں کو بھی ہم نے خوب جانچا، یقیناً اللہ تعالی انہیں بھی جان لے گا جو سچ کہتے ہیں اور انہیں بھی معلوم کر لے گا جو جھوٹے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا: مَنْ مَاتَ وَهوَ يَشْهدُ اَنْ لَا اِلٰـہَ اِلَّا للّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقًا مِنْ قَلْبِهٖ دَخَلَ الْجَنَّة ۔(8)

ترجمہ: جو شخص مر جائے اس حال میں کہ وہ لا الہ الا اللہ اور محمدؐ رَّسُوْلُ اللہِ کی سچے دل سے گواہی دیتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(5محبت:

اس کلمہ کے تقاضوں سے محبت کرنا،اور بغض اور نفرت سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:(وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهم كَحُبِّ اللّٰهِ وَ الَّذِيْنَ آمَنُوْا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ) ۔(9)

ترجمہ: بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اوروں کو ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:ثَلَاثٌ مَنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ ـ الْاِيْمَانِ : مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِواهمَا ، وَ مَنْ كَانَ اَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ اِلَّا لِلّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ ، وَ مَنْ يَكْرَهُ اَنْ يَعُوْدَ فِيْ الْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُلْقَى فِيْ النَّارِ۔(10)

ترجمہ: تین چیزیں جس میں پائی جائیں اس نے ایمان کی مٹھاس پالی:۱۔جس کو اللہ اور اس کے رسول ہر چیز سے زیادہ محبوب ہوں۔۲۔وہ شخص جو کسی بندہ سے محبت کرے تو صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔۳۔وہ شخص جس کو اللہ نے کفر سے بچالیا ہے وہ دوبارہ کفر میں لوٹنا ویسا ہی ناپسند کرتا ہے جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا اس کو ناپسند ہے۔

(6اطاعت:

اس کلمہ کے مطابق اللہ کی اطاعت کرنا،اور نافرمانی سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:(وَمَنْ يُّسْلِمْ وَ جْهہٗ اِلَى اللّٰهِ وَ هوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَة ـ الْوُثْقٰى) ۔(11)

ترجمہ:اور جو شخص اپنے آپ کو اللہ کے تابع کردے اور ہو بھی وہ نیکوکار یقیناً اس نے مضبوط کڑا تھام لیا۔

(7قبول:

قول اور فعل سے اس کلمہ کے تقاضے کو قبول کرنا،اور انکار سے دور رہنا۔

اللہ تعالی نے فرمایا:(اِنَّهمْ كَانُوْا اِذَا قِيْلَ لَهمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰهُ يَسْتَكْبِرُوْنَ . وَ يَقُوْلُوْنَ اَءِنَّا لَتَارِكُوْا آلِهتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ) ۔(۱۲)

ترجمہ: یہ وہ(لوگ) ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ "اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں" تو یہ سرکشی کرتے تھے،اور کہتے تھے کہ کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک دیوانے شاعر کی بات پر چھوڑدیں؟!

قال الشيخ حافظ الحكمي في منظومته سلم الوصول:

العلم والیقین والقبول
والانقیاد فادر ما أقول
والصدق والإخلاص والمحبة
وفقك الله لما أحبة

(8شرک کا انکار کرنا:

یعنی توحید کے اقرار کے ساتھ شرک کا انکار کرنا بھی ضروری ہے:

اللہ تعالی نے فرمایا:(فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ يُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَة ـ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَها وَ اللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ) ۔(13)

ترجمہ: پس جو شخص طاغوت(شرک) کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے ایسے مضبوط کڑے کو تھام لیا جو ٹوٹ نہیں سکتا،اللہ تعالی سب کچھ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَالَ لَا اِلٰه اِلَّا اللّٰهُ وَ كَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَرُمَ مَالُه وَ دَمُه وَ حِسَابُه عَلَى اللّٰهِ۔(۱۴)

ترجمہ: جو شخص[لاالہ الا اللہ] کہے اور اللہ کے سوا ہر چیز کی عبادت کا انکار کرے تو اس کا مال،اور اس کی جان(اسلام کے نزدیک) محفوظ ہے،اور اس کا حساب اللہ پر ہے۔

(9اسلام پر موت آنا

اللہ تعالی نے فرمایا:وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ(15).

تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے :

فَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْكُمْ لَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجَنَّةِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ كِتَابُهُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ النَّارِ، وَيَعْمَلُ حَتَّى مَا يَكُونُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ إِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ(١٦) ."

ایک شخص (زندگی بھر نیک) عمل کرتا رہتا ہے اور جب جنت اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر سامنے آجاتی ہے اور دوزخ والوں کے عمل شروع کر دیتا ہے۔ اسی طرح ایک شخص (زندگی بھر برے) کام کرتا رہتا ہے اور جب دوزخ اور اس کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے تو اس کی تقدیر غالب آجاتی ہے اور جنت والوں کے کام شروع کر دیتا ہے۔

(1) محمد:19، (2) مسلم:26، (3) الحجرات:15، (4) مسلم:27، (5) البینة:5، (6) بخاری:99، (7) العنکبوت:2-3، (8) السلسلة الصحیحة:5/348، (9) البقرة:165، (10) متفق علیہ، بخاری:21، مسلم:43، (11) لقمان:22، (12) الصافات:35-36، (13) البقرة:256 (14) مسلم:23، (15) آل عمران:102، (16) صحیح بخاری:3208

ملاحظہ فرمائیں: معارج القبول بشرح سلم الوصول إلى علم الأصول: **518-524**

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ کی شہادت کا کیا مطلب ہے؟

محمد رسول اللہ کی شہادت کا مطلب ہے کہ زبان سے اقرار کے ساتھ قلب کی گہرائیوں سے پختہ تصدیق کرنا کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، صرف مسلمانوں کے لیے نہیں بلکہ سارے عالم یعنی تمام انسانوں اور جنوں کے لیے بھی رسول ہیں۔

ارشاد ربانی ہے: (يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴿٤٥﴾ وَدَاعِيًا إِلَى اللَّـهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ﴿٤٦﴾) "اے نبی! ہم نے آپ کو اس شان کا رسول بنا کر بھیجا ہے کہ آپ گواہی دینے والے، خوشخبری سنانے والے، ڈرانے والے، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والے اور روشن چراغ ہیں"۔ (1)

چنانچہ آپ نے ماضی میں گذرے واقعات کی جو خبر دی ہے اور مستقبل میں پیش آنے والے حالات واخبار کے بارے میں جو پیشگوئی کی ہے، سب کی تصدیق کرنا، نیز آپ نے جن امور کو حلال کیا ہے انہیں حلال سمجھنا، اور جن امور کو حرام کیا ہے انہیں حرام سمجھنا، آپ نے جن باتوں کا حکم دیا ہے انہیں بجالانے کے لیے سر اطاعت خم کرنا، اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان سے باز رہنا، آپ کی لائی ہوئی شریعت کی خلوت اور جلوت میں اتباع کرنا، آپ کی سنت کا التزام کرنا نیز آپ کے ہر فیصلہ کو برضا ورغبت تسلیم کرنا اور یہ اعتقاد رکھنا کہ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، اس لیے کہ آپ اللہ تعالی کا پیغام ورسالت امت تک پہنچانے والے ہیں، اللہ تعالی نے آپ کو اس وقت تک اپنے پاس نہیں بلایا جب تک آپ کے ذریعہ دین کی تکمیل نہ کرلی، اور سارے احکام کو واضح طور پر لوگوں کو پہنچا نہ دیا، آپ اپنی امت کو روشن شاہراہ پر چھوڑ کر گئے، جس کی رات بھی دن کے برابر ہے، اس شاہراہ سے ہٹنے والا بدنصیب ہلاک ہونے والا ہی ہوگا۔ (2)

بالفاظ دیگر نبی ﷺ پر ایمان کو اس طرح بیان کیا جاسکتا ہے:

طاعته فيما أمر، وتصديقه فيما أخبر، واجتناب ما نهى عنه وزجر، وأن لا يعبد الله إلا بما شرع .

ترجمہ: وہ جس بات کا حکم دیں اس کی اطاعت کرنا، وہ جس بات کی خبر دیں اس کی تصدیق کرنا، وہ جس بات سے منع کریں یا ڈرائیں اس سے رک جانا، اور اسی طرح اللہ کی عبادت کرنا جیسا کہ انہوں نے مشروع کیا۔

(1) الأحزاب:45-46

(2) یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے: "قد تركتكم على البيضاء ليلها كنهارها لا يزيغ عنها بعدي إلا هالك" (سنن ابن ماجہ:43، صحیح)

ملاحظہ فرمائیں: الاصول الثلاثة - شیخ محمد بن عبد الوہاب صفحہ **9**

<u>اللہ نے انسانوں کو کس لیے پیدا کیا؟</u>

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو صرف اپنی ہی عبادت کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

ملاحظہ فرمائیں: سورۃ الذاریات:56

عبادت کا مطلب کیا ہے؟

اللہ کے ہر پسندیدہ قول وفعل کو چاہے وہ ظاہری ہو یا باطنی (اخلاصِ نیت کے ساتھ شریعت کے مطابق بجالانے کو) "عبادت" کہتے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیں: العبودیہ - ابن تیمیہ: صفحہ 44

عبادت کی کتنی قسمیں ہیں؟

عبادت کی چار قسمیں ہیں:

قلبی عبادت جیسے: توکل، محبت، خوف، امید

﴿فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَمَثْوَاكُمْ﴾

(سورۃ محمد، سورۃ نمبر 47، آیت نمبر:19)

"سو (اے نبی ﷺ!) آپ یقین کرلیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی، اللہ تم لوگوں کی آمد ورفت کی اور رہنے سہنے کی جگہ کو خوب جانتا ہے۔"

لہذا کلمہ شہادت میں نفی اور اثبات دونوں ایک ساتھ ہیں

نفی: تمام مخلوقات سے الوہیت کی نفی۔

اثبات: صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی الوہیت کا اثبات یعنی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ نہیں کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

کلمۂ ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللَّهُ)) کا حقیقی معنی اور مقصد یہ کہ انسان دل کی گہرائیوں اور پوری محبت کے ساتھ اس کلمہ کا زبان سے اقرار کرے جیسا کہ حدیث میں ہے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَا مِنْ نَفْسٍ تَمُوتُ ، تَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، يَرْجِعُ ذَلِكَ إِلَى قَلْبِ مُوقِنٍ ، إِلَّا غَفَرَ اللَّهُ لَهَا))

جس شخص کی موت اس گواہی پر ہو کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، اور میں اللہ کا رسول ہوں، اور یہ گواہی سچے دل سے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الادب، باب: لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت، حدیث نمبر: 3796، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو "حسن

قولی عبادت جیسے: مانگنا، مدد طلب کرنا، پناہ طلب کرنا، توبہ واستغفار کرنا، قسم کھانا وغیرہ
فعلی عبادت جیسے: قیام، رکوع، سجدہ، نماز، طواف وغیرہ
مالی عبادت جیسے: زکاۃ، نذرونیاز، قربانی وغیرہ
فقہ میں عبادت کی ایک اور تقسیم کی گئی ہے: عبادت محضہ اور عبادت غیر محضہ
ملاحظہ فرمائیں: تجرید التوحید المفید للمقریزی: ص117

صحیح" کہاہے)

پوائنٹ نمبر 33:

ایمان کا معنی اقرار باللسان، تصدیق بالقلب، عمل بالجوارح:

انسان کے نجات پانے کا ذمہ دل کے یقین و تصدیق پر ہے صرف زبانی اقرار کافی نہیں، اسی طرح دل سے یقین اور زبان سے اقرار کے بعد عمل بالجوارح بھی ایمان کی تعریف میں داخل ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((قَالَ: لَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَاسْتُخْلِفَ أَبُو بَكْرٍ بَعْدَهُ، وَكَفَرَ مَنْ كَفَرَ مِنَ الْعَرَبِ، قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ لِأَبِي بَكْرٍ: كَيْفَ تُقَاتِلُ النَّاسَ ؟ وَقَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " أُمِرْتُ أَنْ أُقَاتِلَ النَّاسَ، حَتَّى يَقُولُوا، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَمَنْ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، فَقَدْ عَصَمَ مِنِّي، مَالَهُ، وَنَفْسَهُ إِلَّا بِحَقِّهِ، وَحِسَابُهُ عَلَى اللَّهِ))

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور عرب کے لوگ جو کافر ہونے تھے وہ کافر ہو گئے تو عمر نے ابو بکر سے کہا: تم ان لوگوں سے کیونکر لڑو گے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، مجھ کو حکم ہوا ہے لوگوں سے لڑنے کا یہاں تک کہ وہ ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله)) کہیں، پھر جس نے ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ الله)) کہا اس نے مجھ سے اپنے مال اور جان کو بچا لیا مگر کسی کے حق کے بدلے (یعنی کسی قصور کے بدلے جیسے زنا کرے یا خون کرے اور پکڑا جائے گا حاکم وقت کے پاس) پھر حساب اس کا اللہ پر ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب[8] حدیث نمبر:20[124])

اللہ تعالی کا یہ فرمان ہے کہ اگر وہ چاہے تو ہر گناہ کو معاف فرمادے لیکن اللہ تعالیٰ کبھی شرک کو معاف نہیں کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 48)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک مقرر کرے اس نے بہت بڑا گناہ اور بہتان باندھا۔"

پوائنٹ نمبر 34:

احادیث میں کلمہ طیبہ کا ثبوت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زبانِ مبارک سے شہادتین کا مطلب:

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:۔۔۔۔۔۔۔

((۔۔۔ وَسَأَلُوهُ عَنِ الْأَشْرِبَةِ؟" فَأَمَرَهُمْ بِأَرْبَعٍ وَنَهَاهُمْ عَنْ أَرْبَعٍ، أَمَرَهُمْ بِالْإِيمَانِ بِاللَّهِ وَحْدَهُ، قَالَ: أَتَدْرُونَ مَا الْإِيمَانُ بِاللَّهِ وَحْدَهُ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، وَإِقَامُ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءُ الزَّكَاةِ، وَصِيَامُ رَمَضَانَ، وَأَنْ تُعْطُوا مِنَ الْمَغْنَمِ الْخُمُسَ۔۔۔الخ))

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ جانتے ہو ایک اکیلے اللہ پر ایمان لانے کا مطلب کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ اور اس کے رسول ہی کو معلوم ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے سچے رسول ہیں اور نماز قائم کرنا اور زکوۃ ادا کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا اور مال غنیمت سے جو ملے اس کا پانچواں حصہ (مسلمانوں کے بیت المال میں) داخل کرنا۔۔۔"

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب: مال غنیمت سے پانچواں حصہ ادا کرنا بھی ایمان سے ہے، حدیث نمبر: 53)

کلمہ شہادت ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ))

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کا واقعہ بیان کرتے ہیں۔۔۔:

((۔۔۔فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" ارْجِعْ إِلَى قَوْمِكَ فَأَخْبِرْهُمْ حَتَّى يَأْتِيَكَ أَمْرِي"، قَالَ: وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَأَصْرُخَنَّ بِهَا بَيْنَ ظَهْرَانَيْهِمْ ، فَخَرَجَ حَتَّى أَتَى الْمَسْجِدَ فَنَادَى بِأَعْلَى صَوْتِهِ: أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ ، ثُمَّ قَامَ الْقَوْمُ فَضَرَبُوهُ حَتَّى أَضْجَعُوهُ ، وَأَتَى الْعَبَّاسُ فَأَكَبَّ عَلَيْهِ، قَالَ:" وَيْلَكُمْ أَلَسْتُمْ تَعْلَمُونَ أَنَّهُ مِنْ غِفَارٍ وَأَنَّ طَرِيقَ تِجَارِكُمْ إِلَى الشَّأْمِ ، فَأَنْقَذَهُ مِنْهُمْ ثُمَّ عَادَ مِنَ الْغَدِ لِمِثْلِهَا ، فَضَرَبُوهُ وَثَارُوا إِلَيْهِ فَأَكَبَّ الْعَبَّاسُ عَلَيْهِ))

نبی کریم ﷺ نے (ابوذر غفاری) سے فرمایا: کہ اب اپنی قوم غفار میں واپس جاؤ اور انہیں میرا حال بتاؤ تاکہ جب ہمارے غلبہ کا علم تم کو ہو جائے (تو پھر ہمارے پاس آ جانا) ابوذر نے عرض کیا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ان قریشیوں کے مجمع میں پکار کر کلمہ توحید کا اعلان کروں گا، چنانچہ نبی کریم ﷺ کے یہاں سے واپس وہ مسجد الحرام میں آئے اور بلند آواز سے کہا کہ ((أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ)) میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔" یہ سنتے ہی سارا مجمع ان پر ٹوٹ پڑا اور انہیں اتنا مارا کہ زمین پر لٹا دیا اتنے میں عباس رضی اللہ عنہ آ گئے اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے اوپر اپنے آپ کو ڈال کر قریش سے کہا افسوس کیا تمہیں معلوم نہیں کہ یہ شخص قبیلہ غفار سے ہے اور شام جانے والے تمہارے تاجروں کا راستہ ادھر ہی سے پڑتا ہے اس طرح سے ان سے ان کو بچایا۔

(صحیح بخاری، کتاب مناقب الانصار، 33. باب: ابوذر کے اسلام قبول کرنے کا واقعہ، حدیث نمبر: 3861)

اسلام کا پہلا رکن شہادۃ "لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ"

پوائنٹ نمبر 35:

کلمۂ طیبہ " لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ "کی گواہی

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ ، ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ ، ثنا يَحْيَى بْنُ صَالِحٍ الْوُحَاظِيُّ ، ثنا إِسْحَاقُ بْنُ يَحْيَى الْكَلْبِيُّ ، ثنا الزُّهْرِيُّ ، حَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيِّبِ ، أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ ، رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَخْبَرَهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " أَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ فَذَكَرَ قَوْمًا اسْتَكْبَرُوا فَقَالَ: ﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾ [الصافات: ٣٥] وَقَالَ تَعَالَى: ﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا﴾ [الفتح: ٢٦] وَهِيَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ " اسْتَكْبَرَ عَنْهَا الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ الْحُدَيْبِيَةِ يَوْمَ كَاتَبَهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَضِيَّةِ الْمُدَّةِ))

جب اللہ تعالیٰ نے کتاب (قرآن مجید) نازل فرمائی تو اس میں ایک ایسی قوم کا ذکر کیا جو غرور و تکبر کرنے والی قوم تھی یعنی کہ جب اس قوم کے سامنے ((لَآ إِلَهَ إِلاَّ اللہُ)) پیش کیا جاتا ہے تو وہ قوم تکبر کرتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّهُمْ كَانُوا إِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَسْتَكْبِرُونَ﴾

(سورۃ الصافات، سورۃ نمبر 37، آیت نمبر:35)

"بے شک وہ ایسے لوگ تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے تھے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور مومنوں (تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) پر اپنی سکینت نازل فرمائی

﴿إِذْ جَعَلَ الَّذِينَ كَفَرُوا فِي قُلُوبِهِمُ الْحَمِيَّةَ حَمِيَّةَ الْجَاهِلِيَّةِ فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَى رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

(سورۃ الفتح، سورۃ نمبر 48، آیت نمبر:26)

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

"جب ان لوگوں نے جنھوں نے کفر کیا، اپنے دلوں میں ضد رکھ لی، جو جاہلیت کی ضد تھی تو اللہ نے اپنی سکینت اپنے رسول پر اور ایمان والوں پر اتار دی اور انھیں تقویٰ کی بات پر قائم رکھا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اس کے لائق تھے اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔"

اور ان کے لیے تقوی کے کلمہ ((لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللهِ)) کو لازم قرار دیا جس کے لیے وہ (تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) مستحق تھے، صلح حدیبیہ کے دن جب صلح ہوئی اور مشرکین (مکہ) سے معاہدہ طئے پا گیا تو مشرکین کلمہ طیبہ سے تکبر کیا تھا۔

(اسماء والصفات للبیہقی: 1/263، باب ما جاء في فضل الكلمة الباقية في عقب إبراهيم عليه السلام وهي كلمة التقوى ودعوة الحق لا إله إلا الله ۔۔۔الخ، حدیث نمبر: 195، (اسنادہ صحیح)- حققه وخرج أحاديثه وعلق عليه: عبد الله بن محمد الحاشدي، قدم له: فضيلة الشيخ مقبل بن هادي الوادعي رحمه الله، الناشر: مكتبة السوادي، جدة)

بعض حضرات یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا کلمہ قرآن و حدیث سے ثابت نہیں ان لوگوں کے لیے یہ مذکورہ حدیث دلیل ہے جامع ترمذی میں اسی حدیث کا ایک حصہ ہمیں ملتا ہے، ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (سورۃ الفتح، آیت نمبر 26) کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى (سورة الفتح آية ٢٦)﴾ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ))

﴿وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَى﴾ "اللہ نے انہیں تقوے کی بات پر جمائے رکھا" (الفتح: 26)، کے اس سے مراد (کلمہ) ((لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ)) ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، 48. باب: سورۃ الفتح سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر: 3265، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 36:

(مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ) کی گواہی کا معنی اور مفہوم:

(مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ) کی گواہی کا معنی اور مفہوم یہ کہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ محبت آپ ﷺ سے کی جائے حتی کہ ماں باپ سے بھی زیادہ محبت آپ ﷺ سے کی جائے اور تمام امور دین ودنیا میں آپ ﷺ کی اتباع کی جائے جس عمل کو رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے اس پر بلا عذر شرعی عمل ترک نہ کیا جائے اور جن کاموں سے روک دیا ہے اس سے رک جائیں یہ ایمان کی بہت بڑی شرط ہے اور جس کسی نے کلمہ طیبہ کی گواہی کے بعد رسول اللہ کی اتباع سے اور آپ کی سنت سے اعراض کرے اور منہ موڑے تو اس کا ایمان ناقابلِ قبول ہوجائے گا یعنی توحید کی گواہی کے بعد محمد کی رسالت کی گواہی لازم وملزوم ہے لہذا (مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰهِ) کی صرف زبانی گواہی کافی نہیں ہے بلکہ آپ ﷺ کی اتباع اور آپ ﷺ کے طریقے پر چلنا لازم ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 64)

"ہم نے ہر ہر رسول کو صرف اسی لئے بھیجا کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس (رسول) کی فرمانبرداری کی جائے۔"

چنانچہ ہر زمانہ کے رسول کی تابعداری اس کی امت پر اللہ کی طرف سے فرض ہوتی ہے منصبِ رسالت یہی ہے کہ رسولوں کے سبھی احکامات کو اللہ کے احکام سمجھا جائے جیسا کہ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں ﴿ بِإِذْنِ اللَّهِ﴾ سے یہ مراد ہے کہ اس کی توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس کی قدرت ومشیت پر موقوف ہے، جیسا کہ اس ایک اور آیت میں بیان کیا گا ہے:

﴿ وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللهُ وَعْدَهُ إِذْ تَحُسُّونَهُمْ بِإِذْنِهِ﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر: 152)

"اور بلاشبہ یقینا اللہ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا، جب تم انھیں اس کے حکم سے کاٹ رہے تھے۔"

یہاں بھی ﴿ بِإِذْنِهِ ﴾ سے مراد امر قدرت اور مشیت ہے یعنی اس نے تمہیں ان پر غلبہ دیا۔

پوائنٹ نمبر 37:

قرآن وحدیث اسلام کے دوماخذ:

اسلام کے اساسی دوماخذ ہیں نمبر ایک قرآن اور نمبر دو حدیث یعنی سنت، فہم صحابہ کے مطابق، لہذا اگر کوئی اس کے علاوہ دوسرے راستے اختیار کرتا ہے تو وہ گمراہی کے راستے پر چلا جاتا ہے قرآن وحدیث میں اس بات کو کئی جگہوں پر تاکید کی گئی ہے کہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو اگر آپ ﷺ کی اطاعت کی جائے گی تو ہدایتِ ارشاد اور ہدایتِ توفیق دونو عطا کی جائے اور اور اگر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہیں کی جائے گی تو ان کو گمراہی کے حوالے کردیا جائے گا، شاعر کہتا ہے۔

لَوْ كَانَ حُبُّک صَادِقًا لَأَطَعْتَه
إِنَّ الْمُحِبَّ لَمَنْ يُحِبُّ مُطِيْعُ

یعنی کہ اگر تم اپنی محبت میں سچے ہوتے تو اپنے محبوب کی اطاعت کرتے
کیونکہ محبت کرنے والا جس سے محبت کی جاتی ہے اس کا تابع اور فرمانبردار ہوتا ہے

اسلام کا دوسرا رکن نماز

پوائنٹ نمبر 38:

اسلام کا دوسرا رکن نماز((وَتُقِيمَ الصَّلَاةَ))

شہادتین کے بعد دوسرے نمبر پر نماز ہے اور یہ اسلام کا اہم ترین رکن ہے قیامت کے دن سب سے پہلے نماز ہی کے بارے میں سوال کیا جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے: انس بن حکیم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے مجھ سے کہا:

((إِذَا أَتَيْتَ أَهْلَ مِصْرِكَ، فَأَخْبِرْهُمْ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ، فَإِنْ أَتَمَّهَا وَإِلَّا قِيلَ انْظُرُوا هَلْ لَهُ مِنْ تَطَوُّعٍ، فَإِنْ كَانَ لَهُ تَطَوُّعٌ أُكْمِلَتِ الْفَرِيضَةُ مِنْ تَطَوُّعِهِ، ثُمَّ يُفْعَلُ بِسَائِرِ الْأَعْمَالِ الْمَفْرُوضَةِ مِثْلُ ذَلِكَ))

کہ جب تم اپنے شہر والوں کے پاس پہنچو تو ان کو بتاؤ کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے: مسلمان بندے سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس چیز کا حساب لیا جائے گا وہ فرض نماز ہو گی، اگر اس نے اسے کامل طریقے سے ادا کی ہے تو ٹھیک ہے، ورنہ کہا جائے گا کہ دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نفل ہے؟ اگر اس کے پاس نفل نمازیں ہوں گی تو اس سے فرض میں کمی پوری کی جائے گی، پھر باقی دوسرے فرائض اعمال کے ساتھ ایسا ہی کیا جائے گا"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب اقامۃ الصلاۃ والسنۃ، باب: (قیامت کے دن) بندے سے سب سے پہلے نماز کا محاسبہ ہو گا، حدیث نمبر: 1425، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے۔ وسنن النسائی: 466۔ وجامع ترمذی: 413۔ وسنن ابوداود: 864)

پوائنٹ نمبر 39:

نماز محمد ﷺ کے طریقے پر پڑھی گئی ہو تو قبول ورنہ قبول نہیں:

((وَتُقِيمَ الصَّلاَةَ)) یعنی کہ نماز کو سیدھے اور صحیح طریقے سے ادا/ قائم کرنا جیسا کہ حدیث میں ہے مالک بن حویرث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَصَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي))

تم اسی طرح نماز پڑھو جس طرح سے مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب: اگر کئی مسافر ہوں تو نماز کے لیے اذان دیں اور تکبیر بھی کہیں اور عرفات اور مزدلفہ میں بھی ایسا ہی کریں، حدیث نمبر: 631)

پوائنٹ نمبر 40:

کامیاب ہے وہ جو نبی ﷺ کے طریقے پر نماز ادا کرے:

اللہ تعالیٰ سورۃ المومنون کی شروعات مومنین کی صفات سے کی اور مومنین کی سب سے پہلی صفت نماز کو بتایا گیا:

﴿قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ[١] الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ[٢]﴾

(سورۃ المومنون، سورۃ نمبر 23، آیت نمبر: 1-2)

"یقیناً ایمان والوں نے فلاح حاصل کرلی [1] جو اپنی نماز میں خشوع کرتے ہیں [2]۔"

پوائنٹ نمبر 41:

نماز کا چھوڑنا کبیرہ گناہ ہے اور منافقت کی نشانی ہے ، نماز کا ترک کرنا کفر و شرک کا راستہ ہے۔

پوائنٹ نمبر 42:

نمازِ نبوی:

نماز کی تمام تفصیلات میری عنقریب آنے والی کتاب "کتاب الصلاۃ" میں بیان کی جائیں گی، ان شاء اللہ۔

اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ

پوائنٹ نمبر 43:

اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ (وَتُؤْتِيَ الزَّكَاةَ)

ارکانِ اسلام کا تیسرا رکن زکاۃ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ﴾

(سورۃ البینہ، سورۃ نمبر 98، آیت نمبر: 5)

"انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اسی کے لئے دین کو خالص رکھیں (ابراہیم) حنیف کے دین پر اور نماز کو قائم رکھیں اور زکوۃ دیتے رہیں یہی ہے دین سیدھی ملت کا۔"

زکوۃ کو زکوۃ اس لیے کہا جاتا ہے کہ زکوۃ کی وجہ سے مالوں میں اضافہ ہوتا ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ كَفَّارٍ أَثِيمٍ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:276)

"اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقہ کو بڑھاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کسی ناشکرے اور گنہگار سے محبت نہیں کرتا۔"

زکوٰۃ ایک مالی عبادت ہے بہت بڑے مال و دولت میں سے جو زکوٰۃ کا حصہ نکلتا وہ بہت ہی تھوڑا ہوتا ہے اور اس کا بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا مال بہت سارے مال کو پاک وصاف کر دیتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِم بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾

(سورۃ التوبۃ، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر:103)

"آپ (ﷺ) ان کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے، جس کے ذریعہ سے آپ (ﷺ) ان کو پاک صاف کر دیں اور ان کے لیے دعا کیجئے، بلاشبہ آپ (ﷺ) کی دعا ان کے لیے موجب اطمینان ہے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتا ہے خوب جانتا ہے۔"

پوائنٹ نمبر 44:

زکاۃ کی فرضیت کا حکم

زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم کب ہوا اس میں علمائے کرام کے مختلف اقوال ہیں بیشتر علمائے کرام کے اقوال یہ ہے کہ رمضان کے مہینے میں سن 2ہجری کو زکوٰۃ کی فرضیت کا حکم نازل ہوا بعض علمائے کرام کے اقوال ہیں کہ زکوٰۃ کی فرضیت تو مکہ ہی میں ہو چکی تھی البتہ اس کے تمام تفصیلات مدینہ المنورہ میں نازل ہوئے۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أن الزكاة فرضت في أصح أقوال أهل العلم بمكة، ولكن تقدير الأنصبة والأموال الزكوية وأهل الزكاة كان بالمدينة))

اہل علم کے اقوال کے مطابق زیادہ قوی اور صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ زکوٰۃ کا حکم مکۃ المکرمہ میں ہو چکا

تھا لیکن زکوٰۃ کا نصاب اور زکوٰۃ کے دیگر احکامات مدینہ منورہ میں نازل ہوئے۔

(مجموع الفتاویٰ لابن عثیمین:18/15،"سئل فضيلة الشيخ - رحمه الله تعالى -: يقول الله تعالى: ﴿وويل للمشركين - الذين لا يؤتون الزكاة﴾ فما المراد بالزكاة؟"الناشر:دار الوطن،دار الثریا)

پوائنٹ نمبر 45:

زکوٰۃ کے فائدے:

1) زکوٰۃ ادا کرنے والا اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل کرلیتا ہے۔

2) زکوٰۃ گناہوں کو مٹانے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔

3) زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ایمان میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

4) زکوٰۃ ادا کرنے سے مال و دولت پاک وصاف ہو جاتی ہے۔

5) زکوٰۃ ادا کرنے والا کنجوسی، بخیلی جیسے رذائل سے دور ہو جاتا ہے۔

6) زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں اضافہ ہو تا چلا جاتا ہے۔

7) جب ایک شخص زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو وہ دوسروں سے کہیں زیادہ خوش وخرم رہتا ہے۔

8) زکوٰۃ ادا کرنے والے کے ناداروں، محتاجوں اور مسکینوں کے لیے ہمدردی پیدا ہو جاتی جو اس دنیا کی بہت بڑی خوبی ہے۔

9) زکوٰۃ کے ذریعے آدمی کا اسلام تکمیل تک پہنچ تا ہے۔

10) زکوٰۃ ادا کرنے والا حسن اخلاق کا پیکر ہوتا ہے۔

پوائنٹ نمبر 46:

زکوٰۃ ادا کرنے نتائج:

1) زکوٰۃ کی وجہ سے غرباو مساکین کے ضروریات کی تکمیل ہوتی ہے۔

2) جس معاشرے میں زکوٰۃ کا چلن ہوتا ہے وہ معاشرہ ترقی پر ہوتا ہے۔

3) زکوٰۃ مسلم معاشرے میں طاقت و قوت کا ایک ذریعہ ہے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

4) غریبوں اور محتاجوں کے دلوں ایک طرح کا کینہ اور کپٹ ہوتا ہے اور ان دلوں میں مالداروں کے لیے دشمنی تک ہوتی ہے لیکن جب زکوٰۃ ادا کردی جاتی ہے اور زکاۃ کا مال لوگوں تک پہنچنے لگتا ہے تو غریبوں اور محتاجوں میں پائی جانے ولی دشمنی اور عداوت ختم ہو جاتی ہے۔

پوائنٹ نمبر :47

زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے؟

جن چیزوں پر زکوٰۃ فرض ہے اس کی چار قسمیں:

1) نقدی: روپیہ پیسہ، کرنسی (نوٹوں یا سکوں کی شکل میں)، سونا، چاندی وغیرہ۔

2) جانور: گائے، بکری، اونٹ وغیرہ۔

3) غلہ: پھل، اناج اور زمینی پیداوار وغیرہ۔

4) کاروبار کا سامان

نوٹ: زکوٰۃ کی تمام تفصلات اور زکوٰۃ کے تمام مسائل ان شاء اللہ ہماری عنقریب آنے والی کتاب "کتاب زکوٰۃ" میں بیان کی جائیں گے۔

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

اسلام کا چوتھا رکن روزہ

پوائنٹ نمبر :48

اسلام کا چوتھا رکن روزہ (وَتَصُومَ رَمَضَانَ)

یہ اسلام کا چوتھا رکن ہے اور بدنی عبادت ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ[١٨٣] أَيَّامًا مَعْدُودَاتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَرِيضًا أَوْ عَلَى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِنْ أَيَّامٍ أُخَرَ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ

لَهُ وَأَنْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ[١٨٤]﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 183-184)

"اے ایمان والو! تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو[183] گنتی کے چند ہی دن ہیں لیکن تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو وہ اور دنوں میں گنتی کو پورا کرلے اور اس کی طاقت رکھنے والے فدیہ میں ایک مسکین کو کھانا دیں، پھر جو شخص نیکی میں سبقت کرے وہ اسی کے لئے بہتر ہے لیکن تمہارے حق میں بہتر کام روزے رکھنا ہی ہے اگر تم باعلم ہو [184]"۔

اللہ تعالیٰ ایمان والوں سے مخاطت ہو کر کہہ رہے ہیں کہ روزے رکھو روزے کا معنی یہ ہے کہ بندہ اخلاصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا حکم مانتے ہوئے کھانے پینے اور بحالتِ روزہ ہمبستری کرنے سے رک جائے اسی کو روزہ کہتے ہیں یہ روح کو پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے، حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا))

"روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، (یہ الفاظ) دو مرتبہ (کہہ دے) اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔"

(بخاری، کتاب الصوم، باب: روزہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 1894۔ وصحیح مسلم: 1151[2707]۔ وسنن ابوداد: 2363۔ وجامع ترمذی: 764۔ وسنن النسائی: 2218۔ وسنن ابن ماجہ: 3823)

پوائنٹ نمبر 49:

روزہ دار کا اجر و ثواب:

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ روزہ ایک سری عبادت ہے یعنی کہ روزہ ایک ایسی عبادت ہے کہ روزہ دار اور اللہ تعالیٰ کے درمیان یہ ایک راز کی طرح ہوتا ہے جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں اسی لیے اللہ تعالیٰ کے پاس روزہ دار کے لیے روزہ کا اجر و ثواب بے حساب و کتاب ہے جیسا کہ اس حدیث میں مذکوہ ہے ((الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ))"روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا"۔

پوائنٹ نمبر 50:

روزے کب فرض کیئے گئے:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((صَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَمَضَانَ تِسْعَ سِنِينَ لِأَنَّهُ فُرِضَ فِي شَعْبَانَ فِي السَّنَةِ الثَّانِيَةِ مِنْ الْهِجْرَةِ وَتُوُفِّيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي شَهْرِ رَبِيعٍ الْأَوَّلِ سَنَةَ إحْدَى عَشْرَةَ مِنْ الْهِجْرَةِ))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کے فرض روزے نو(9) سال تک رہے کیونکہ ہجرت کے دوسرے سال شعبان کے مہینے میں فرض روزوں کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گیارہ(11) ہجری ماہِ ربیع الاول میں فوت ہوئے۔

(المجموع شرح المهذب للنووی:6/250،کتاب الصیام، الناشر: الطباعة المنيرية، مطبعة التضامن الاخوی، القاہرۃ)

پوائنٹ نمبر 51:

رمضان کے مہینے کی فضیلت:

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِنَ الْهُدَى وَالْفُرْقَانِ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:185)

"ماہ رمضان وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا جو لوگوں کو ہدایت کرنے والا ہے اور جس میں ہدایت کی اور حق وباطل کی تمیز کی نشانیاں ہیں۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ، فُتِّحَتْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ، وَغُلِّقَتْ أَبْوَابُ جَهَنَّمَ، وَسُلْسِلَتِ الشَّيَاطِينُ))

جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو آسمان کے تمام دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: رمضان کہا جائے یا ماہ رمضان؟ اور جن کے نزدیک دونوں لفظوں کی گنجائش ہے، حدیث نمبر:1899۔ و صحیح مسلم: 1079 [2495]۔ و جامع ترمذی:682۔ وسنن النسائی:2102۔ وسنن ابن ماجہ:1642)

پوائنٹ نمبر 52:

روزوں سے حاصل ہونے والے فائدے:

1) روزہ اللہ تعالی کی خوشنودی کا ذریعہ ہے۔
2) روزہ ایمان ویقین کا ذریعہ ہے۔
3) روزہ شیطان کو غصہ دلانے والا ہوتا ہے۔
4) روزہ اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں کا شکر ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔
5) روزہ شہوات پر قابو پانے کا ذریعہ ہے۔
6) روزہ غریبوں اور ناداروں پر رحم کرنے کا ذریعہ بن تا ہے۔
7) روزہ حرام چیزوں سے دور رہنے کا ذریعہ ہے۔

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

8) روزہ بندے کے لیے اللہ اور رسول کی اطاعت کا ذریعہ بن تا ہے۔

9) روزہ بے حیائی کے کاموں سے روکتا ہے۔

پوائنٹ نمبر 53:

روزوں کی وجہ سے پڑےنے والے سماجی اور معاشرتی فوائد:

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((م له فوائد اجتماعية منها شعور الناس بأنهم أمة واحدة يأكلون في وقت واحد ويصومون في وقت واحد ويشعر الغني بنعمة الله ويعطف على الفقير ويقلل من مزالق الشيطان لابن آدم وفيه تقوى الله وتقوى الله الأواصر بين أفراد المجتمع))

ہاں روزے کے بہت سارے معاشرتی فوائد ہیں جیسا کہ روزوں کے ذریعے مسلمانون میں شعور پیدا ہوتا ہے کہ تمام مسلمان ایک امت کا حصہ ہیں سب ایک وقت سحری کھاتے ہیں ایک ہی وقت روزہ رکھتے ہیں مالدار لوگ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے غریبوں اور مسکینوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں ،اور رمضان کے مہینے میں بنی نوعِ آدم کے لیے شیطانی مکر و فریب کی چالیں کم ہو جاتی ہیں، روزہ دار میں تقوی پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے سماج اور معاشرے میں ایک دوسرے کے لیے محبت اور بھائی چارگی بڑھتی ہے ۔

(فتاویٰ اسلامیۃ:2/117، کتاب الصیام عمرھا ۱۳سنۃ ولم تصم، الناشر: دار الوطن للنشر، ریاض)

پوائنٹ نمبر 54:

روزہ ڈھال ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((الصِّيَامُ جُنَّةٌ، فَلَا يَرْفُثْ، وَلَا يَجْهَلْ، وَإِنِ امْرُؤٌ قَاتَلَهُ أَوْ شَاتَمَهُ، فَلْيَقُلْ: إِنِّي صَائِمٌ مَرَّتَيْنِ، وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَخُلُوفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللَّهِ تَعَالَى مِنْ رِيحِ

الْمِسْكِ، يَتْرُكُ طَعَامَهُ، وَشَرَابَهُ، وَشَهْوَتَهُ مِنْ أَجْلِي الصِّيَامُ لِي، وَأَنَا أَجْزِي بِهِ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا))

روزہ دوزخ سے بچنے کے لیے ایک ڈھال ہے اس لیے (روزہ دار) نہ فحش باتیں کرے اور نہ جہالت کی باتیں اور اگر کوئی شخص اس سے لڑے یا اسے گالی دے تو اس کا جواب صرف یہ ہونا چاہئے کہ میں روزہ دار ہوں، اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک کستوری کی خوشبو سے بھی زیادہ پسندیدہ اور پاکیزہ ہے، (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) بندہ اپنا کھانا پینا اور اپنی شہوت میرے لیے چھوڑ دیتا ہے، روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور (دوسری) نیکیوں کا ثواب بھی اصل نیکی کے دس گنا ہوتا ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: روزہ کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر: 1894)

پوائنٹ نمبر :55

روزہ گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے؛

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((وَمَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ))

جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رکھے اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: جو شخص رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ ثواب کی نیت کر کے رکھے اس کا ثواب۔، حدیث نمبر: 1901۔ و صحیح مسلم: 760[1781])

پوائنٹ نمبر :56

باب ریان (جنتیوں کا جنت میں داخل ہونے کا دروازہ)

روزہ داروں کے لیے جنت میں مخصوص دروازہ "باب ریان" جس میں سے صرف روزہ دا ہی داخل ہو سکیں گے؛

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا، يُقَالُ لَهُ: الرَّيَّانُ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُونَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، يُقَالُ: أَيْنَ الصَّائِمُونَ؟ فَيَقُومُونَ، لَا يَدْخُلُ مِنْهُ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ، فَإِذَا دَخَلُوا أُغْلِقَ، فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ))

"جنت کا ایک دروازہ ہے جسے ریان کہتے ہیں قیامت کے دن اس دروازہ سے صرف روزہ دار ہی جنت میں داخل ہوں گے، ان کے سوا اور کوئی اس میں سے نہیں داخل ہو گا، پکارا جائے گا کہ روزہ دار کہاں ہیں؟ وہ کھڑے ہو جائیں گے ان کے سوا اس سے اور کوئی نہیں اندر جانے پائے گا اور جب یہ لوگ اندر چلے جائیں گے تو یہ دروازہ بند کر دیا جائے گا پھر اس سے کوئی اندر نہ جا سکے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب: روزہ داروں کے لیے ریان (نامی ایک دروازہ جنت میں بنایا گیا ہے اس کی تفصیل کا بیان)، حدیث نمبر: 1896۔ و صحیح مسلم: 1152 [2710]۔ و جامع ترمذی: 765۔ و سنن النسائی: 2239۔ و سنن ابن ماجہ: 1640)

پوائنٹ نمبر :57

ریان کا معنی اور مفہوم:

علمائے کرام کہتے ہیں کہ ریان کا مطلب سیر اب ہے کیون کہ بھوک برداشت کی جا سکتی ہی لیکن پیاس برداشت کرنا بھوک کے مقابلے میں بہت سخت ہے چنانچہ روزہ داروں کو اسی دروازے سے بلایا جائے گا اسی لیے اس دروازے کو ریان یعنی کہ سیر اب کرنے والا دروازہ کہتے ہیں

نوٹ: روزہ کے تمام مسائل میری کتاب "کتاب الصوم" میں دستیاب ہے الحمد للہ۔

اسلام کا پانچواں رکن حج

پوائنٹ نمبر 58:

اسلام کا پانچواں رکن حج (وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيلاً)

اسلام کا پانچوں رکن حج بدنی اور مالی دونوں عبادتیں اس میں رکن میں شامل ہیں اور یہ زندگی صرف ایک مرتبہ ہی فرض کیا گیا ہے لہذا حدیث کے یہ الفاظ ہیں ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

((حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ، فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ))

جس نے اس گھر کا حج کیا اور نہ شہوت کی فحش باتیں کیں، نہ گناہ کیا تو وہ اس دن کی طرح واپس ہو گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔

(صحیح بخاری، کتاب المحصر، باب: اللہ تعالیٰ کا فرمان (سورۃ البقرہ میں) کہ حج میں گناہ اور جھگڑا نہ کرنا چاہئے، حدیث نمبر:1820۔وصحیح مسلم:1350[3291]۔وسنن النسائی:2628۔جامع ترمذی:811)

پوائنٹ نمبر 59:

استطاعت کا معنی:

استطاعت سے مراد بدن اور مال دونوں ہوں یعنی کہ حج کا ارادہ کرنے والے کے پاس اتنا پیسہ ہو کہ وہ حج کو جاکر واپس آسکے اور بدنی استطاعت سے مراد حج کا ارادہ کرنے والا شخص اتنا بوڑھا نہ ہو بلکہ کچھ نہ کچھ توانائی کا ہونا ضروری ہے، یا ایسا مریض جس کا صحت یاب ہونا مشکل ہو تو اس پر بھی فرض نہیں (لیکن بوڑھا اور صحت سے عاجز جو سواری پر سوار بھی نہیں ہو سکتا اسکی طرف سے حج بدل کیا جاسکتا ہے) اگر کوئی عورت ہو تو استطاعت میں محرم بھی داخل ہے۔

پوائنٹ نمبر 60:

حج کی تمام تفصیلات اور حج کے تمام مسائل میری کتاب "کتاب الحج" میں ملاحظہ فرمائیں یہ کتابی شکل میں بھی شائع

ہو چکی ہے الحمد للہ اور کسی کو PDF کی شکل میں چاہئے تو وہ میری ویب سائیٹ سے Download بھی کر سکتے ہیں:

www.askislampedia.com / www.abmqurannotes.com

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

ارکانِ ایمان

ایمان کا پہلا رکن "ایمان باللہ"

پؤائنٹ نمبر 61:

ایمان کا لغوی معنی

ایمان کا پہلا رکن ایمان باللہ ہے ایمان دو لغوی معنی پر مشتمل ہے۔

1) پہلا معنی: (أمن) امن دینا، (أَمْنٌ) امن، بے خوفی (أَمِنَ، يَامَنُ، أَمْنٌ)، اور (آمِنٌ) یعنی کہ جو خود امن وامان میں ہو، (الاِیْمَانُ) امن دینا، (مُؤْمِنٌ) یعنی امن دینے والا۔

2) دوسرا معنی: ایمان کا دوسرا معنی تصدیق سے جڑا ہوا ہے جیسا کہ (آمَنْتُ بِاللّٰہ) میں اللہ پر ایمان لایا یعنی میں نے ایمان لانے کی تصدیق کی۔

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((باللہ": الإيمان في اللغة: يقول كثير من الناس: إنه التصديق، فصدقت وآمنت معناهما لغة واحد، وقد سبق لنا في التفسير أن هذا القول لا يصح بل الإيمان في اللغة: الإقرار بالشيء عن تصديق به، بدليل أنك تقول: آمنت بكذا وأقررت بكذا وصدقت فلانا ولا تقول: آمنت فلاناً ، إذا فالإيمان يتضمن معنى زائداً على مجرد التصديق، وهو الإقرار والاعتراف المستلزم للقبول للأخبار والإذعان للأحكام، هذا الإيمان))

ایمان کا لغوی معنی یہ ہے کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ایمان اصل میں تصدیق کو کہتے ہیں لہذا (فصدقت وآمنت) کا ایک ہی معنی ہوتا ہے حالانکہ ان کا یہ قول صحیح نہیں ہے ایمان کا لغوی معنی یہ ہے کہ کسی چیز کی تصدیق کرنا اور اس کا اقرار کرنا لغوی اعتبار سے ایمان کہلاتا ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ یہ کہتے ہیں (آمنت بكذا وأقررت بكذا وصدقت فلانا) لیکن آپ یہ نہیں کہتے (آمنت فلاناً) یعنی کہ میں نے فلاں پر ایمان لایا آپ کبھی یہ نہیں کہتے اسی طرح ایمان مجرد تصدیق سے زیادہ معنی کو جوڑ دیتا

ہے اور یہ ایسا اقرار اور اعتراف ہے کہ جو لازم کرتا ہے قبولیت واطاعت (یعنی خبر کو قبول کر لینا اور احکامات کی اطاعت کرنا)

(شرح العقیدہ الواسطیۃ لابن العثیمین: 1/55، "الإيمان بالله يتضمن أربعة أمور "الناشر: دار ابن الجوزی)

پوائنٹ نمبر 62:

ایمان کا اصطلاحی معنی:

اللہ پر ایمان لانا اللہ تعالیٰ کے وجود پر اس کی ربوبیت پر الوہیت پر اور اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان اس کی تصدیق کرنا اور اقرار کرنا اور اس پر عمل کرنا۔

پوائنٹ نمبر 63:

ایمان باللہ چار چیزوں پر مشتمل ہے:

1) اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانا۔
2) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ ربوبیت میں ایک اکیلا ہے۔
3) اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں پر ایمان لانا کہ اللہ کے سوا کوئی بھی حقیقی الٰہ نہیں۔
4) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان لانا۔

پوائنٹ نمبر 64:

(1) اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانا

﴿وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَى أَنْفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلَى شَهِدْنَا أَنْ تَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَذَا غَافِلِينَ﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر: 172)

"اور جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ سب نے جواب دیا کیوں نہیں! ہم سب گواہ بنتے ہیں، تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہو کہ ہم تو اس سے محض بے خبر تھا۔"

یہ آیت مبارکہ اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی دلیل ہے کہ وجودِ باری تعالی کی گواہی دینا انسانی فطرت ہے لہذا بنی نوعِ انسان سے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسلیں ان کی پیٹھوں سے روز اول میں نکالیں پھر ان سب سے اس بات کا اقرار لیا کہ رب، خالق، مالک، معبود صرف وہی ہے اسی فطرت پر پھر دنیا میں ان سب کو ان کے وقت پر پیدا کیا یہی وہ فطرت ہے جس کی تبدیلی ناممکن ہے لہذا ربوبیت کی گواہی دینا انسان کی فطرت میں رکھ دیا گیا ہے انسانی فطرت یہ ہے کہ وہ اپنے رب کو پہلے ہی سے پہچانتا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کے وجود پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے وجود کا انکار کرتا ہے تو وہ کافر ہے مومن نہیں ہے آج کل (Atheism) کا ایک بڑا فتنہ سر اٹھائے ہوئے ہے اور اس سے بعض نادان مسلمان بھی متاثر ہو رہے ہیں (Atheist) عموماً اللہ تعالیٰ کے وجود کے قائل نہیں ہوتے، اور یہ کہتے ہیں کہ یہ کائنات از خود وجود میں آگئی اور ایک دن خود بہ خود ختم بھی ہو جائے گی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کچھ لوگ اسی بحث پر مناظرے کے لیے آئے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے کہا کہ ایک ایسی بھی کشتی ہے جو خود بہ خود چلتی ہے اور خود سے ساحل پر آکر رکتی ہے اور خود بہ خود سامان کو خالی کر کے واپس سمندر میں چلی جاتی ہے پھر تو انہوں نے کہا کہ آپ کم عقل ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی کشتی از خود چلے اپنا سامان خود خالی کر دے اور خود سے واپس سمندر میں چلی جائے ایسا تو ہرگز ممکن نہیں ہے تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے جواب میں کہا کہ ایسا ہونا تمہارے نزدیک ممکن نہیں ہے تو یہ بتاؤ کہ کائنات، آسمان، زمین چاند، سورج، پیڑ، پہاڑ، سمندر وغیر کسی کے بنائے بغیر خود بہ خود کیسے بن گئے اور خود بہ خود ان کا نظام کیسے چل رہا ہے تو جو لوگ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرے کے لیے آئے تھے وہ الٹے پاؤں لوٹ گئے۔

پوائنٹ نمبر 65:

(2) اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ ربوبیت میں ایک اکیلا ہے:

اللہ تعالیٰ کی ربوبیت پر ایمان لانا یعنی کہ اس بات پر پختہ عقیدہ رکھنا کہ رزق دینے والا، موت دینے والا،

زندگی دینے والا، اولاد دینے والا، غریبوں کو نوازنے والا، مخلوق کو سب کچھ عطا کرنے والا اور کائنات کو چلانے والا، مشکل کشا، بندوں کو نوازنے والا، گنج بخش بندوں کی بخشش کرنے والا الغرض ربوبیت سے متعلق جتنے بھی افعال ہیں ان سب افعال پر کامل ایمان رکھنا کہ ان سب افعال میں اللہ سبحانہ تعالیٰ اکیلا ہے اس کا کوئی بھی شریک نہیں، کوئی بھی ساجھی یا مددگار نہیں ہے جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ مَنْ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَمَّنْ يَمْلِكُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَمَنْ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللَّهُ فَقُلْ أَفَلَا تَتَّقُونَ[٣١] فَذَلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالُ فَأَنَّى تُصْرَفُونَ[٣٢]﴾

(سورۃ یونس، سورۃ نمبر 10، آیت نمبر: 31-32)

" آپ (ﷺ) کہیے کہ وہ کون ہے جو تم کو آسمان اور زمین سے رزق پہنچاتا ہے یا وہ کون ہے جو کانوں اور آنکھوں پر پورا اختیار رکھتا ہے اور وہ کون ہے جو زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے اور مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے اور وہ کون ہے جو تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے؟ ضرور وہ یہی کہیں گے کہ اللہ تو ان سے کہیے کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے [31] سو یہ ہے اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب حقیقی ہے، پھر حق کے بعد اور کیا رہ گیا بجز گمراہی کے، پھر کہاں پھرے جاتے ہو؟ [32] اسی طرح آپ کے رب کی یہ بات کہ یہ ایمان نہ لائیں گے، تمام فاسق لوگوں کے حق میں ثابت ہو چکی ہے [33]۔ "

قرآن مجید میں ایک اور جگہ پر اللہ کی ربوبیت کے متعلق بیان ہوتا ہے:

﴿فِي بِضْعِ سِنِينَ لِلَّهِ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ[٤] بِنَصْرِ اللَّهِ يَنْصُرُ مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ[٥] وَعْدَ اللَّهِ لَا يُخْلِفُ اللَّهُ وَعْدَهُ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ[٦] يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ[٧]﴾

(سورۃ الروم، سورۃ نمبر 30، آیت نمبر: 4-7)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

"چند سال میں ہی، اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی اختیار اللہ تعالیٰ ہی کا ہے، اس روز مسلمان شادمان ہوں گے [4] اللہ کی مدد سے، وہ جس کی چاہتا ہے مدد کرتا ہے، اصل غالب اور مہربان وہی ہے [5] اللہ کا وعدہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کا خلاف نہیں کرتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے [6] وہ تو (صرف) دنیوی زندگی کے ظاہر کو (ہی) جانتے ہیں اور آخرت سے تو بالکل ہی بے خبر ہیں [7]۔"

اللہ تعالیٰ اس وقت خوشی کا اظہار کرتے ہیں جب ایک بندہ یہ کہتا ہے کہ اے اللہ تو میرا رب ہے میرا پالنہار ہے میرا حقیقی معبود سب کچھ تو ہی پیدا کیا تو ہی سب کو موت دینے والا ہے میں تیرا ادنیٰ سا بندہ ہوں میری جتنے طاقت اس کے مطابق میں اپنے کئے ہوئے وعدے پر قائم ہوں تو اللہ تعالیٰ اس بندے کی مغفرت فرمادیتے ہیں حدیث میں ہے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سید الاستغفار کے الفاظ اس طرح سکھائے ہیں:

((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوءُ لَكَ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، قَالَ: وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهِ قَبْلَ أَنْ يُمْسِيَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ أَنْ يُصْبِحَ، فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ))

"اے اللہ! تو میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرا ہی بندہ ہوں میں اپنی طاقت کے مطابق تجھ سے کئے ہوئے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں، ان بری حرکتوں کے عذاب سے جو میں نے کی ہیں تیری پناہ مانگتا ہوں مجھ پر نعمتیں تیری ہیں اس کا اقرار کرتا ہوں، میری مغفرت کر دے کہ تیرے سوا اور کوئی بھی گناہ نہیں معاف کرتا۔"

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے دل سے ان کو کہہ لیا اور اسی دن اس کا انتقال ہو گیا شام ہونے سے پہلے، تو وہ جنتی ہے اور جس نے اس دعا کے الفاظ پر یقین رکھتے ہوئے رات میں ان کو پڑھ لیا اور پھر اس کا صبح ہونے سے پہلے انتقال ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: استغفار کے لیے افضل دعا کا بیان، حدیث نمبر: 6306۔ وجامع ترمذ: 3393۔ وسنن النسائی: 5524)

اس حدیث میں منقول دعا سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ سب کا حاجت روا ہے تمام مخلوقات کی ضروریات کی تکمیل کرنے والا صرف اللہ رب العالمین کی ذات ہے دنیا ومافیہا اور آسمانوں کی ہر ایک چیز اسی کے تابع ہے اور ہر وقت اس کی محتاج ہے اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے کسی اور میں یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ کسی کو کچھ دے سکیں یا کسی سے کچھ چھین سکیں جملہ اختیارات بلا شرکت غیرے اللہ رب العزت کے ہاتھ میں ہیں اسی کی بارگاہ میں دنیا کے تمام بادشاہ، فقراء، امیر، غریب، کالے، گورے تمام لوگ اور تمام مخلوقات رزق پاتے ہیں چنانچہ معاویہ نے مغیرہ بن شعبہ کو لکھا کہ جو تم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ مجھے لکھیئے تو انہوں نے انہیں لکھا کہ نبی کریم ﷺ ہر نماز کے بعد کہتے تھے:

((لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ، اللَّهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ))

"تنہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں، ملک اسی کا ہے اور تمام تعریف اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے! اے اللہ جو تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو روکے اسے کوئی دینے والا نہیں اور کسی نصیبہ ور کا نصیبہ تیرے مقابلہ میں اسے نفع نہیں پہنچا سکے گا۔"

لہذا اس طرح سے ہم بندوں کے لیے اللہ کی ربوبیت کے دلائل قرآن وحدیث میں جابجا مل جاتے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ پر ایمان کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ربوبیت پر پوری طرح سے ایمان لایا جائے اور اس کا اقرار کیا جائے اور اس پر عمل بھی کیا جائے۔

پوائنٹ نمبر 66:

(3) اللہ تعالیٰ کی الوہیت میں پر ایمان لانا:

کہ اللہ کے سوا کوئی حقیقی الہٰ نہیں اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اپنا سچا اور حقیقی الہٰ اور معبود تسلیم کرنا اور ہر قسم کی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا جیسا کہ رکوع، سجدہ، قربانی، نذر، نیاز وغیرہ یہ تمام چیزیں صرف اللہ تعالیٰ کے لیے کرنا اور جب بھی دیا کرنا صرف اللہ تعالیٰ سے کرنا کچھ مانگنا ہو یا مدد طلب کرنا ہو تو صرف اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنا حتی کہ جوتے کا تسمہ بھی اللہ تعالیٰ سے مانگنا جو ایک حقیر سے چیز ہے اس کے علاوہ

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

خوف، امید، توکل، استعانت اور پناہ طلب کرنا یہ تمام عبادات کی شکلیں ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں یعنی ان تمام عبادات کا صرف اللہ ہی کے لیے خاص ہیں اور عبادت کی کوئی ایک بھی شکل غیر اللہ کے لیے جائز نہیں ہے چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہوں یا کوئی نبی اور رسول ہوں لہذا جب مقرب فرشتے اور رسولوں کو اللہ کی عبادت میں شامل کرنا جائز نہیں ہے لہذا ان کے بعد صدیقین، شہداء یا بزرگانِ میں سے کسی کو عبادات میں شریک کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَمِ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ هَذَا ذِكْرُ مَنْ مَعِيَ وَذِكْرُ مَنْ قَبْلِي بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ فَهُمْ مُعْرِضُونَ[٢٤] وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ[٢٥]﴾

(سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر 21، آیت نمبر: 24- 25)

"کیا ان لوگوں نے اللہ کے سوا اور معبود بنا رکھے ہیں، ان سے کہہ دیجئے کہ لاؤ اپنی دلیل پیش کرو، یہ ہے میرے ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے اگلوں کی دلیل، بات یہ ہے کہ ان میں کے اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اسی وجہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں [24] آپ (ﷺ) سے پہلے بھی جو رسول ہم نے بھیجا ان کی طرف یہی وحی نازل فرمائی کہ میرے سوا کوئی معبود برحق نہیں پس تم سب میری ہی عبادت کرو[25]۔"

اور ایک جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 163)

"تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بہت رحم کرنے والا اور بڑا مہربان ہے۔"

جو کوئی عبادت میں شرک کرنے سے بچ گیا وہ جنتی ہوگا ان شاء اللہ:

عثمان ابن عفان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، دَخَلَ الْجَنَّةَ))

جو شخص اس بات پر یقین کے ساتھ مر گیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب توحید پر قائم رہنے ولا بالآخر جنت میں داخل ہو گا، حدیث نمبر:26[135])

نجات صرف اس میں ہے کہ بندہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک مقرر نہ کرے اور رسول اللہ ﷺ کی اتباع کرے اور آپ ﷺ کے طریقے کو اپنائے اسی طرح سے اور ایک حدیث میں یہ الفاظ ملتے ہیں:

جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا الْمُوجِبَتَانِ؟ فَقَالَ: " مَنْ مَاتَ، لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ مَاتَ، يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا، دَخَلَ النَّارَ))

ایک شخص رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا: اے اللہ کے رسول وہ دو سبب کیا ہیں جو واجب کرتے ہیں ؟ آپ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک نہ کرتا ہو اور وہ مر گیا وہ جنت میں جائے گا، اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتے ہوئے مر گیا تو ہو دوزخ میں جائے گا(یہ وہ دو نتیجہ ہیں جو دو سبب پر مشتمل ہیں)

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب: جو آدمی اللہ کے ساتھ شرک کیے بغیر مر گیا اس کے جنتی ہونے، اور جو شرک پر مرا اس کے جہنمی ہونے کا بیان، حدیث نمبر:93[269])

- یعنی کہ جس نے شرک نہ کیا اس پر جنت واجب ہے اور جس نے شرک کیا اس پر دوزخ واجب ہے۔

پوائنٹ نمبر 67:

(4) اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان لانا[10]

[10] وَ لِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔(7:180)

ترجمہ: اور اچھے اچھے نام اللہ ہی کے لیے ہیں سو ان ناموں سے اللہ ہی کو موسوم کیا کرو اور ایسے لوگوں سے تعلق بھی نہ رکھو جو اس کے ناموں میں کج روی کرتے ہیں، ان لوگوں کو ان کے کیے کی ضرور سزا ملے گی۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں، سو سے ایک کم، جس نے انہیں سیکھا اور انہیں یاد کیا اور ان پر عمل کیا وہ جنت میں جائے

گا۔(صحیح بخاری:2376، صحیح مسلم:7762)

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حدیث میں لفظ 'احصائ' استعمال ہوا ہے اس کے مندرجہ ذیل معانی ہیں:

ا۔ان کو حفظ کرنا

۲۔ان کے معانی کو جاننا

۳۔ان اسماء کا جو تقاضا ہے اس پر عمل کرنا

جب اس بات کا علم ہو کہ اللہ تعالیٰ الاحد ہے تو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے اور جب یہ علم ہو کہ اللہ تعالی الرزاق ہے تو اس کے علاوہ کسی سے بھی روزی طلب نہ کی جائے اور جب اس کا علم ہو کہ اللہ تعالی الرحیم ہے تو اس کی رحمت سے ناامید نہیں ہونا چاہیے اور اسی طرح دوسرے اسماء کے بارے میں۔

۴۔اللہ تعالی کے ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالی سے دعا کرنا چاہیے۔ جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: (اور اللہ تعالی کے اچھے اچھے نام ہیں اسے اسی ناموں کے ساتھ پکارو) اور وہ اس طرح کہ یہ کہا جائے اے رحمن! تو رحم کرنے والا ہے میرے حال پر رحم کر، اور اے غفور! تو بخشنے والا ہے میرے گناہ بخش دے، اور اے تواب! تو توبہ قبول کرنے والا ہے میری توبہ قبول فرما، اور اسی طرح دوسرے اسماء کے ساتھ بھی۔

اسماءِ حسنیٰ کے اصول، قواعد اور آداب

ابن ابی زید القیروانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ولہ الاسماء الحسنى والصفات العلى" اور اسی (اللہ) کے لیے اسماءِ حسنیٰ اور عالی صفات ہیں۔]مقدمہ ابن ابی زید القیروانی مع الشرح: قطف الجنی الدانی: ص 82[

اس کی شرح میں شیخ عبدالمحسن العباد المدنی فرماتے ہیں:

☆ اللہ کے نام اور اس کی صفات علم غیب سے ہیں جن کے بارے میں نازل شدہ وحی اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کے بغیر کلام کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اسماء (ناموں) اور صفات میں سے صرف اسی کا اثبات (واقرار) کرنا چاہیے جسے اللہ عزوجل نے اپنے لیے یا اس کے رسول نے اس (اللہ) کے لیے ثابت قرار دیا ہے۔ وہ صفات جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی شان کے لائق ہیں تاویلاتِ باطلہ، کیفیت (کے بارے میں سوال) اور تمثیل (مخلوق سے مثال دینا) کے بغیر، تحریف (بدل دینا) اور تعطیل (معطل قرار دینے) سے بچتے ہوئے (اور) ہر نازیبا چیز سے تنزیہ (بری الذمہ اور پاک ہونے) کا عقیدہ رکھتے ہوئے اقرار کرنا چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ۔ ترجمہ: اس (اللہ) کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سمیع (سننے والا) اور بصیر (دیکھنے والا) ہے۔]شوریٰ:11[

☆ اللہ تعالی کے ناموں کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے، اللہ نے انہیں اسماءِ حسنیٰ قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: وَلِلّٰهِ الْاَسْمَاۗءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا۔ ترجمہ: اور اللہ کے اسماءِ حسنیٰ (بہترین نام) ہیں، پس اسے ان (ناموں) کے ساتھ پکارو۔]الاعراف:180[

☆ اللہ کے اسماءِ حسنیٰ کا معنی یہ ہے کہ وہ (خوبصورتی میں) حسن کے بلند ترین اور اعلیٰ ترین مقام پر پہنچے ہوئے ہیں۔ انہیں صرف اچھے نام ہی نہیں کہا جاتا بلکہ اسماءِ حسنیٰ کہا جاتا ہے۔

☆ اللہ کے سارے نام مشتق (الفاظ وکلام سے نکالے گئے) ہیں جو کہ معانی پر دلالت کرتے ہیں اور اسی سے (اس کی) صفات ہیں۔ مثلاً: عزیز عزت پر، حلیم حکمت پر، کریم کرم پر، عظیم عظمت پر، لطیف لطف پر اور الرحمن الرحیم رحمت پر دلالت کرتے ہیں، اور یہی مفہوم دوسرے ناموں میں بھی ہے۔

☆ اللہ کے ناموں میں کوئی اسم جامد نہیں۔ بعض علماء نے جو اللہ کے ناموں میں "الدھر" شمار کیا ہے تو یہ صحیح نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالی کے نام کسی (خاص) تعداد میں محصور نہیں ہیں بلکہ ان میں سے بعض نام ایسے ہیں جو اللہ عزوجل نے لوگوں کو بتائے ہیں اور بعض کو اپنے علم غیب میں رکھا ہے۔]مسند احمد 391ح3712[ابن حجر نے اسے حسن اور شیخ البانی نے السلسلہ الصحیحہ (198,199) میں صحیح کہا ہے۔

رہی وہ حدیث جسے بخاری (2410,2736,7392) اور مسلم (2677) نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے ننانوے (یعنی) ایک کم سو نام ہیں، جس نے انہیں یاد کر لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ حدیث اس تعداد (ننانوے) میں، اللہ کے ناموں کو منحصر کرنے کی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ تو اس پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ناموں میں سے ننانوے نام ایسے ہیں جنہیں اگر کوئی یاد کر لے تو جنت میں داخل ہوگا۔ جیسے اگر کوئی کہے کہ میرے پاس سو کتابیں ہیں جنہیں میں طالب علموں کے لیے تیار کیا ہے تو یہ اس کی دلیل نہیں ہے کہ اس کے پاس سو سے زیادہ کتابیں نہیں ہیں۔]شفاء العلیل۔ ابن القیم، ص:84(

☆ اللہ کے بعض نام ایسے ہیں جو دوسروں پر بھی استعمال کئے جاتے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: لَقَدْ جَاۗءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ

اللہ تعالیٰ کے صفات کی دو قسمیں ہیں:

1) ذاتی صفات: اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات یعنی: العلم والحیاۃ، جاننا اور زندہ رہنا، وغیرہ یہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفات میں سے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت کے ساتھ ہمیشہ قائم رہتے ہیں۔

2) فعلی صفات: الخلق، الرزق، پیدا کرنا اور رزق دینا، ان صفات کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ارادے اور مشیت سے ہے اللہ تعالیٰ کی فعلی صفات ازل سے ہیں اور ہمیشہ قائم رہیں گے۔

پوائنٹ نمبر 68:

اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات پر ایمان لانے کی تین بنیادی چیزیں ہیں:

1) اللہ تعالیٰ کی جتنی بھی صفات ہیں وہ تمام کی تمام نقص اور عیب سے پاک ہیں اور مخلوق میں سے کسی کی بھی مشابہت سے پاک ہیں بالاتر ہیں۔

2) صرف ان اسماء وصفات پر ایمان لانا لازم ہے جو قرآن وحدیث میں بیان کی گئی ہیں اپنی طرف سے اضافہ نہ کرے اور ساتھ ہی ساتھ ان اسماء وصفات میں نہ کمی کی جائے گی اور نہ زیادتی کی جائے گی۔

3) تمام اسماء وصفات پر یہ ایمان ہونا چاہئے کہ ان اسماء وصفات کی کیفیت کا علم صرف اللہ تعالی کو حاصل ہے مثلاً کہ اللہ تعالیٰ کیسے سنتے ہیں؟ کیسے دیکھتے ہیں؟ کیسے جانتے ہیں؟ وغیرہ یہ تمام چیزیں مخلوق میں سے کسی کو بھی نہیں معلوم، اور اللہ تعالیٰ کے جتنے اسماء وصفات ہیں ازل سے ہیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کامل ہیں ان میں کوئی نقص وعیب نہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ مَثَلُ السَّوْءِ وَلِلَّهِ الْمَثَلُ الْأَعْلَى وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر: 60)

" آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کی ہی بُری مثال ہے، اللہ کے لیے تو بہت ہی بلند صفت ہے، وہ بڑا ہی غالب

حَرِيْص عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَئُوْف رَّحِيْم۔(توبہ:128)۔ جن معانی پر یہ نام دلالت کرتے ہیں ان میں خالق مخلوق کے مشابہ نہیں اور نہ مخلوق خالق کے مشابہ ہے۔

☆ بعض ایسے نام ہیں جو صرف اللہ کے بارے میں کہے جاسکتے ہیں کسی دوسرے کے بارے میں یہ نام کہنا جائز نہیں۔ مثلاً: اللہ، الرحمن، الخالق، الباریٔ، الرازق اور الصمد وغیرہ۔

اور باحکمت ہے۔"

بُری مثالیں اور بُری صفتیں صرف ان کے لیے ہیں جو کفر اور شرک کرتے ہیں اس بات پر انسانی فطرت بھی گواہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام صفات کامل ہیں ہر انسان اس بات کو محسوس بھی کرتا ہے جب ایک انسان اپنے اندر دیکھتا ہے تو اس کو وہ تمام نشانیاں نظر آجاتی ہیں۔

پوائنٹ نمبر 69:

صفات کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا گمراہی ہے[11]:

اہل السنۃ والجماعۃ کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی صفات کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا گمراہی ہے مثلاً:

﴿الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى﴾

(سورۃ طٰہٰ، سورۃ نمبر 20، آیت نمبر 5:)

"جو رحمٰن ہے، عرش پر قائم ہے۔"

لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے استواء کے بارے میں کوئی سوال نہ کیا حالانکہ وہ ہم سے زیادہ علم کی جستجو رکھتے تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم استواء کے معنی سے بھی آگاہ تھے لیکن اس کی کیفیت کے بارے میں سوال کرنا درست نہیں سمجھتے تھے لہذا اگر کوئی اس سے متعلق سوال کرے گا تو وہ سوال گمراہی پر مبنی ہو گا لہذا جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ

---

[11] اسماء وصفات کے معنوں میں تدبر اور غور کرنے کے فائدے

۱۔ اللہ کا چہرہ قیامت کے دن دیکھنے کا شوق پیدا ہوتا ہے اور ایمان و عمل، دعوت، اصلاح اور صبر پر قائم رہنے کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

۲۔ دعوتی میدان میں غیر مسلم حضرات کو اللہ کا تعارف پیش کرنے میں مدد ملتی ہے۔

۳۔ مسلم اور غیر مسلم کے اندر اللہ کی عظمت کا احساس اور شعور پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ ایمان کی زیادتی اور تروتازگی نصیب ہوتی ہے۔

۵۔ اللہ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے۔

۶۔ ظاہری اور باطنی طور پر اللہ کا خوف و خشیت پیدا ہونے کا ذریعہ ہے۔

۷۔ اسماء وصفات کا صحیح علم شعور کے ساتھ عقائد، عبادات اور معاملات کے سدھار کے لیے مدد کرتا ہے۔

۸۔ آزمائشوں میں ثابت قدمی اور ظلم سے اپنے آپ کو بچانے کا احساس پیدا ہوتا ہے۔

۹۔ اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے، خوف وامید، توکل اور دیگر خصائلِ حمیدہ اور اعمالِ صالحہ پیدا ہوتے ہیں۔

۱۰۔ اللہ کی نافرمانی کرنے میں حیا آتی ہے اور اللہ کے احکام پر عمل، اس کے نفاذ کا جذبہ اور ادب پیدا ہوتا ہے۔

۱۱۔ اپنے عیبوں کی اصلاح پر نظر ہوتی

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو وہ پسینہ سے شرابور ہو گئے:

((ذَكَرَهُ عَلِيُّ بْنُ الرَّبِيعِ التَّمِيمِيُّ الْمُقْرِئُ قَالَ: ثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ أَبِي دَاوُدَ، قَالَ: ثَنَا سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ، قَالَ: ثَنَا مَهْدِيُّ بْنُ جَعْفَرٍ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ، قَالَ: " جَاءَ رَجُلٌ إِلَى مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ ، فَقَالَ: يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ ﴿الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَى﴾ [طه: ٥] كَيْفَ اسْتَوَى قَالَ: فَمَا رَأَيْتُ مَالِكًا وَجَدَ مِنْ شَيْءٍ كَمَوْجِدَتِهِ مِنْ مَقَالَتِهِ ، وَعَلَاهُ الرُّحَضَاءُ ، يَعْنِي الْعَرَقَ قَالَ: وَأَطْرَقَ الْقَوْمُ ، وَجَعَلُوا يَنْتَظِرُونَ مَا يَأْتِي مِنْهُ فِيهِ ، قَالَ: فَسُرِّيَ عَنْ مَالِكٍ ، فَقَالَ: الْكَيْفُ غَيْرُ مَعْقُولٍ وَالِاسْتِوَاءُ مِنْهُ غَيْرُ مَجْهُولٍ وَالْإِيمَانُ بِهِ وَاجِبٌ وَالسُّؤَالُ عَنْهُ بِدْعَةٌ ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ تَكُونَ ضَالًّا ، وَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ))

(اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ اللالکائی: 3/441، رقم:664، الناشر: دار الطیبہ، السعودیہ)

یعنی امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ استواء غیر مجہول ہے (یعنی کہ اس کا معنی ہمیں معلوم ہے کیونکہ ہم عربی زبان سے واقف ہیں جہاں پر (الِاسْتِوَاء) بیان کیا گیا ہے وہاں پر (عَلَی) متعدی کے ساتھ بیان کیا گیا جو علو کے معنی میں ہے لہذا استوا معلوم ہے) اور اس کی کیفیت غیر معقول ہے کیونکہ اس کو عقل سمجھ نہیں سکتی جس کیفیت کے بارے میں کوئی دلیل نہ ہو تو اس سے رک جانا چاہئے اور اس کے ظاہر پر ایمان لانا چاہئے۔

ایمان کا دوسرا رکن "فرشتوں پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 70:

ایمان کا دوسرا رکن (وَمَلَائِكَتِهِ) اللہ کے فرشتوں پر ایمان لانا

ایمان کا دوسرا رکن فرشتوں پر ایمان لانا (مَلَائِكَةِ - مَلَک بروزن فَعَلٌ) مَلَک واحد کا صیغہ ہے اور اس کی جمع مَلَائِكَة ہے تمام فرشتوں پر ایمان لانا ایمان کا حصہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 177)

"بہترین شخص وہ ہے جو اللہ تعالی پر، قیامت کے دن پر، فرشتوں پر، کتاب اللہ پر اور نبیوں پر ایمان رکھنے والا ہو۔"

پؤائنٹ نمبر 71:

فرشتے نوری اور پروں والی مخلوق ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ يَزِيدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَاءُ إِنَّ اللَّهَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ﴾

(سورۃ فاطر، سورۃ نمبر 35، آیت نمبر:1)

"اس اللہ کے لئے تمام تعریفیں سزاوار ہیں جو (ابتداءً) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا اور دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتوں کو اپنا پیغمبر (قاصد) بنانے والا ہے، مخلوق میں جو چاہے زیادتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز پر قادر ہے۔"

ابو اسحاق شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے (سورۃ النجم میں) ارشاد:

﴿عَنْ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى ﴿فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى[٩] فَأَوْحَى إِلَى عَبْدِهِ مَا أَوْحَى[١٠] ﴾

(سورۃ النجم، سورۃ نمبر 53، آیت نمبر:9-10)

"پس وہ دو کمانوں کے بقدر فاصلہ رہ گیا بلکہ اس سے بھی کم [9] پس اس نے اللہ کے بندے کو وحی پہنچائی جو بھی پہنچائی [10]۔"

((قَالَ: حَدَّثَنَا ابْنُ مَسْعُودٍ: أَنَّهُ رَأَى" جِبْرِيلَ لَهُ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ))

کے متعلق پوچھا، تو انہوں نے بیان کیا کہ ہم سے ابن مسعود نے بیان کیا تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل کو (اپنی اصلی صورت میں) دیکھا، تو ان کے چھ سو پر تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب:[7]، حدیث نمبر:3232)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((فالملائكة عالم غيبئ، خلقهم الله عز وجل من نور))

فرشتوں کا تعلق عالم غیب سے ہے اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا فرمایا ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ))

فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے، جنوں کو آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آدم کو اس چیز (مٹی) سے پیدا کیا گیا ہے جو تمہیں بتا دیا گیا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب الزہد والرقاق، باب: متفرق حدیثوں کا بیان، حدیث نمبر: 2996[7495])

پوائنٹ نمبر 72:

وہ فرشتے جن کا قرآن وحدیث میں صراحتاً ذکر موجود ہے:

1) فرشتے کھانے پینے اور حاجاتِ ضروریہ سے بھی مستثنیٰ ہیں اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے عاجزی کے ساتھ اپنا فرمانبردار بنایا ہے اور ہر ایک فرشتے کو الگ الگ ذمہ داریاں دی گئی ہیں، فرشتوں کا ذکر ہمیں قرآن وحدیث میں ملتا ہے:

2) جبریل علیہ السلام کو نبیوں اور رسولوں تک وحی پہنچانے کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

3) اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کی ذمہ داری دی گئی۔

4) میکائیل علیہ السلام کو بارش برسانے اور نباتات کی ذمہ داری دی گئی ہے۔

5) مالک علیہ السلام: قرآنِ مجید میں مالک فرشتے کا نام آیا ہے جو جہنم کا داروغہ ہے:

﴿وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُمْ مَاكِثُونَ﴾

(سورۃ الزخرف، سورۃ نمبر 43، آیت نمبر: 77)

"اور پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک! تیرا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے، وہ کہے گا کہ تمہیں تو

(ہمیشہ) رہتا ہے۔"

2) منکر نکیر: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((إِذَا قُبِرَ الْمَيِّتُ "، أَوْ قَالَ: " أَحَدُكُمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ أَسْوَدَانِ أَزْرَقَانِ، يُقَالُ لِأَحَدِهِمَا: الْمُنْكَرُ وَالْآخَرُ النَّكِيرُ))

"جب میت کو یا تم میں سے کسی کو دفنا دیا جاتا ہے تو اس کے پاس کالے رنگ کی نیلی آنکھ والے دو فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے"۔

(جامع ترمذی، کتاب الجنائز، باب: عذاب قبر کا بیان، حدیث نمبر 1071، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو "حسن" کہا ہے)

3) ہاروت وماروت:

﴿وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 102)

4) (كِرَامًا كَاتِبِينَ) اعمال لکھنے والے باعزت فرشتے۔

5) ملک الموت: (موت کا فرشتہ)

﴿قُلْ يَتَوَفَّاكُمْ مَلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ تُرْجَعُونَ﴾

(سورۃ السجدۃ، سورۃ نمبر 32، آیت نمبر: 11)

"(اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے! کہ تمہیں موت کا فرشتہ فوت کرے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے پھر تم سب اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔"

6) عزرائیل: امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((ا هُوَ الْمُتَبَادِرُ مِنْ حَدِيثِ الْبَرَاءِ الْمُتَقَدِّمِ ذِكْرُهُ فِي سُورَةِ إِبْرَاهِيمَ، وَقَدْ سُمِّيَ فِي بَعْضِ الْآثَارِ بِعِزْرَائِيلَ وَهُوَ الْمَشْهُورُ))

"اس آیت میں بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ملک الموت ایک فرشتہ کا لقب ہے براء کی وہ حدیث جس کا بیان سورۃ ابراہیم میں گزر چکا ہے اور بعض آثار میں ان کا نام عزرائیل بھی آیا ہے اور مشہور ہے۔"

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(تفسیر ابن کثیر:6/361، محقق:سامی بن محمد السلامۃ، الناشر: دار طیبہ)

نوٹ: بیشتر علمائے کرام کہتے ہیں کہ موت کے فرشتے کا نام عزرائیل ہے یہ بات قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے البتہ بعض تابعین اور تبع تابعین کا یہ قول ہے ،(واللہ اعلم)، قرآن وحدیث میں جملہ آٹھ(8) فرشتوں کے نام ہمیں ملتے ہیں: جبریل، میکائیل، اسرافیل، مالک، ہاروت ، ماروت اور حدیث میں دو فرشتوں کا نام مذکور ہے: منکر، نکیر۔

پوائنٹ نمبر 73:

دیگر ممتاز فرشتوں کا ذکر:

1) (ملک الجبال) پہاڑوں کا فرشتہ:

((فَنَادَانِي مَلَكُ الْجِبَالِ فَسَلَّمَ عَلَيَّ))

"اس کے بعد مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی، انہوں نے مجھے سلام کیا۔۔۔"

(صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب[7] حدیث نمبر:3231)

2) (ملك الأرحام) رحم مادر کا فرشتہ :

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ وَكَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَكًا))

" انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم مادر میں اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے۔۔۔۔"

(صحیح بخاری، کتاب الحیض، باب:[17] حدیث نمبر:318)

3) (ملک الرعد) بادلوں کا فرشتہ:

بعض نے اس کو "روفیل" کہتے ہیں لیکن قرآن وحدیث میں اسکا کوئی ثبوت نہیں ہے یہاں تک علمائے کرام میں سے اکثر نے اس نام کی صراحت نہیں کی۔

4) (ملائكة سياحين في الأرض) زمین پر چلنے پھرنے والے فرشتے :

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَطُوفُونَ فِي الطُّرُقِ يَلْتَمِسُونَ أَهْلَ الذِّكْرِ))

اللہ کے کچھ فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں پھرتے رہتے ہیں اور اللہ کی یاد کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الدعوات، باب: اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کی فضیلت کا بیان، حدیث نمبر 6408)

5) (ملائکة بالليل، وملائکة بالنهار) دن اور رات کے فرشتے:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَتَعَاقَبُونَ فِيكُمْ مَلَائِكَةٌ بِاللَّيْلِ، وَمَلَائِكَةٌ بِالنَّهَارِ، وَيَجْتَمِعُونَ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ، وَصَلَاةِ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَعْرُجُ الَّذِينَ بَاتُوا فِيكُمْ، فَيَسْأَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ أَعْلَمُ بِهِمْ، كَيْفَ تَرَكْتُمْ عِبَادِي؟ فَيَقُولُونَ: تَرَكْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ، وَأَتَيْنَاهُمْ وَهُمْ يُصَلُّونَ))

"تمہارے پاس رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے آگے پیچھے آتے رہتے ہیں اور نماز فجر اور نماز عصر میں جمع ہوتے ہیں پھر چڑھ جاتے ہیں وہ فرشتے جو رات کو تمہارے پاس تھے اور اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ خوب جانتا ہے کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ جب ہم نے ان کو چھوڑا جب بھی وہ نماز پڑھتے تھے (یعنی صبح کی) اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے جب بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب: صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت اور ان کی محافظت کا بیان، حدیث نمبر: 632[1432])

6) (الملائكة الحارسة) پہرہ دار فرشتے:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا))

"کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے سوائے مکہ اور مدینہ کے مکہ اور مدینہ کے ہر راستہ پر پہرہ دار فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور چوکیداری کریں گے۔"

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب: دجال کے باب میں باقی حدیثوں کا بیان، حدیث نمبر: 2943[7390])

7) (ملائكة الجمعة) جمعہ کی حاضری لکھنے والے فرشتے :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَقَفَتِ الْمَلَائِكَةُ عَلَى بَابِ الْمَسْجِدِ يَكْتُبُونَ الْأَوَّلَ فَالْأَوَّلَ، وَمَثَلُ الْمُهَجِّرِ كَمَثَلِ الَّذِي يُهْدِي بَدَنَةً ثُمَّ كَالَّذِي يُهْدِي بَقَرَةً ثُمَّ كَبْشًا ثُمَّ دَجَاجَةً ثُمَّ بَيْضَةً، فَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ طَوَوْا صُحُفَهُمْ وَيَسْتَمِعُونَ الذِّكْرَ))

"کہ جب جمعہ کا دن آتا ہے تو فرشتے مسجد کے دروازے پر آنے والوں کے نام لکھتے ہیں، سب سے پہلے آنے والا اونٹ کی قربانی دینے والے کی طرح لکھا جاتا ہے، اس کے بعد آنے والا گائے کی قربانی دینے والے کی طرح پھر مینڈھے کی قربانی کا ثواب رہتا ہے، اس کے بعد مرغی کا، اس کے بعد انڈے کا، لیکن جب امام (خطبہ دینے کے لیے) باہر آجاتا ہے تو یہ فرشتے اپنے دفاتر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجمعۃ، باب: جمعہ کے روز خطبہ کان لگا کر سننا، حدیث نمبر: 929)

8) درود پہنچانے والا فرشتہ:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((الصلاة علي، فإن الله وكل بي ملكا عند قبري، فإذا صلى علي رجل من امتي قال لي ذلك الملك: يا محمد إن فلان بن فلان صلى عليك الساعة))

"مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ اللہ تعالی نے میری قبر کے پاس ایک فرشتہ مقرر کیا ہے، جب میرا امتی مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ مجھے کہتا ہے: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! فلاں بن فلاں نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ابھی درود بھیجا ہے۔"

(سلسلہ احادیث الصحیحہ للالبانی، حدیث نمبر: 1530)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 74:

فرشتوں کی تعداد:

فرشتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور یہ تعداد صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتے ہیں، حدیث کے الفاظ ہیں کہ ساتویں آسمان پر بیت المعمور ہے وہاں پر ہر دن ستر ہزار (70،000) فرشتے داخل ہوتے فرشتوں کی تعداد اتنی ہے کہ پھر کبھی بھی کسی فرشتے کو بیت المعمور میں داخل ہونے کا نمبر نہیں آتا (صحیح بخاری: 3207) لہذا ہمیں جن فرشتوں کا علم ہے ان پر بھی ایمان لانا ہے اور جن کے بارے میں ہم نہیں جانتے ان کے اوپر بھی ایمان لانا ہے، فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ فرشتوں کے وجود کو تسلیم کیا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے لہذا فرشتوں کا انکار کرنا یا ان کو جو کچھ ذمہ داریاں دی گئی ہیں ان کا انکار کرنا کفر ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلَ عَلَى رَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي أَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا[١٣٦]﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 136)

"اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر، اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری ہے اور ان کتابوں پر جو اس سے پہلے اس نے نازل فرمائی ہیں، ایمان لاؤ! جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے فرشتوں سے اور اس کی کتابوں سے اور اس کے رسولوں سے اور قیامت کے دن سے کفر کرے وہ تو بہت بڑی دور کی گمراہی میں جا پڑا۔"

یعنی کہ ایمان والوں کو حکم دیا جا رہا ہے کہ ایمان میں پورے پورے داخل ہو جائیں تمام احکام شریعت کو اور ایمان کی تمام جزئیات کو مان لیں ان میں ایک ایمان کا جز فرشتوں پر ایمان لانا ہے۔

ایمان کا تیسرا رکن "اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 75:

ایمان کا تیسرا رکن (وَكُتُبِهِ)(اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانا)

﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَأَنْزَلَ التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ[٣] مِنْ قَبْلُ هُدًى لِلنَّاسِ وَأَنْزَلَ الْفُرْقَانَ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَاللَّهُ عَزِيزٌ ذُو انْتِقَامٍ[٤]﴾

(سورۃ آل عمران، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر: 3-4)

"جس نے آپ پر حق کے ساتھ اس کتاب کو نازل فرمایا ہے، جو اپنے سے پہلے کی تصدیق کرنے والی ہے، اسی نے اس سے پہلے تورات اور انجیل کو اتارا تھا[3] اس سے پہلے، لوگوں کو ہدایت کرنے والی بنا کر، اور قرآن بھی اسی نے اتارا، جو لوگ اللہ تعالیٰ کی آیتوں سے کفر کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اور اللہ تعالیٰ غالب ہے، بدلہ لینے والا ہے۔"

کتاب کی جمع کتب ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتب پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جن رسولوں پر کتاب نازل کی تھی ان کتابوں پر ایمان لایا جائے اور ان کتابوں کی تصدیق کی جائے اور ان کا اقرار کیا جائے ، اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ کتابوں کے بارے میں ہمیں قرآن مجید ہماری رہنمائی کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ﴾

(سورۃ الحدید، سورۃ نمبر 57، آیت نمبر: 25)

"یقیناً ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی دلیلیں دے کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان (ترازو) نازل فرمایا تاکہ لوگ عدل پر قائم رہیں اور ہم نے لوہے کو اتارا جس میں سخت ہیبت و قوت ہے اور لوگوں کے لیے اور بھی (بہت سے) فائدے ہیں اور اس لیے بھی کہ اللہ جان لے کہ اس کی اور اس کے رسولوں کی مدد

ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION

بے دیکھے کون کرتا ہے، بیشک اللہ قوت والا اور زبردست ہے۔"

پوائنٹ نمبر 76:

وہ کتب سماویہ جن کا ذکر قرآنِ مجید میں ہے:

1) تورات (موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی قرآن مجید میں تورات کا ذکر تقریباً تیس (30) مرتبہ آیا ہے،

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 44)

"ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے۔"

2) انجیل (عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی تھی اور قرآن مجید میں انجیل کا ذکر تقریبا تیرہ مرتبہ (13) آیا ہے)

نوٹ: جب ہم انجیل کا ذکر کرتے ہیں تو اس سے مراد عیسیٰ پر نازل کی گئی کتاب ہے۔ لیکن بائبل ماننے والے بعد میں بہت نسیان کا شکار ہوئے اور تحریف شدہ کتابوں کو انجیل سمجھنے لگے کرسچن کے عقائد میں انجیل متی، انجیل مرقس، انجیل لوقا اور انجیل یوحنا شامل ہے جو رفعِ عیسیٰ کے بعد لکھی گئی جن سے انجیل عیسیٰ بری ہے۔

﴿ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ﴾

(سورۃ الحدید، سورۃ نمبر 57، آیت نمبر: 27)

ان کے بعد پھر بھی ہم اپنے رسولوں کو پے درپے بھیجتے رہے اور ان کے بعد عیسیٰ بن مریم (علیہا السلام) کو بھیجا اور انہیں انجیل عطا فرمائی۔"

3) زبور (داود علیہ السلام پر نازل کی گئی اور قرآن مجید میں زبور کا ذکر تین (3) مرتبہ آیا ہے

﴿وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا﴾

(سورۃ الاسراء / بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر: 55)

"اور ہم نے دواد (علیہ السلام) کو زبور عطا کی۔"

4) صحفِ ابراہیم (ابراہیم پر نازل کردہ صحیفہ ہے جس کا قرآن مجید میں تین (3) مرتبہ ذکر آیا ہے)

﴿صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى﴾

(سورۃ الاعلی، سورۃ نمبر 87، آیت نمبر:19)

5) صحفِ موسیٰ (موسی پر نازل کردہ صحیفہ ہے جس کا قرآن مجید میں دو(2) مرتبہ ذکر آیا ہے)

﴿صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى﴾

(سورۃ الاعلی، سورۃ نمبر 87، آیت نمبر:19)

6) اور قرآنِ مجید (جو محمد ﷺ پر نازل کی گئی)

﴿وَبِالْحَقِّ أَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا مُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

(سورۃ الاسراء/بنی اسرائیل، سورۃ نمبر 17، آیت نمبر:105)

" اور ہم نے اس قرآن کو حق کے ساتھ اتارا اور یہ بھی حق کے ساتھ اترا ہم نے آپ کو صرف خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔"

اور سورہ فرقان میں ہے، تبرک الذی نزل الفرقان علی عبدہ۔

پوائنٹ نمبر 77:

صحیفہ اور کتب میں فرق:

صحیفے آسمانی کتب کا ہی حصہ ہیں اور ان میں کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ صحیفے بھی اللہ تعالی کی جانب سے رسولوں پر نازل کئے گئے تھے علمائے کرام نے صحیفہ کے دو معنی بتائے ہیں:

1) صحیفہ واحد کا صغہ ہے اور اس کی جمع صحف ہے پہلا قول یہ ہے کہ صحیفہ اس کو کہتے ہیں جس میں اقوال، احکام، حکمت اور مواعظ جمع کئے گئے ہوں اس کو صحیفہ کہا جاتا ہے۔

2) صحیفہ اس صفحہ کو کہا جاتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ کا کلام لکھا جائے، جیسا کہ ہم قرآنِ مجید کے بارے کہتے ہیں مصحف مدینہ یا مصحف مکہ، تو اس سے مراد قرآنِ مجید ہی ہوتا ہے۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ الْحَسَنُ: إِنّ هَذَا لَفِي الصُحُفِ الْأُولى قَالَ: كُتُبُ اللهِ جَلّ ثَنَاؤُهُ كُلُهَا))

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام کتابیں اس سے مراد ہیں۔

((وَقَالَ والضحاك: إِنّ هَذَا الْقُرْآنَ لَفِي الصُحُفِ الْأُولَى، أَيِ الْكُتُبِ الْأُولَى))

امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ قرآن مجید گزشتہ صحیفوں (کتابوں) میں بھی ہے۔

(جامع احکام القرآن (تفسیر قرطبی):20/24، الناشر دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَالَ عِكْرِمَةُ وَالسُّدِّيُّ: هَذِهِ السُّورَةُ فِي صُحُفِ إبراهيم وموسى))

عکرمہ اور سُدی رحمۃ اللہ علیہما کا یہ قول ہے کہ سورۃ الاعلیٰ صحف ابراہیم و موسیٰ میں بھی تھی۔

(الم التنزیل فی تفسیر القرآن (تفسیر البغوی):5/243، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

الغرض سابقہ تمام کتب پر ایمان اور منجانب اللہ ہونے کا اقرار کرنا اور یہ ایمان رکھنا کہ یہ تمام کتب اللہ تعالیٰ کا کلام ہیں مخلوق نہیں البتہ قرآن مجید اور دیگر کتب سماویہ پر ایمان لانے میں بنیادی فرق یہ ہے کہ قرآن مجید کے ہر ہر لفظ پر ایمان لانا واجب ہے چاہے ان کا تعلق گزشتہ واقعات سے ہو یا مستقبل کی پیشینگوئی ہو قیامت کا تذکرہ ہو یا جنت اور جہنم کا تذکرہ ہو ان تما چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے اور دیگر کتب پر صرف اجمالاً ایمان لانا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿قُلْ آمَنْتُ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ مِنْ كِتَابٍ﴾

(سورۃ الشوریٰ، سورۃ نمبر 42، آیت نمبر:15)

"اور (اے نبی ﷺ) کہہ دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں میرا ان پر ایمان ہے۔"

پوائنٹ نمبر 78:

وہ چیزیں جو کتب سماویہ پر ایمان لانے میں شامل ہیں:

1) ان کتابوں پر خصوصیت کے ساتھ ایمان رکھنا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں کیا ہے۔

2) اس بات پر ایمان لانا کہ تمام کتب سماویہ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی گئی ہیں۔

1. اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید کے نزول کے ذریعے سے سابقہ کتب اللہ تعالی کی طرف سے منسوخ ہیں، اس بنیاد پر سابقہ کتابوں کے کسی بھی حکم پر عمل اسی وقت ہو گا جب کہ وہ صحیح طور پر ثابت ہو اور قرآن نے ان احکامات کو بر قرار رکھا ہو جیسا کہ قرآن مجید ہے:

﴿وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ﴾

(سورۃ المائدہ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 48)

"اور ہم نے آپ (ﷺ) کی طرف حق کے ساتھ یہ کتاب نازل فرمائی ہے جو اپنے سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی ہے اور ان پر گواہ ہے، اس لئے آپ (ﷺ) ان کے آپس کے معاملات میں اسی اللہ کی اتاری ہوئی کتاب کے ساتھ حکم کیجیے۔"

4) تورات اور انجیل میں محمد ﷺ کا ذکر ہے

5) اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید اور تمام سابقہ کتب اللہ تعالی کا کلام ہے مخلوق نہیں اور جو کوئی قرآن کو مخلوق کہتا ہے دین سے باہر ہے۔

6) اس بات پر ایمان رکھنا کہ تمام کتب اللہ تعالیٰ کا حقیقی کلام ہے جیسے اس کے شان کے لائق ہے اللہ تعالیٰ اس طرح سے کلام کرتا ہے یعنی کہ کلام معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول ہے۔

7) یہ ایمان رکھنا کہ تمام کتابوں میں ایک اللہ کی عبادت کی دعوت دی گئی ہے۔

8) اس بات پر ایمان رکھنا تمام کتابیں ایک دوسرے کی تصدیق کرتی ہیں اور ایک دوسرے سے ٹکراتی نہیں ہے اور تمام کتب کا دعوتی محور ایک ہے اور وہ ہے توحید اور شرک کی نفی۔

9) اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآنِ مجید کے بعد وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ قرآن اور صحیح اَحادیث اللہ کی طرف سے

AskIslamPedia
Free Online Islamic Encyclopedia

وحی ہے (ان ھو الا وحی یوحی)

10) اس بات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید محفوظ ہے اور اللہ تعالیٰ خصوصیت کے ساتھ قرآن مجید کی حفاظت کی ذمہ داری لی ہے اور حدیث بھی محفوظ ہے

﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ﴾

(سورۃ الحجر، سورۃ نمبر 15، آیت نمبر:9)

"ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

11) اور دیگر کتب تحریف ہو چکی ہے بدل دی گئی ہیں جیسا کہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں :

﴿أَفَتَطْمَعُونَ أَنْ يُؤْمِنُوا لَكُمْ وَقَدْ كَانَ فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَسْمَعُونَ كَلَامَ اللَّهِ ثُمَّ يُحَرِّفُونَهُ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوهُ وَهُمْ يَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:75)

"(اے مسلمانو!) کیا تمہاری خواہش ہے کہ یہ لوگ ایماندار بن جائیں، حالانکہ ان میں ایسے لوگ بھی جو کلام اللہ کو سن کر، عقل و علم والے ہوتے ہوئے، پھر بھی بدل ڈالا کرتے ہیں۔"

12) قرآن مجید اور صحیح اَحادیث پر رضا اور رغبت کے ساتھ عمل کرنا

13) یہ ایمان رکھنا کہ نزول کے اعتبار سے قرآن مجید کتب ساویہ میں سب سے آخری کتاب ہے۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 79:

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتب پر ایمان لانے کے فائدے:

1) ﴿ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِلْمُتَّقِينَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر:2)

"اس کتاب (کے اللہ کی کتاب ہونے) میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کو راہ دکھانے والی ہے۔"

2) ﴿وَلِكُلٍّ دَرَجَاتٌ مِمَّا عَمِلُوا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا يَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر:132)

"ور ہر ایک کے لئے ان کے اعمال کے سبب درجے ملیں گے اور آپ کا رب ان کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔"

3) ﴿فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر: 157)

"سو جو لوگ اس نبی پر ایمان لاتے ہیں اور ان کی حمایت کرتے ہیں اور ان کی مدد کرتے ہیں اور اس نور (کتاب) کا اتباع کرتے ہیں جو ان کے ساتھ بھیجا گیا ہے، ایسے لوگ پوری فلاح پانے والے ہیں۔"

4) ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر: 97)

"جو شخص نیک عمل کرے مرد ہو یا عورت، لیکن باایمان ہو تو ہم اسے یقیناً نہایت بہتر زندگی عطا فرمائیں گے اور ان کے نیک اعمال کا بہتر بدلہ بھی انہیں ضرور ضرور دیں گے۔"

5) ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَآمَنُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ وَهُوَ الْحَقُّ مِنْ رَبِّهِمْ كَفَّرَ عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ وَأَصْلَحَ بَالَهُمْ﴾

(سورۃ محمد، سورۃ نمبر 47، آیت نمبر: 2)

"اور جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کیے اور اس پر بھی ایمان لائے جو محمد (ﷺ) پر اتاری گئی ہے اور دراصل ان کے رب کی طرف سے سچا (دین) بھی وہی ہے، اللہ نے ان کے گناہ دور کر دیئے اور ان کے حال کی اصلاح کر دی۔"

6) ﴿تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْحَكِيمِ[٢] هُدًى وَرَحْمَةً لِلْمُحْسِنِينَ[٣]﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر: 2-3)

"یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں [2] جو نیکو کاروں کے لئے رہبر اور (سراسر) رحمت ہے۔"

7) ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((وَمُؤْمِنُ أَهْلِ الْكِتَابِ الَّذِي كَانَ مُؤْمِنًا ثُمَّ آمَنَ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَهُ أَجْرَانِ))

"دوسرا وہ مومن جو اہل کتاب میں سے ہو کہ پہلے (اپنے نبی پر ایمان لایا تھا) پھر نبی کریم ﷺ پر بھی ایمان لایا تو اسے بھی دہرا اجر ملے گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب: یہود یا نصاریٰ مسلمان ہو جائیں تو ان کے ثواب کا بیان، حدیث نمبر: 3011)

اللہ نے کتنی کتابیں نازل فرمائی اس کا ہمیں علم نہیں لیکن ہم صرف ان کتابوں کو جانتے ہیں جس کا ذکر قرآنِ مجید میں کیا گیا ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابوں پر ایمان کا مطلب یہی ہے کہ جن کتابوں کو ہم جانتے ہیں ان پر ایمان لاتے ہیں اور جن کتابوں کا ہمیں علم نہیں اور جن کے نام ہم نہیں جانتے ان پر بھی اجمالاً ایمان رکھنا لازم ہے۔

ایمان کا چوتھا رکن "رسولوں پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 80:

ایمان کا چوتھا رکن (وَرُسُلِهِ) رسولوں پر ایمان لانا

ایمان کا چوتھا رکن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے بھی رسول بھیجے گئے ہیں ان تمام پر ایمان لانا ہے کہ ان تمام پر اللہ تعالیٰ کی جانب سے وحی نازل کی جاتی تھی اور یہ کہ زبان سے اس بات کا اقرار کرنا اور دل سے اس کی تصدیق کرنا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کی رہنمائی کے لیے انسانوں میں سے رسولوں کو مبعوث فرمایا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ بَصِيرٌ﴾

(سورۃ الحج، سورۃ نمبر 22، آیت نمبر: 75)

"اللہ تعالیٰ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسولوں کو چن لیتا ہے بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔"

پوائنٹ نمبر 81:

نوح علیہ السلام سب سے پہلے رسول تھے:

﴿إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر:163)

"یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح() اور ان کے بعد والے نبیوں کی طرف کی، اور ہم نے وحی کی۔"

پوائنٹ نمبر 82:

نبی اور رسول میں فرق:

نبی (نباء) سے ماخوذ ہے بمعنی: بڑی خبر، عظیم خبر۔

اور رسول (ارسال) سے ماخوذ ہے بمعنی: بھیجنا۔

علماء کرام نے ان الفاظ میں پائے جانے والے فرق کے بہت سارے معنی بیان کیئے ہیں۔

امام ابن ابی العز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک قول: ذکر کیا ہے

((وَقَدْ ذَكَرُوا فُرُوقًا بَيْنَ النَّبِيِّ وَالرَّسُولِ، وَأَحْسَنُهَا: أَنَّ مَنْ نَبَّأَهُ اللَّهُ بِخَبَرِ السَّمَاءِ، إِنْ أَمَرَهُ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْرَهُ، فَهُوَ نَبِيٌّ رَسُولٌ، وَإِنْ لَمْ يَأْمُرْهُ أَنْ يُبَلِّغَ غَيْرَهُ، فَهُوَ نَبِيٌّ وَلَيْسَ بِرَسُولٍ))

نبی اور رسول کے فرق کو بہت سارے معنوں میں بیان کیا جاتا ہے لیکن سب سے اچھا اور بہتر مراد یہ ہے کہ رسول وہ ہوتا ہے جس پر آسمانی کتاب نازل ہوتی ہے اور اس رسول کو یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکامات اور خبروں کو پہنچائے لہذا اس کام کو سرانجام دینے والا شخص نبی اور رسول کہلاتا ہے اور نبی وہ ہوتا ہے جس پر یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی کہ وہ اللہ کے دین کو لوگوں تک پہنچائے چنانچہ وہ نبی ہے رسول نہیں (اور تمام رسول نبی ہیں لیکن ہر نبی رسول نہیں ہے)

(شرح العقیدہ الطحاویۃ لابن ابی العز، صفحہ:158، "وجوب الإيمان بنبوة الرسول صلى الله عليه وسلم

ورسالتہ" الناشر: دارالسلام)

- رسول وہ ہوتا ہے جس کی طرف شریعت نازل ہوتی ہے اور اس کو تبلیغ کا حکم ہوتا ہے۔
- نبی وہ ہوتا ہے جس کی طرف شریعت نازل ہوتی ہے اور اس کو تبلیغ کا حکم نہیں ہوتا۔

یہ معنی درست نہیں ہے کیونکہ نبی کا یہ منصب ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کے دین دعوت دے اور تبلیغ کرے لہذا یہ معنی درست نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:44)

"ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے، یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیا (علیہم السلام) اور اہل اللہ اور علما فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ اس پر اقراری گواہ تھے۔"

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الصواب أن الرسول هو من أرسل إلى قوم كفار مكذبين ، والنبي من أرسل إلى قوم مؤمنين بشريعة رسول قبله يعلمهم ويحكم بينهم))

(نبی اور رسول کے فرق کا) صحیح معنی یہ ہے یہ رسول وہ ہوتا جو کفار اور جھٹلانے والوں کی طرف بھیجا جائے اور نبی وہ ہوتا ہے جو ایک ایسی قوم کی طرف بھیجا جاتا ہے جو قوم اس نبی کے آنے سے پہلے کسی رسول کی شریعت پر ہوں تو وہ نبی اس قوم کو دین سکھائے اور اس دین کے مطابق ان کے درمیان فیصلے کرے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَا التَّوْرَاةَ فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

شُهَدَاءَ ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر: 44)

"ہم نے تورات نازل فرمائی ہے جس میں ہدایت و نور ہے، یہودیوں میں اسی تورات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ماننے والے انبیا (علیہم السلام) اور اہل اللہ اور علما فیصلے کرتے تھے کیونکہ انہیں اللہ کی اس کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا، اور وہ اس پر اقراری گواہ تھے۔"

((فأنبياء بني اسرائيل يحكمون بالتوراة التي أنزل الله على موسى))

لہذا انبیائے بنی اسرائیل تورات کے ذریعے سے فیصلے کیا کرتے تھے جو موسیٰ پر نازل کی گئی تھی۔

(النبوات لابن تیمیہ، صفحہ 278)

اہل علم نے کہا کہ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا بیان کردہ معنی راجح ہے اور درست ہے چونکہ نبی اور رسول دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں اور رسول ایک نئی شریعت کے ساتھ بھیجا جاتا ہے جبکہ نبی سابقہ رسول کی شریعت پر بھیجا جاتا ہے نبی اور رسول دونوں کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو لوگوں تک پہنچائے۔

نوٹ: علماء نے یہ وضاحت کی ہے کہ رسول کیلئے نئی شریعت لانا شرط نہیں کیونکہ اسماعیل کو رسول اور نبی کہا گیا جبکہ آپ کو نئی کتاب یا شریعت دی گئی ہو اس کی کوئی دلیل نہیں سورہ مریم میں ہے کہ (وكان رسولا نبيا)

نوٹ: ملعون زمانہ غلام احمد قادیانی کے ماننے والے اس بات کو منوانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں کہ نبی اور رسول اپنا من گھڑت معنی بتائیں کیونکہ اس سے ان کے مذہب کی تائید ہوتی ہے ہم اوپر نبی اور رسول کا فرق واضح کر چکے ہیں اور امام ابن تیمیہ کا صحیح ترین معنی بھی بیان کر چکے ہیں۔

نوٹ رسول کے لئے نبی بننا لازم ہے جب نبی کا سلسلہ ختم ہو گیا تو اسکا لازمی مطلب ہے کہ رسول کا سلسلہ بھی ختم، محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

پوائنٹ نمبر :83

سب سے اخری نبی خاتم النبیین محمد صلی اللہ علیہ وسلم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس بات پر بھی ایمان لانا فرض ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ

ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا﴾

(سورۃ الاحزاب، سورۃ نمبر 33، آیت نمبر:40)

"(لوگو) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ محمد (ﷺ) نہیں لیکن آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور تمام نبیوں کے ختم کرنے والے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا (بخوبی) جاننے والا ہے۔"

پوائنٹ نمبر 84:

انبیاء کی تعداد اور قرآن مجید میں ذکر کیے گئے انبیائے کرام کے نام:

انبیائے کرام کی تعداد میں بہت اختلاف ہے بعض روایات میں انبیاء کی تعداد تین ہزار (3000) بتائی گئی ہے اور بعض روایات میں آٹھ ہزار (8000) کی تعداد بتائی گئی ہے اور بعض روایات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار (124000) کی تعداد بھی بتائی گئی ہے اور رسولوں کی تعداد کے بارے میں بعض روایات میں تین سو تیرہ (313) کی تعداد بتائی گئی اور بعض میں تین سو پندرہ (315) کی تعداد بتائی گئی ہے:

((وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ أَيُّ الْأَنْبِيَاءِ كَانَ أَوَّلَ؟ قَالَ: «آدَمُ» . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ وَنَبِيٌّ كَانَ؟ قَالَ: «نَعَمْ نَبِيٌّ مُكَلَّمٌ» . قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ كم الْمُرْسَلُونَ؟ قَالَ: «ثَلَاثِمِائَةٍ وبضع عشر جماً غفيراً»وَفِي رِوَايَةٍ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ أَبُو ذَرٍّ: قُلْتُ يَا رَسُولَ اللهِ كَمْ وَفَاءُ عِدَّةِ الْأَنْبِيَاءِ؟ قَالَ: «مِائَةُ أَلْفٍ وَأَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ أَلْفًا الرُّسُلُ مِنْ ذَلِكَ ثَلَاثُمِائَةٍ وَخَمْسَةَ عَشَرَ جَمًّا غَفِيرًا))

"ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ انبیاء میں سب سے پہلے کون سے نبی ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ سب سے پہلے آدم ہیں میں نے پوچھا کیا وہ نبی تھے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں وہ کلام کئے گئے نبی ہیں، پھر میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ رسول کتنے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تین سو دس سے زیادہ ہیں، بڑی تعداد ہے۔"

AskIslamPedia
Gateway for Islamic Information
Free Online Islamic Encyclopedia

اور ایک روایت ہے جو کو ابو امامہ (تابعی) نے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ انبیائے کرام کی تعداد کتنی ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ہیں اور ان میں سے تین سو پندرہ رسول ہیں یہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔

(مشکاۃ المصابیح للخطیب التبریزی:3/599، باب بدء الخلق وذكر الأنبياء عليهم الصلاة والسلام، الفصل الثالث، حدیث نمبر:5737، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے)

تاہم شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((أما آدم فقد ثبتت نبوته قبل ذلك عليه الصلاة والسلام بدلائل أخرى. وجاء في حديث أبي ذر عن أبي حاتم بن حبان وغيره أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرسل وعن الأنبياء فقال النبي صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء مائة وأربعة وعشرون ألفا والرسل ثلاثمائة وثلاثة عشر» وفي رواية أبي أمامة «ثلاثمائة وخمسة عشر» ولكنهما حديثان ضعيفان عند أهل العلم، ولهما شواهد ولكنها ضعيفة أيضا، كما ذكرنا آنفا، وفي بعضها أنه قال عليه الصلاة والسلام «ألف نبي فأكثر» وفي بعضها «أن الأنبياء ثلاثة آلاف» وجميع الأحاديث في هذا الباب ضعيفة، بل عد ابن الجوزي حديث أبي ذر من الموضوعات" [مجموع فتاویٰ ومقالات متنوعة لابن باز:٢/٦٦،توحيد المرسلين وما يضاده من الكفر والشرك،الناشر: رئاسة إدارة البحوث العلمية والإفتاء بالمملكة العربية السعودية]))

چنانچہ علمائے کرام کہتے ہیں کہ تعداد نہ دیکھی جائے بلکہ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء اور رسول بھیجے ہیں ان تمام پر ایمان لانا فرض ہے، جن انبیاء اور رسول کا نام کے ساتھ ہمیں ذکر نہیں معلوم مجمل ایمان لائیں گے اور جہاں تفصیلات معلوم ہیں وہاں مفصل ایمان لائیں گے جیسا کہ قرآن میں ہے(ورسلا قد قصصناهم عليك من

قبل ورسلا لم نقصصهم عليك)

لہٰذا جن انبیائے کرام کا ناموں کے ساتھ قرآنِ مجید میں ذکر آیا ہے ان کی تعداد 25 ہے سورۃ الانعام میں ایک ساتھ اٹھارہ(18)انبیائے کرام کا تذکرہ ہے اور دیگر سات انبیائے کرام کا ذکر الگ الگ آیات میں موجود ہے۔

پوائنٹ نمبر 85:

قرآن میں 25 انبیاء کا ذکر:

(1) قرآن مجید میں آدم علیہ السلام کا ذکر:

﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَى آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ﴾

(سورۃ، سورۃ نمبر 3، آیت نمبر:33)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام جہان کے لوگوں میں سے آدم 1(علیہ السلام) کو اور نوح 2(علیہ السلام) کو، ابراہیم 3(علیہ السلام) کے خاندان اور عمران کے خاندان کو منتخب فرمالیا۔"

(2) قرآن مجید میں ادریس علیہ السلام کا ذکر

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾

(سورۃ، سورۃ نمبر 19، آیت نمبر:56)

"اور اس کتاب میں ادریس 4(علیہ السلام) کا بھی ذکر کر، وہ بھی نیک کردار پیغمبر تھا۔"

(3) قرآن مجید میں ہود علیہ السلام کا ذکر

﴿وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر:65)

"اور ہم نے قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود 5(علیہ السلام) کو بھیجا۔"

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

(4) قرآن مجید میں صالح علیہ السلام کا ذکر

﴿وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر: 73)

"اور ہم نے ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح 6 (علیہ السلام) کو بھیجا۔"

(5) قرآن مجید میں شعیب علیہ السلام کا ذکر

﴿وَإِلَى مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا﴾

(سورۃ الاعراف، سورۃ نمبر 7، آیت نمبر: 85)

"اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب 7 (علیہ السلام) کو بھیجا۔"

(6) قرآن مجید میں ذوالکفل علیہ السلام کا ذکر

﴿وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ﴾

(سورۃ ص، سورۃ نمبر 38، آیت نمبر: 48)

"اسماعیل، یسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا بھی ذکر کر دیجیے، یہ سب بہترین لوگ تھے۔"

(7 تا 24) قرآنِ مجید میں ایک جگہ پر اٹھارہ انبیائے کرام علیہم السلام کا ذکر:

﴿وَتِلْكَ حُجَّتُنَا آتَيْنَاهَا إِبْرَاهِيمَ عَلَى قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَشَاءُ إِنَّ رَبَّكَ حَكِيمٌ عَلِيمٌ[٨٣] وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ دَاوُودَ وَسُلَيْمَانَ وَأَيُّوبَ وَيُوسُفَ وَمُوسَى وَهَارُونَ وَكَذَلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ[٨٤] وَزَكَرِيَّا وَيَحْيَى وَعِيسَى وَإِلْيَاسَ كُلٌّ مِنَ الصَّالِحِينَ[٨٥] وَإِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَيُونُسَ وَلُوطًا وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعَالَمِينَ[٨٦]﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر: 83-86)

"اور یہ ہماری حجت تھی وہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو ان کی قوم کے مقابلے میں دی تھی ہم جس کو چاہتے ہیں مرتبوں میں بڑھا دیتے ہیں۔ بے شک آپ کا رب بڑا حکمت والا بڑا علم والا ہے [83] اور ہم نے ان کو اسحاق 8 (علیہ السلام) دیا اور یعقوب 9 (علیہ السلام) ہر ایک کو ہم نے ہدایت کی اور پہلے زمانہ میں ہم نے نوح 10 (علیہ السلام)

کو ہدایت کی اور ان کی اولاد میں سے داؤد 11 (علیہ السلام) کو اور سلیمان 12 (علیہ السلام) کو اور ایوب 13 (علیہ السلام) کو اور یوسف 14 (علیہ السلام) کو اور موسیٰ 15 (علیہ السلام) کو اور ہارون 16 (علیہ السلام) کو اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں [84] اور (نیز) زکریا 17 (علیہ السلام) کو اور یحیٰ 18 (علیہ السلام) کو اور عیسیٰ 19 (علیہ السلام) کو اور الیاس 20 (علیہ السلام) کو، سب نیک لوگوں میں سے تھے [85] اور نیز اسماعیل 21 (علیہ السلام) کو اور یسع 22 (علیہ السلام) کو اور یونس 23 (علیہ السلام) کو اور لوط 24 (علیہ السلام) کو اور ہر ایک کو تمام جہان والوں پر ہم نے فضیلت دی [86]۔"

(25) خاتم النبیین محمد ﷺ:

﴿مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾

(سورۃ الفتح، سورۃ نمبر 48، آیت نمبر: 29)

"محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحم دل ہیں۔"

پوائنٹ نمبر 86:

اولوالعزم انبیاء:

﴿فَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ أُولُو الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ﴾

(سورۃ الاحقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر: 35)

"پس (اے نبی ﷺ!) آپ ایسا صبر کرو جیسا صبر الوالعزم (عالی ہمت) رسولوں نے کیا۔"

علمائے اکرام کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں مذکورہ پچیس انبیائے کرام میں کچھ انبیائے کرام اولوالعزم انبیاء ہیں اس میں سب سے بہترین قول عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہے امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَيْضًا: كُلُّ الرُّسُلِ كَانُوا أُولِي عَزْمٍ. وَاخْتَارَهُ عَلِيُّ بْنُ مَهْدِيٍّ الطَّبَرِيُّ، قَالَ: وَإِنَّمَا دَخَلَتْ "مِنْ" لِلتَّجْنِيسِ لَا لِلتَّبْعِيضِ))

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تمام رسول اولوالعزم ہیں اس قول کو علی بن مہدی طبری نے اختیار کیا ہے اولوالعزم کہنے سے مراد یہ ہے کہ یہ کہنا جنس میں داخل ہے اس میں بعض انبیاء مراد نہیں۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ الوالعزم انبیاء پانچ ہیں:

((قَالَ مُجَاهِدٌ: هُمْ خَمْسَةٌ: نُوحٌ، وَإِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَعِيسَى، وَمُحَمَّدٌ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَهُمْ أَصْحَابُ الشَّرَائِعِ))

نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ پانچوں انبیائے کرام صاحبِ شریعت تھے۔

امام ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اولوالعزم انبیاء چار تھے:

((أُولِي الْعَزْمِ: نُوحٌ، وَهُودٌ، وَإِبْرَاهِيمُ. فَأَمَرَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ نَبِيَّهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ أَنْ يَكُونَ رَابِعَهُمْ))

نوح، ابراہیم، ہود اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یہ چوتھے یہ سب انبیائے کرام تھے۔

امام السدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اولوالعزم انبیاء چھ ہیں:

((وَقَالَ السُّدِّيُّ: هُمْ سِتَّةٌ: إِبْرَاهِيمُ، وَمُوسَى، وَدَاوُدُ، وَسُلَيْمَانُ، وَعِيسَى، وَمُحَمَّدٌ، صَلَوَاتُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَجْمَعِينَ))

، ابراہیم، موسیٰ، داود، سلیمان، عیسیٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

مقاتل بن حیان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اولوالعزم انبیاء چھ ہیں:

((وَقَالَ مُقَاتِلٌ: هُمْ سِتَّةٌ: نُوحٌ صَبَرَ عَلَى أَذَى قَوْمِهِ مُدَّةً. وَإِبْرَاهِيمُ صَبَرَ عَلَى النَّارِ. وَ اِسْمَاعِيل صَبَرَ عَلَى الذَّبْحِ. وَيَعْقُوبُ صَبَرَ عَلَى فَقْدِ الْوَلَدِ وَذَهَابِ الْبَصَرِ. وَيُوسُفُ صَبَرَ عَلَى الْبِئْرِ وَالسِّجْنِ. وَأَيُّوبُ صَبَرَ عَلَى الضُّرِّ))

1) نوح کا اولوالعزم یہ کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کی دی گئی اذیتوں پر صبر کیا لمبی مدت تک۔

2) ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے صبر کا مظاہرہ کیا۔

3) اسماعیل علیہ السلام سے جب یہ کہا گیا کہ وہ اللہ کی راہ میں ذبح ہو جائیں تو انہوں اس حکمِ ذبح پر صبر کیا۔

4) یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کی گمشدی سن کر اور اپنے آنکھوں کی بینائی جانے پر صبر کیا۔

5) یوسف علیہ السلام کو جب کوئیں ڈال دیا گیا اور اس کے بعد قید خانے میں بھیج دیا گیا تو اس پر آپ نے صبر کیا۔

6) ایوب علیہ السلام نے اپنی بیماری پر ایک عرصہ دراز صبر کیا۔

امام ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ: إِنّ مِنْهُمْ إِسْمَاعِيلَ وَيَعْقُوبَ وَأَيُّوبَ، وَلَيْسَ مِنْهُمْ يُونُسُ وَلَا سُلَيْمَانُ وَلَا آدَمُ))

اولوالعزم انبیاء میں اسماعیل، یعقوب اور ایوب شامل ہیں اور یونس، سلیمان اور آدم اولوالعزم انبیاء میں شامل نہیں ہیں۔

(جامع احکام القرآن (تفسیر قرطبی): 16/220، طبع دارالکتب المصریۃ، القاہرۃ)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قال تبارك وتعالى آمِرًا رَسُولَهُ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ بِالصّبْرِ عَلَى تَكْذِيبِ مَنْ كَذّبَهُ مِنْ قَوْمِهِ: فَاصْبِرْ كَما صَبَرَ أُولُوا الْعَزْمِ مِنَ الرُّسُلِ أَيْ عَلَى تَكْذِيبِ قَوْمِهِمْ لَهُمْ. وَقَدِ اخْتَلَفُوا فِي تَعْدَادِ أُولِي الْعَزْمِ عَلَى أَقْوَالٍ وَأَشْهَرُهَا أَنّهُمْ نُوحٌ وَإِبْرَاهِيمُ وَمُوسَى وعيسى وخاتم الأنبياء مُحَمّدٌ صَلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ، قَدْ نَصّ الله تعالى عَلَى أَسْمَائِهِمْ مِنْ بَيْنِ الْأَنْبِيَاءِ فِي آيَتَيْنِ من سورتي الأحزاب والشورى، وَقَدْ يُحْتَمَلُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِأُولِي الْعَزْمِ جميع الرسل فتكون (مِنْ) فِي قَوْلِهِ مِنَ الرُّسُلِ لِبَيَانِ الْجِنْسِ، وَاللهُ أَعْلَمُ))

پھر اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو صبر کا حکم دے رہے ہیں دے رہا ہے کہ آپ ﷺ کی قوم نے اگر آپ ﷺ کو جھٹلایا، اگلے اولوالعزم پیغمبروں نے اپنی قوم کی تکذیب پر جیسے صبر کیا ویسا، اولوالعزم کی تعداد میں اختلاف ہے، ان رسولوں کے نام یہ ہیں نوح، ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ، اور خاتم الانبیا محمد ﷺ، انبیائے کرام علیہم السلام کے بیان میں ان کے نام خصوصیت سے سورۃ الاحزاب اور سورۃ شوریٰ میں مذکور ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اولوالعزم رسول سے مراد تمام پیغمبر ہوں تو (مِنَ الرُّسُلِ) کا (مِنْ) بیان جنس کے لیے ہوگا۔ واللہ اعلم

(تفسیر ابن کثیر: 7/282، طبع دار الکتب العلمیۃ)

پوائنٹ نمبر 87:

اولو العزم انبیاء میں سے دو افضل انبیاء کا ذکر:

اولو العزم انبیائے کرام میں سب سے افضل دو انبیائے کرام ہیں: ابو الانبیاء ابراہیم علیہ السلام اور امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء رسل میں سب سے افضل و اعلی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی ہے جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں, ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَأَوَّلُ مَنْ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ، وَأَوَّلُ شَافِعٍ، وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ))

"قیامت کے دن تمام بنی نوعِ آدم کا میں سردار ہوں گا، سب سے پہلے قبر میں نکلوں گا، سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفضائل، باب: تمام مخلوقات سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ زیادہ ہونا، حدیث نمبر: 2278([5940]

پوائنٹ نمبر 88:

کیا جنات کی نسل میں بھی کوئی نبی ہے؟

اس مسئلے میں بعض کا اختلاف ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ جنات میں سے کوئی نبی نہیں ہے ان کے دلائل درجِ ذیل ہیں:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ إِلَّا رِجَالًا نُوحِي إِلَيْهِمْ مِنْ أَهْلِ الْقُرَى﴾

(سورۃ یوسف، سورۃ نمبر 12، آیت نمبر: 109)

"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے پہلے ہم نے بستی والوں میں جتنے رسول بھیجے ہیں سب مرد ہی تھے جن کی طرف ہم وحی نازل فرماتے گئے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانوں اور جنوں دونوں کے لیے مبعوث کیا گیا تھا جہاں تک جنوں میں انبیاء کی بعثت کی بات ہے

تو جنوں میں سے کوئی بھی نبی نہیں ہے البتہ جنوں میں نُذر (ڈرانے والا) ہوا کرتے ہیں جیسا قرآن میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَإِذْ صَرَفْنَا إِلَيْكَ نَفَرًا مِنَ الْجِنِّ يَسْتَمِعُونَ الْقُرْآنَ فَلَمَّا حَضَرُوهُ قَالُوا أَنْصِتُوا فَلَمَّا قُضِيَ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ﴾

(سورۃ الاحقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر:29)

"اور یاد کرو! جبکہ ہم نے جنوں کی ایک جماعت کو تیری طرف متوجہ کیا کہ وہ قرآن سنیں، پس جب (نبی کے) پاس پہنچ گئے تو (ایک دوسرے سے) کہنے لگے خاموش ہو جاؤ، پھر جب پڑھ کر ختم ہو گیا تو اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لئے واپس لوٹ گئے۔"

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((واختلفوا في الرسالة إلى الجن على أربعة اقوال))

اس بات میں اختلاف ہے کہ جنوں کی طرف رسول بھیجے جاتے تھے اس بارے میں چار اقوال ہیں:

1) پہلا قول:((أحدها: أن الرسل كانت تبعث إلى الإنس خاصة، وأن الله تعالى بعث محمّدا صلى الله عليه وسلم إلى الإنس والجن، رواه أبو صالح عن ابن عباس))

یعنی کہ خصوصیت کے ساتھ بنی نوعِ انسان کی رہنمائی کے لیے رسول بھیجے گئے البتہ رسول اللہ ﷺ کو انسانوں اور جنوں تمام کے لیے بھیجا گیا اس کو ابو صالح نے عبد اللہ ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

2) دوسرا قول:((والثاني: أن رسل الجن، هم الذين سمعوا القرآن، فولوا إلى قومهم منذرين، روي عن ابن عباس أيضاً. وقال مجاهد: الرسل من الإنس، والنذر من الجن، وهم قوم يسمعون كلام الرسل، فيبلِّغون الجن ما سمعوا))

یعنی کہ جنوں میں سے ان کو بھیجا گیا جنھوں نے قرآن سنا تھا لہذا وہ اپنی قوم کی طرف نُذر ڈرانے والے ہوئے جیسا کہ ابن عباس سے مروی ہے، امام مجاہد کہتے ہیں کہ انسانوں کی طرف رسول بھیجے گئے اور جنوں کی طرف ڈرانے والے بھیجے گئے چنانچہ جنوں میں یہ وہ لوگ ہیں جو رسول (ﷺ) سے اللہ تعالیٰ کا کلام سنتے ہیں، لہذا

جنوں نے جو کچھ سنا اس کو بیان کر دیا۔

3) تیسرا قول:((والثالث: أن الله تعالى بعث إليهم رسلاً منهم، كما بعث إلى الإنس رسلاً منهم، قاله الضحاك ومقاتل وأبو سليمان،))

ضحاک، مقاتل اور ابو سلیمان کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ ان (جنوں) کی طرف اسی طرح رسول بھیجتا ہے جیسا کہ انسانوں کی طرف بھیجتا ہے۔

٤) چوتھا قول:((والرابع: أن الله تعالى لم يبعث إليهم رسلاً منهم وإنما جاءتهم رسل الإنس، قاله ابن جريج والفراء والزجاج))

ابن جریج، فراء اور زجاج کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جنوں کے لیے جنوں میں سے رسول نہیں بھیجے بلکہ جنوں کے پاس بھی انسانوں میں بھیجے گئے رسول ہی آتے رہے۔

(زاد المسیر فی علم التفسیر:2/78-79،الناشر: دار الکتاب العربی، بیروت)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَدِ اسْتُدِلَّ بِهَذِهِ الْآيَةِ عَلَى أَنَّهُ فِي الْجِنِّ نُذُرٌ وَلَيْسَ فِيهِمْ رُسُلٌ، وَلَا شَكَّ أَنَّ الْجِنَّ لَمْ يبعث الله منهم رسولا))

اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ جنات میں بھی اللہ کی باتوں کو پہنچانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں لیکن ان میں سے رسول نہیں بنائے گئے، یہ بات بلاشک ثابت ہے کہ جنوں میں نبی و رسول نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

﴿وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ﴾

(سورۃ الفرقان، سورۃ نمبر 25، آیت نمبر:20)

"تجھ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ سب کھانا کھاتے تھے اور بازاروں میں چلتے پھرتے تھے"۔

قرآن مجید میں ابراہیم کے لیے کہا گیا:

﴿وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ﴾

(سورۃ العنکبوت، سورۃ نمبر 29، آیت نمبر :27)

ہم نے ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب رکھ دی"۔

((و نبي بعثه الله تعالى بَعْدَ إِبْرَاهِيمَ فَمِنْ ذُرِّيَّتِهِ وَسُلَالَتِهِ))

پس آپ کے بعد جتنے بھی نبی آئے وہ آپ ہی کے خاندان اور آپ ہی کی نسل میں سے ہوئے ہیں۔

البتہ سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنسِ أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنكُمْ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر :130)

"اے جنوں اور انسانوں کے گروہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے"۔

((فالمراد هنا مَجْمُوعِ الْجِنْسَيْنِ فَيَصْدُقُ عَلَى أَحَدِهِمَا وَهُوَ الْإِنْسُ))

اس کا مطلب اور اس سے مراد یہ دونوں جنس ہیں پس اس کا مصداق ایک جنس ہی ہو سکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ﴾

(سورۃ الرحمٰن، سورۃ نمبر 55، آیت نمبر :22)

" ان دونوں سمندروں میں سے موتی اور مونگا نکلتا ہے"۔

دراصل ایک میں سے ہی نکلتا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر: 7/279-280، طبع دار الکتب العلمیہ)

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

سورۃ الانعام سورۃ نمبر 6 آیت نمبر 130 کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((أَيْ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ نَقُولُ (لَهُمْ) أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ فَحُذِفَ، فَيَعْتَرِفُونَ بما فيه افتضاحهم. ومعنى "مِنْكُمْ" في الخلق والتكليف والمخاطبة))

ہم ان سب کو محشر کے دن جمع کر دیں گے اور پوچھیں گے کیا تمہارے پاس رسول نہیں آئے تھے، وہ کہیں

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

گے کہ ہمارے پاس نبی آئے تھے لہذا اس جواب پر ان کی رسوائی ہو گی اور (مِنۡکُمۡ) کا یہ معنی ہے (في الخلق والتكليف والمخاطبة) یعنی کہ پیدا کئے جانے میں اور احکامات میں اور مخاطب کئے جانے میں وہ تم میں سے تھے

((وَلَمّا كَانَتِ الجِنُّ مِمّنْ يُخَاطَبُ وَيَعْقِلُ قَالَ: "منْكُمْ))

اور خطاب ان سے کیا جارہا ہے جو جنات میں سے ہیں جو عقل اور سمجھ رکھتے ہیں لہذا ارشاد ہوا (مِنۡکُمۡ)

((وَإِنْ كَانَتِ الرُّسُلُ مِنَ الْإِنْسِ وَغَلَبَ الْإِنْسُ فِي الْخِطَابِ كَمَا يُغَلّبُ الْمُذَكّرُ عَلَى الْمُؤَنّثِ))

یعنی کہ رسول تو انسانوں میں سے تھے تو جب جن وانس کو خطاب کیا گیا تو انسانوں کو تغلیبا ترجیح دی گئی جیسا کہ عورت پر مرد کو تغلیبا ترجیح دی جاتی ہے خطاب میں۔

عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول:

((وَقَالَ ابْنُ عَبّاسٍ: رُسُلُ الْجِنّ هُمُ الّذِينَ بَلّغُوا قَوْمَهُمْ مَا سَمِعُوهُ مِنَ الْوَحْيِ))

جنوں میں سے پیغام پہنچانے والے وہ ہیں جنھوں نے اپنی قوم میں پہنچائی وہ بات جو انھوں نے سنی انسانی رسول سے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ﴾

(سورۃ الاحقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر: 29)

یعنی: "وہ اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے"۔

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((الرُّسُلُ مِنَ الْإِنْسِ، وَالنُّذُرُ مِنَ الْجِنّ، ثُمّ قَرَأَ))

انسانوں میں رسول بھیجے جاتے ہیں اور جنوں میں نُذر یعنی کہ ڈرانے والے بھیجے جاتے ہیں پھر اس کے بعد امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی:

﴿ وَلَّوْا إِلَى قَوْمِهِمْ مُنْذِرِينَ﴾

(سورۃ الاحقاف، سورۃ نمبر 46، آیت نمبر: 29)

یعنی:"وہ اپنی قوم کو خبر دار کرنے کے لیے واپس لوٹ گئے"۔

وہ سلف صالحین جو جنوں کے لیے نبوت کے قائل ہیں:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مقاتل بن حیان امام ضحاک رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں:

((وَقَالَ مُقَاتِلٌ وَالضَّحَاكُ: أَرْسَلَ اللهُ رُسُلًا مِنَ الْجِنِّ كَمَا أَرْسَلَ مِنَ الْإِنْسِ))

کہ اللہ تعالیٰ جنوں میں اسی طرح رسول بھیجتے ہیں جس طرح انسانوں میں بھیجتے ہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ کلبی نے کہا:

((كَانَتِ الرُّسُلُ قَبْلَ أَنْ يُبْعَثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُبْعَثُونَ إِلَى الْإِنْسِ وَالْجِنِّ جَمِيعًا))

رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رسالت سے پہلے انسانوں اور جنوں میں سے تمام کی طرف رسول مبعوث کئے جاتے رہے۔

((قُلْتُ: وَهَذَا لَا يَصِحُّ، بَلْ فِي صَحِيحِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ))

میں (قرطبی) کہتا ہوں یہ صحیح نہیں ہے (کہ جن و انس دونوں میں رسول بھیجے گئے) جیسا کہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے جابر بن عبد اللہ انصاری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا:

((أُعْطِيتُ خَمْسًا لَمْ يُعْطَهُنَّ أَحَدٌ قَبْلِي، كَانَ كُلُّ نَبِيٍّ، يُبْعَثُ إِلَى قَوْمِهِ خَاصَّةً، وَبُعِثْتُ إِلَى كُلِّ أَحْمَرَ وَأَسْوَدَ...الخ))

"مجھ کو پانچ چیزیں ملی ہیں جو مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہیں ملیں، ایک تو یہ کہ ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف بھیجا گیا اور میں سرخ اور سیاہ ہر شخص کی طرف بھیجا گیا ہوں۔۔۔"

(صحیح مسلم ، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ ، 1ق. باب: مسجدوں اور نماز کی جگہوں کا بیان، حدیث نمبر :521[1163]۔جامع احکام القرآن(تفسیر قرطبی):7/84-86[دوسرا حوالہ]17/161-164،الناشر

دار الکتب المصریہ، القاہرۃ)

پوائنٹ نمبر 89:

جو رسولوں کا انکار کرے

لہذا ایمان کا چوتھا رکن ایمان بالرسل ہے یعنی کہ تمام انبیائے کرام پر ایمان لانا فرض ہے اگر کوئی شخص کسی ایک نبی کو بھی ماننے سے انکار کر دے تو وہ ایمان سے خارج ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ[١٠٥] إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ[١٠٦] إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ[١٠٧]﴾

(سورۃ الشعراء، سورۃ نمبر 26، آیت نمبر: 105)

"قوم نوح نے بھی نبیوں کو جھٹلایا[105] جبکہ ان کے بھائی نوح (علیہ السلام) نے کہا کہ کیا تمہیں اللہ کا خوف نہیں![106] سنو! میں تمہاری طرف اللہ کا امانتدار رسول ہوں[107]۔"

ان آیات میں یہ بات واضح ہے کہ قومِ نوح نے صرف نوح علیہ السلام کو جھٹلایا تھا لیکن یہاں پر (الْمُرْسَلِينَ) جمع کا صیغہ استعمال کر کے یہ بتادیا کہ اگر کوئی ایک نبی جھٹلائے گا تو گویا کہ وہ تمام انبیاء ورسل کو جھٹلانے والا قرار دیا جائے گا ، چنانچہ ہم پر یہ فرض ہے کہ تمام انبیائے کرام پر اجمالاً ایمان لایا جائے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر خصوصیت کے ساتھ ایمان لایا جائے۔

ایمان کا پانچواں رکن "آخرت کے دن پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر 90:

ایمان کا پانچواں رکن (وَالْيَوْمِ الآخِرِ) آخرت کے دن پر ایمان لانا

یومِ آخر یعنی کہ آخرت کے دن پر ایمان لانا اور قیامت کے دن پر ایمان لانا اس دن لوگوں کو جمع کر دیا جائے گا اور جزاء وسزا کا فیصلہ کیا جائے گا، (وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ) مرنے کے بعد تمام لوگوں کو ان کی قبروں سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھایا

جائے گا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَى رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ﴾

(سورۃ یٰس، سورۃ نمبر 36، آیت نمبر: 51)

"تو صور کے پھونکے جاتے ہی سب کے سب اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف (تیز تیز) چلنے لگیں گے۔"

لہذا وہ لوگ ایمان والے اور متقی ہیں جنھوں نے آخرت کے دن پر ایمان لایا قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ﴾

(سورۃ البقرۃ، سورۃ نمبر 2، آیت نمبر: 4)

"اور جو لوگ ایمان لاتے ہیں اس پر جو آپ (ﷺ) کی طرف اتارا گیا اور جو آپ (ﷺ) سے پہلے اتارا گیا، اور وہ آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ اس دن کی ہولناکی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَذَرْهُمْ يَخُوضُوا وَيَلْعَبُوا حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي يُوعَدُونَ[٤٢] يَوْمَ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ سِرَاعًا كَأَنَّهُمْ إِلَى نُصُبٍ يُوفِضُونَ[٤٣] خَاشِعَةً أَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ ذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَانُوا يُوعَدُونَ[٤٤]﴾

(سورۃ المعارج، سورۃ نمبر 70، آیت نمبر: 42-44)

"پس تو انہیں جھگڑتا کھیلتا چھوڑ دے یہاں تک کہ یہ اپنے اس دن سے جا ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے [42] جس دن یہ قبروں سے دوڑتے ہوئے نکلیں گے، گویا کہ وہ کسی جگہ کی طرف تیز تیز جا رہے ہیں [43] ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی، ان پر ذلت چھا رہی ہو گی، یہ ہے وہ دن جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا تھا [44]۔"

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 91:

آخرت پر ایمان لانے کا مطلب:

آخرت یعنی قیامت کے دن پر ایمان لانا نے ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو کچھ قرآن و حدیث میں موت کے بعد کی زندگی کے بارے میں بتایا گیا ہے اس پر ایمان لانا اس کی تصدیق کرنا اور زبان سے اس کا اقرار کرنا لہذا قرآن حدیث میں اس بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے ان میں سے اہم چیزیں درجِ ذیل ہیں:

بعث بعد الموت، مرنے کے بعد کی زندگی پر اسی طرح ایمان لانا جیسا کہ قرآن وحدیث میں بیان کیا گیا ہے۔(بعض علمائے کرام کہتے ہیں کہ ایمان کی بنیاد توحید ہے اور اس بنیاد کو مضبوط کرنے والے شئ آخرت پر ایمان ہے اگر آخرت پر ایمان کمزور ہوتا ہے تو پھر توحید جو ایمان کی بنیاد ہے وہ گر جاتی اس بات سے آخرت پر ایمان کا اندازہ بخوبی لگایا جا سکتا ہے)

- قبر اور برزخی زندگی پر ایمان رکھنا۔
- قبر میں سوال وجواب کا مرحلے پر ایمان رکھنا۔
- نعیمِ قبر اور عذاب قبر پر ایمان لانا، بعض خود کو مسلمان کہنے والے عذاب قبر کے منکر ہیں لہذا عذاب قبر پر ایمان رکھنا یومِ آخرت پر ایمان رکھنے کا ایک جزء ہے۔
- علاماتِ قیامت پر یقین رکھنا یعنی کہ قرآن وحدیث میں آخری دور کے فتنوں کے بارے میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے اس پر ایمان لانا۔

ASK ISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 92:

قیامت کی دس بڑی نشانیوں پر ایمان لانا:

1) ظہور المہدی
2) (خروج الدَّجَّالَ) دجال کا خروج ہو گا۔
3) (وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ) عیسی ابن مریم علیہما السلام کا ظہور ہو گا
4) (خروج يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ) یاجوج وماجوج کا خروج ہو گا
5) (وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ) تین جگہوں پر لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، مشرق میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔
6) (وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ) مغرب میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا / وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ، اور جزیرۃ العرب میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔
7) (الدُّخَانَ) ہر طرف دھوں چھا جائے گا۔
8) (وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا) سورج مشرق سے طلوع ہو گا
9) (الدَّابَّةَ) دابۃ الارض کا خروج ہو گا۔
10) (وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ) اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی۔

پوائنٹ نمبر 93:

قیامت کے دن کے دس مرحلے:

(قیامت کے 10 مرحلے ہیں اس پر میرا خطبہ سماعت فرمائیے نوجوانوں کے لیے اہم خطبات)

ایک دن آئے گا جب ساری دنیا ریزہ ریزہ ہو جائے گی، پہاڑ روئی کی طرح اڑ رہے ہوں گے، سارے لوگ مر جائیں گے اور دوبارہ زندہ ہو کر سارے کے سارے اکٹھا ہو کر اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اللہ تعالی سب کا حساب و کتاب

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

لے گا، اس بات پر ہم سب مسلمانوں کا ایمان ویقین ہے اور جو اس دن کے تعلق سے شک میں مبتلا ہو وہ مومن نہیں ہو سکتا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

﴿الم (١) ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ (٢) الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ (٣) وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ وَبِالْآخِرَةِ هُمْ يُوقِنُونَ (٤)أُولَٰئِكَ عَلَىٰ هُدًى مِّن رَّبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ(٥) ﴾

(سورۃ البقرۃ:5-1)

ترجمہ: الم، یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک کی گنجائش نہیں ہے، جس میں متقیوں کے لئے ہدایت کا سامان ہے، جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور اس مال سے خرچ کرتے ہیں جو ہم نے ان کو عطا کیا ہے۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جو اس بات پر ایمان لاتے ہیں جو آپ پر اتاری گئی ہے اور آپ سے پہلے اتاری گئی ہے، اور آخرت کے دن پر یقین رکھتے ہیں۔ (5) یہ سب کچھ کرنے والے اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر ہے، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تُؤْمِنَ بِاللهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ ورُسُلِهِ والْيَوْمِ الآخِرِ وتُؤْمِنَ بالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ))

۔ 1۔ اللہ پر ایمان لانا۔ 2۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فرشتوں پر ایمان لانا۔ 3۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی کتابوں پر ایمان لانا۔ 4۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسولوں پر ایمان لانا۔ 5۔ آخرت کے دن ایمان لانا۔ 6۔ تقدیر کے اچھے اور برے ہونے پر ایمان لانا۔

(الراوي: عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ المحدث: مسلم رقم الحدیث: 8 خلاصة حكم الحديث: صحيح)

غرض یہ کہ آخرت پر ایمان لانا یہ ایمان کا ایک اہم جز ہے اور جو آخرت کا انکار کرے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ لیکن اس کے برخلاف دنیا بھر کے جتنے بھی مذاہب، فلاسفر اور مستشرقین Orientalists ہیں۔ ان

کے پاس نہ اپنے پیدا کرنے والے خالق کے بارے میں مکمل ڈیٹیلس Details تفاصیل ہیں اور نہ ان کی کتابوں میں مرنے کے بعد کی ڈیٹیلس Details تفاصیل ہیں، بے چارے پریشان رہتے ہیں کہ مرنے کے بعد انکے ساتھ کیا ہوگا ؟۔ وہ کہاں سے آئے ہیں اور مرنے کے بعد کہاں جانے والے ہیں ؟ اگر آپ کو مرنے کے بعد کی زندگی کی مکمل ڈیٹیل Details تفاصیل ملتی ہیں تو وہ صرف اور صرف قرآن مجید میں ملتی ہیں ، قرآن مجید میں جگہ جگہ آخرت کا تصور اور اس کا ذکر ملتا ہے، اگر آپ قرآن مجید کو مسلسل پڑھتے جائیں گے تو ہر دوسرے یا تیسرے ہی صفحہ پر آخرت کے دن یا قیامت کے دن کے بارے میں کوئی نہ کوئی خبر آپ کو ملے گی۔ اس طرح ایک مسلمان قیامت کے دن کی ڈیٹیلس Details تفاصیل کو معلوم کر کے سکون پاتا ہے کہ وہ جو بھی کر رہا ہے اس کا بدلہ اسے قیامت کے دن ضرور ملنے والا ہے۔

لہذا جب بھی ہم قرآن مجید پڑھیں تو ہمارے ذہن میں آخرت اور قیامت کے تصور کو اجاگر کریں اور ساتھ ہی اس کے لئے تیاری بھی کریں کیونکہ اگر ایک انسان کو مرنے کے بعد کا تصور اس کے دماغ میں رہے گا تو اس کی دنیا بہتر سے بہتر ہو جائے گی اور اس کے برعکس آدمی مرنے کے بعد کی زندگی کو جتنا بھلاتا چلا جائے گا اور مرنے کے بعد حساب و کتاب کے دن کو جتنا بھلاتا چلا جائے گا، اتنا ہی وہ دنیا کے اندر گناہوں میں ڈوبتا جائے گا، جس سے اس کی دنیا بھی تباہ و برباد ہوگی اور آخرت بھی۔

آخرت کے دن کو سمجھنے کے لئے ایک مثال:

آخرت کے دن کے تصور کے بارے میں مزید سمجھنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ آپ کی کوئی کمپنی ہے اور آپ وہاں کسی اکاونٹنٹ ACCOUNTANT سے پورا پورا حساب و کتاب لیتے ہیں، یا پھر آپ کسی کو کچھ بھی کام کرنے کے لئے کچھ پیسے یا کچھ ذمہ داری دیتے ہیں تو اس سے پورا پورا حساب و کتاب لیتے ہیں۔ ویسے ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ہمیں یہ جسم دیا، ہمارے اندر روح پیدا کی اور ساری کائنات ہمارے لئے پیدا کیا تو کیا اللہ سبحانہ و تعالیٰ اتنی ساری اور اتنی بڑی نعمتوں کا حساب و کتاب نہیں لے گا ؟ ضرور لے گا جس دن یہ حساب و کتاب ہوگا اسی دن کو "یَومُ الحِسَاب" کہا جاتا ہے۔ اسے "یَومٌ عَسِیرٌ" بھی کہا جاتا ہے یعنی بڑا سخت دن۔ واقعی یہ دن بڑا سخت ہوگا ان لوگوں کے لئے جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں لاتے، دنیا میں من مانی زندگی گزارتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناشکری

کرتے ہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر اور یوم آخرت پر پختہ ایمان رکھنے والا بنائے، اور دین پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ لہٰذا اس آخرت کے دن کو سمجھنے کے لئے ہم اس کے دس مرحلوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں جس سے ہمارا آخرت پر ایمان ان شاء اللہ مضبوط ہو سکتا ہے۔

1۔ پہلا مرحلہ: صور پھونکنا:- اس کو "نَفخَةٌ" کہا جاتا ہے:

نفخہ اور اس کے اقسام: قرآن مجید میں اس نفخہ کی تین قسمیں بیان کی گئیں ہیں:

1۔ نَفخَةُ الصَعق

2۔ نَفخَةُ الفَزع

3۔ نَفخَةُ البَعث

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَصَعِقَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ ۖ ثُمَّ نُفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنظُرُونَ " (٦٨) ﴾

(سورۃ الزمر 39/68)

ترجمہ: ”اور صور میں پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے بے ہوش ہو جائے گا سوائے اس کے جسے اللہ چاہے، پھر اسمیں دوسری بار پھونکا جائے گا وہ یکایک کھڑے ہو کر دیکھنے لگیں گے۔“

اس آیت میں "نَفخَةُ الصَعق" اور "نَفخَةُ البَعث" کا ذکر کیا گیا ہے۔

اسی طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَيَوْمَ يُنفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَمَن فِي الْأَرْضِ إِلَّا مَن شَاءَ اللَّهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ٨٧﴾

(سورۃ النمل 27/87)

ترجمہ: ”اور جس دن صور پھونکا جائے گا تو جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہے وہ سب گھبرا جائیں گے سوائے

اس کے جسے اللہ چاہے اور یہ سب عاجز ہو کر اللہ کے حضور جائیں گے۔"

جبکہ اس آیت میں مزید" نَفخَةُ الفَزع "کا ذکر کیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ لوگ اس صور سے ڈر جائیں گے۔

نفخات کے تعلق سے اہل علم کا اختلاف:

ان صوروں کے بارے میں اہل علم کا اختلاف ہے کہ صور کتنی مرتبہ پھونکا جائے گا؟

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ تین مرتبہ پھونکا جائے گا: پہلا نَفخَةُ الفَزع دوسرا نَفخَةُ الصَعق اور تیسرا نَفخَةُ البَعث اور انہوں نے مذکورہ سورۃ النمل کی آیت نمبر 87 سے استدال کیا ہے۔

بعض اہل علم کہتے ہیں کہ دو مرتبہ پھونکا جائے گا: پہلا نَفخَةُ الصَعِق اور دوسرا نَفخَةُ البَعث اور انہوں نے مذکورہ سورۃ الزمر آیت نمبر 68 سے استدلال کیا اور سورۃ النمل کے آیت 87 کی توجیہ یہ کی ہے کہ یہ صور اتنا لمبا ہو گا کہ اس صور کے پہلے حصے کو "فَزِعَ" اور اس صور کے آخری حصے کو "نَفخَةُ الصَعِق" کہتے ہیں۔یعنی ان کے نزدیک نَفخَةُ الصَعِقاور نَفخَةُ الفَزِع ایک ہی صور ہے اور دوسرا صور "نَفخَةُ البَعث" ہے۔

غرض یہ کہ جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو اس وقت ساری دنیا پر خوف طاری ہو جائے گا اور اس "نَفخَةُ الفَزِع" کو سب سے پہلے وہ سنے گا جو اپنی اونٹی کو پانی پلا رہا ہو گا، اور اس صور کی کیفیت کیسی ہو گی اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ تو یہ صور بہت زیادہ لمبا ہو گا اور اس کی لمبائی کا آخری حصہ "نَفخَةُ الصَعِق" میں تبدیل ہو جائے گا۔ "نَفخَةُ الصَعِق" کا مطلب جھٹکہ ہے۔ جیسے کہ اگر آپ کو بجلی کا جھٹکہ لگ جائے تو آناً فاناً مر جاتے ہیں لہذا اس صور سے اس وقت دنیا میں جو بھی رہیں گے وہ سب کے سب ختم ہو جائیں گے سوائے اسکے جس کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بچالے۔

اہل ایمان و تقوی قیامت کے خوف سے محفوظ رہیں گے:

قیامت کے دن نیکوکار اور اہل تقوی قیامت کی ہولناکیوں سے بے خوف ہونگے اور انہیں معمولی زکام کی طرح تکلیف ہو گی جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے ان نیک بندوں کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾

(سورۃ یونس:10/62)

ترجمہ:"جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے قریبی ہوتے ہیں ان کو نہ غم پہونچ سکتا ہے اور ان کو کوئی خوف ہوتا ہے"۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ:

((مَن كَانَ تَقِيًّا كَانَ لِلهِ وَلِيًّا))

جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے سب زیادہ ڈرنے والا ہوتا ہے وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اتنا ہی بڑا ولی ہوتا ہے۔

(مجموع فتاویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ جلد نمبر:11)

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو بھی متقی بنادے آمین۔

اور اسی طریقے سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایک اور جگہ پر ارشاد فرمایا ہے کہ اس صور کے پھونکنے کے دوران جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اولیاء ہوں گے ان کو کوئی "فزع اکبر" غمگین نہیں کرے گا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْأَكْبَرُ وَتَتَلَقَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ هَٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ﴾

(سورۃ الانبیاء:21/103)

ترجمہ:"بڑی گھبراہٹ انہیں غمناک نہیں کرے گی اور فرشتے انہیں یہ کہتے ہوئے ملیں گے یہی ہے تمہارا وہ دن جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔"

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

﴿مَن جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُم مِّن فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ﴾

(سوارۃ النمل:27/89)

ترجمہ: "جو شخص نیکی لائے گا تو اسکے لئے اس سے بہتر بدلہ ہو گا اور وہ اس دن ہر گھبراہٹ سے بے خوف ہونگے۔"

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اس دن اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو امن میں رہنے والا بنا دے، آمین۔

لیکن اس کے باوجود ہمیں قیامت کے دن سے مطمئن ہو کر نہیں بیٹھنا چاہیے وہ بڑا خطرناک دن ہو گا۔ کوئی آدمی یہ نہ سمجھے کہ میں اب کلمہ پڑھ لیا ہوں تو میرے لئے یہی کافی ہے، بلکہ شرک اور بدعتوں سے بچنا پڑے گا۔ سارے حرام کام، چغل خوری، غیبت، برائی، بد عملی، بے ایمانی، اور بے عملی اپنی زندگیوں سے نکالنا پڑے گا، تب جا کر اس دن میں امن والے ہو جائیں گے۔

بہر حال یہ ایک پہلا صور جو " نَفخَةُ الفَزع "اور "نَفخَةُ الصَعق " کی شکل میں ہو گا جس سے لوگ پہلے مرحلے میں ڈر جائیں گے اور پھر آخری میں بجلی کی طرح سب مر جائیں گے۔

اب ان نفخات کے بعد دوسرا بڑا نفخہ ہو گا جس کو "نَفخَةُ البَعث " کہتے ہیں یا پھر "بعث بعد الموت " کہا جاتا ہے۔

بعث بعد الموت پر کفار مکہ کا اعتراض اور اس کا جواب:

بعث بعد الموت کا مطلب یہ ہے کہ مرنے کے بعد دوبارہ اٹھایا جائے گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں اس "بعث بعد الموت " کو بار بار ایسے دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے کہ جس کو انکار نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اور کفارانِ مکہ نے ہمیشہ سے اس دن کے انکا کو اپنا وطیرہ بنا لیا تھا۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں ایک شخص تھا جس کا نام نضر بن حارث بن کلدہ تھا وہ قبر کھود کر ایک مرتبہ ہڈی نکال لیا اور نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سامنے مسل کر ریزہ ریزہ بنا دیا، یعنی پاؤڈر کی شکل میں بنا دیا اور کہنے لگا اے محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ ہڈی جو ریزہ ریزہ ہو چکی ہے یہ دوبارہ بنائی جائے گی، یہ کیسی بات ہے؟ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کفار کے اعتراض کو ذکر کرتے ہوئے سورہ یٰس میں ارشاد فرمایا:

﴿وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ﴾

(سورۃ یٰس:36/78)

ترجمہ: ''کہ یہ ابن آدم ہمیں مثالیں دے رہا ہے اور اپنی تخلیق کو بھول گیا ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہڈی کیسے زندہ کر سکتا ہے جبکہ وہ ریزہ ریزہ ہو چکی ہے۔''

پہلا جواب: اللہ تعالیٰ انہیں جواب دیتے ہوئے آگے فرمایا:

﴿قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ﴾

(سورۃ یٰس:36/79)

ترجمہ: ''اے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آپ ان سے کہہ دیجئے کہ جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا اور بنایا وہی رب ان کو دوبارہ زندہ بھی کرے گا، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر ایک مخلوق کے بارے میں بخوبی جانتے ہیں۔''

جب اس کا دنیا میں نام ونشان تھا ہی نہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو پیدا کیا اور اب دنیا میں آ گیا۔ جب ایک مرتبہ بن گیا تو دوبارہ بنانے میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو کیا مشکل پیش آئے گی؟۔ جب کمپیوٹر ایک مرتبہ بن گیا ہے تو دوبارہ اس کو بنانے میں کوئی دشواری نہیں ہوتی ہے، جب کوئی بھی چیز ایک مرتبہ ظہور پزیر ہو جاتی ہے تو اس کے دوبارہ لاکھوں نسخے نکل جاتے ہیں، ایک نئی کتاب شروع میں لکھنا بہت مشکل ہوتا ہے لیکن جب ایک مرتبہ وہ لکھ دی جاتی ہے اس کے لاکھوں نسخے چھاپنا کیا مشکل ہے؟ تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا وجود ہی نہیں تھا تو اللہ تعالیٰ نے تمہیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تو تم کو دوبارہ پیدا کرنا اس کے لیے کوئی مشکل کام نہیں ہے۔

دوسرا جواب: اللہ کا معاملہ تو ایسا ہے کہ اگر وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ چیز ہو جاتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَن يَقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ﴾

(سورۃ یٰس:36/82)

ترجمہ: ''جب کسی چیز کا ارادہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سب کرتا ہے تو بس کہتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔''

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

تیسرا جواب: سورہ قیامہ میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرمایا:

﴿لَاأُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ (١) وَلَا أُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ (٢) أَيَحْسَبُ الْإِنسَانُ أَلَّن نَّجْمَعَ عِظَامَهُ (٣) بَلَىٰ قَادِرِينَ عَلَىٰ أَن نُّسَوِّيَ بَنَانَهُ ﴾ "(٤)

(سورۃ القیامۃ:75/4-1)

ترجمہ: "میں قسم کھاتا ہوں قیامت کے دن کی اور قسم کھاتا ہوں نفس ملامت گر کی، کیا انسان یہ سمجھتا ہے کہ ہم کبھی اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر پائیں گے ؟ کیوں نہیں!!! ہم ان کے پور پور ٹھیک کرنے پر قادر ہیں۔ "

اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس آیت میں کہہ رہے ہیں کہ آدمی کہتا ہے کہ ہم اس کی ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکیں گے ہڈیوں کو چھوڑو ہم تو ان کے انگلیوں کے پوروں کو بھی ویسے ہی دوبارہ بنائیں گے جیسے دنیا میں تھے۔

صور کس سے پھونکا جائے گا؟

اب آیئے جانتے ہیں کہ صور کس کو کہتے ہیں؟ شیخ عبد الرحمن بن الناصر السعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ: "صور " قرن " سے پھونکا جائے گا، عربی زبان میں قرن سینگھ کو کہا جاتا ہے۔

صور پھونکنے کی کیفیت کیا ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ سے پوچھا کہ: "اے نبی اکرم ﷺ آپ رات میں بڑے بے چین رہتے ہیں اور آپ کے کروٹ بدلنے کی اور بے قراری کی آوازیں آتی ہیں، نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ:

((كَيْفَ أَنْعَمُ وَصَاحِبُ الْقَرْنِ قَدْ الْتَقَمَ الْقَرْنَ وَاسْتَمَعَ الْإِذْنَ مَتَى يُؤْمَرُ بِالنَّفْخِ فَيَنْفُخُ))

ترجمہ: "میں کیسے آرام سے سوؤں جب کہ صور پھونکنے والا فرشتہ صور کو لقمہ بنایا ہوا ہے اور وہ کان لگائے ہوئے ہے کہ کب اس کو صور پھونکنے کی اجازت ملے گی۔"

(الراوی: ابو سعید الخذری المصدر: صحیح الترغیب المحدث: الالبانی رقم الحدیث:3569 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح لغیرہ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صور پھونکنے والا فرشتہ تیار ہے اور صور اس کی منہ میں رکھا ہوا ہے، بس صرف پھونکنا باقی ہے، تو نبی اکرم ﷺ امت کی فکر کرتے ہوئے تہجد میں دعائیں کررہے ہیں اور امت کی فکر نے نبی اکرم ﷺ کی نیند اڑادی ہے لیکن نبی اکرم ﷺ کی امت کو نہ اپنی فکر ہے اور نہ اپنے دین کی۔ انہیں قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھنا نہیں آتا ہے!!! وہ دین سے دور ہوچکے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو پیغام اپنے بندوں کے نام بھیجا ہے اس کو پڑھنا ہی نہیں چاہ رہے ہیں!!!۔ جبکہ واٹساپ دن میں سو مرتبہ پڑھتے ہیں اور کبھی واٹساپ کے گروپ میں کچھ مسیج بھی نہیں آتا ہے پھر بھی بار بار چیک کرتے ہیں، کیا یہ واٹساپ اور فیس بک کے پیغامات پڑھنے سے آپ کی قبر کا مرحلہ آسان ہوجائے گا؟ کیا آخرت کا مرحلہ آسان ہوجائے گا؟ ایک عقلمندانہ فیصلہ DECISION لینے کی ضرورت ہے اور قرآن سے اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔

لہذا یہ پہلا مرحلہ ہے جس میں صور پھونکا جائے گا، پہلے صور میں لوگ ڈریں گے اور بعد میں مرجائیں گے اور پھر ایک اور صور میں جتنے بھی مرے تھے پھر سے دوبارہ اٹھ کھڑے ہوں گے۔

2۔ دوسرا مرحلہ ہے حشر کے میدان جمع ہونا:

اب جب دوبارہ صور پھونکا جائے گا تو سارے لوگ اپنی اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے، ان زندہ لوگوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے گا۔ یہ جمع کرنے کی کیفیت بھی بہت ہی خطرناک ہوگی "بعث بعد الموت" کے لئے جب صور پھونکا جائے گا تو ایسے بھاگے دوڑے آئیں گے جیسے ٹڈیوں کا منتشر جھنڈ ہے جو چلا آرہا ہے۔

جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ خُشَّعًا أَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُونَ مِنَ الْأَجْدَاثِ كَأَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنتَشِرٌ ﴾

(سورۃ القمر:54/7)

ترجمہ:"ان کی نگاہیں جھکی ہوں گی اور وہ قبروں سے یوں نکلیں گے جیسے منتشر ٹڈی دل ہوں۔"

اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو سر کے بل آئیں گے جیسے کوئی گیند زمین پر ٹپا مار کر آگے بڑھتی ہے، اس طرح یہ سر کے بل ٹپا مارتے ہوئے آگے بڑھیں گے۔ پوچھنے والوں نے پوچھا کہ اے نبی اکرم

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ! ہمیں پیروں سے چلنا تو معلوم ہے لیکن یہ سر کے بل کیسے چلیں گے ؟ تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ نے کہا کہ: جو رب پیروں پر چلا سکتا ہے وہی سر سے چلنے کی طاقت بھی دے گا، کچھ لوگ ذلیل وخوار ہو کر جمع کئے جائیں گے جن کی آنکھیں پتھرائی ہوئی ہوں گی، کچھ لوگ اپنی ذلت کی وجہ سے سر نیچے کر کے آئیں گے انکو سر اٹھانے کی ہمت نہیں ہوگی، کچھ لوگوں کو جاثیہ (گھٹنوں کے بل) کی شکل میں بیٹھا دیا جائے گا، ہر ایک کے آنے کا طریقہ الگ الگ ہوگا، آج کل ہمارے بچے فیس بک اور واٹساپ پر بیٹھ کر ہر چیز کو بغیر تحقیق فوراًفارورڈ کرتے چلے جارہے ہیں اگر وہ جھوٹ رہا اور اسکی وجہ سے کوئی جذبات سے مغلوب ہو کر کسی کا قتل کر دیا تو ان کا شمار قتل کی پلاننگ کرنے والوں میں ہوگا اور قیامت کے دن انکے ہاتھوں میں مقتول کی گردن ہوگی، سود کھانے والے لوگ پاگلوں جیسی حرکت کرتے ہوئے آئیں گے، اگر کوئی جانوروں کا مالک تھا اور اس نے اس جانور کی زکات ادا نہیں کی تھی تو یہ جانور کل قیامت کے دن اپنے مالک کو اپنے پیروں سے ماررہا ہوگا اور ایسی ہی حالت میں وہ حشر کے میدان میں آئے گا، اگر کسی نے کسی کی زمین ہڑپ لی تھی (جیسا کہ اکثر لوگ اپنے چھوٹے بھائیوں اور بہنوں کی زمین بڑی آسانی ہڑپ کر جاتے ہیں) اگر وہ ایک بالشت جگہ بھی ہڑپ کر لے گا تو اس جیسی سات زمینوں کی مٹی اٹھا کر اس کا طوق بنا کر گلے میں ڈال دیا جائے گا۔

بعض لوگ مانگ مانگ کر پیسہ جمع کرتے ہیں، قیامت کے دن یہ بھیک مانگنے والے لوگ اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر چمڑا نہیں ہوگا، (یادرکھیں اسلام نے آدمی کو محنت کرنا سکھایا ہے مانگنا نہیں سکھایا ہے۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو محنت کرنے والا بنائے اور محنت کر کے پیسہ کما کر دوسرے ضرورت مندوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔) قیامت کے دن عورتوں کی بھی حالتیں بڑی عجیب ہوں گی جیسے کہ وہ عورت جو نوحہ کرتی ہے اور میت کی خوبیوں کو بیان کر کے روتی ہوئی اپنے کپڑے پھاڑ لیتی ہے اور اپنے چہرے پر طمانچے مارتی ہے تو ایسی عورت کو گندھک کا کپڑا پہنایا جائے گا جس کی وجہ سے اس کو بے انتہاء گرمی ہوگی، اس طرح ہر ایک کو الگ الگ انداز میں میدان حشر میں اکٹھا کیا جائے، اس دن زمین تابنے کی بنادی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ﴾

(سورۃ ابرہیم:14/48)

ترجمہ:"جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل جائے گی اور آسمان بھی اور لوگ اللہ واحد قہر والے کے سامنے پیش ہوں گے۔"

آپ ﷺ نے فرمایا:

((يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ القِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ، كَقُرْصَةِ نَقِيٍّ))

ترجمہ: ”روز قیامت لوگوں کو ایک ایسی زمین پر اکٹھا کیا جائے گا جو سفیدی سرخی مائل صاف گول ہو گا۔“

(الراوی: سھل بن سعد المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 6521 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہو گا اور سب لوگ گرمی کی وجہ سے پریشان ہوں گے، عربی زبان میں "میل" کے دو معنی آتے ہیں:

- ایک معنی: سرمہ دانی کے سلائی کا ہے۔
- دوسرا معنی: 1.6093 اکلومیٹر کا ہے۔

اگر ایک میل کا معنی 1.6093 اکلومیٹر لیا جائے تو تب بھی سورج کوئی زیادہ دور نہیں ہو گا، اتنی زیادہ گرمی ہو گی جس کی وجہ سے لوگ پسینہ میں شرابور ہوں گے، ہر ایک اپنے گناہ کے حساب سے پسینہ میں ڈوبا ہو گا، ان میں بعض لوگ تو ایسے ہوں گے جن کے ہونٹوں تک پسینہ ہو گا، تو ایسے سخت حالات میں اللہ سبحانہ وتعالی نیک لوگوں کے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا، انہیں حشر کے میدان میں بڑی تکریم کے ساتھ جمع کیا جائے گا اور انہیں اعزازات دیئے جائیں گے، بعض نیک لوگوں کے لئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایک خاص سایہ نصیب کریں گے۔

سات خوش نصیب جنہیں اللہ تعالی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا:

آپ ﷺ نے فرمایا:

((معلّقٌ في المسجدِ ورجُلانِ تحابّا في اللهِ: اجتمَعا عليه وتفرّقا ورجلٌ دعتْه امرأةٌ ذاتُ منصبٍ وجمالٍ إلى نفسِها فقال: إنّي أخافُ اللهَ ورجلٌ تصدّق بصدقةٍ فأخفاها حتّى لا تعلَمَ شِمالُه ما تُنفِقُ يمينُه))

ترجمہ: ”سات ایسے خوش نصیب لوگ ہوں گے جن کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے سایہ کے نیچے جگہ عطا فرمائے گا

1) انصاف پسند بادشاہ (یعنی وہ بادشاہ جس نے اپنی رعایا کے ساتھ انصاف کیا ہو گا۔(اسی طریقے سے

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

اگر آپ کے پاس کوئی اپنے مسائل یا جھگڑے لے کر آئے تو آپ کسی ایک کی طرف مائل ہوئے بغیر رشتہ داری اور دوستی کا خیال کئے بغیر انصاف کرتے ہیں تو ان شاءاللہ، اللہ تعالی آپ کو بھی اپنے عرش کے سایہ تلے جگہ دے گا)۔

2) وہ نوجوان جو اپنی جوانی اللہ کی عبادت میں گزارا۔(اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو اور ہمارے نوجوانوں کو ایسی جوانی عطا فرمائے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت میں گذرتی ہو اور اپنی نافرمانی سے بچائے۔ اللہ تعالی نے ہمیں جو طاقت و قوت دی ہے اس کو اسلام کی اشاعت میں دین کی اشاعت میں اور علم دین کو سمجھنے میں مسجد بنانے، مجبوروں کی مدد کرنے میں لگائیں۔

3) اور ایسا آدمی جب وہ اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہے تو اس کی آنکھیں بہہ پڑتی ہیں۔

4) اور ایسا آدمی جس کا دل مسجد سے لگا ہوا ہے

5) اور وہ دو لوگ جو صرف اللہ کی خاطر محبت کرتے ہیں اللہ ہی کے لئے ملتے اور اللہ ہی کے لئے جدا ہوتے ہیں۔

6) اور وہ آدمی جسے مرتبہ والی اور حسین عورت دعوتِ زنا دے، لیکن وہ کہے کہ میں اللہ تعالی سے ڈرتا ہوں۔

7) اور وہ آدمی جو اس طرح چھپا کر صدقہ کرتا ہے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو پتہ نہیں چلتا کہ دائیں ہاتھ نے کیا صدقہ کیا ہے؟"۔

(الراوی: ابوھریرۃ المصدر: صحیح مسلم المحدث: مسلم رقم الحدیث: 1031 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اس حدیث میں سات لوگوں کا ذکر ہے لیکن علمائے کرام سات سے بھی زیادہ گروپ ہوسکتے ہیں جو کل قیامت کے دن عرش کے سایہ کے نیچے جگہ پائیں گے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں ایمان و عمل میں اتنی طاقت عطا فرمائے کہ ہم یہ مرحلہ آسانی سے پار کرسکیں۔(آمین)

3۔ تیسرا مرحلہ ہے:-شفاعت(سفارش)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا كَانَ يَوْمُ القِيَامَةِ مَاجَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ فِي بَعْضٍ، فَيَأْتُونَ آدَمَ، فَيَقُولُونَ: اشْفَعْ لَنَا إِلَى رَبِّكَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِإِبْرَاهِيمَ فَإِنَّهُ خَلِيلُ الرَّحْمَنِ، فَيَأْتُونَ إِبْرَاهِيمَ، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُوسَى فَإِنَّهُ كَلِيمُ اللَّهِ، فَيَأْتُونَ مُوسَى فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِعِيسَى فَإِنَّهُ رُوحُ اللَّهِ، وَكَلِمَتُهُ، فَيَأْتُونَ عِيسَى، فَيَقُولُ: لَسْتُ لَهَا، وَلَكِنْ عَلَيْكُمْ بِمُحَمَّدٍ ﷺ، فَيَأْتُونِي، فَأَقُولُ: أَنَا لَهَا، فَأَسْتَأْذِنُ عَلَى رَبِّي، فَيُؤْذَنُ لِي، وَيُلْهِمُنِي مَحَامِدَ أَحْمَدُهُ بِهَا لاَ تَحْضُرُنِي الآنَ، فَأَحْمَدُهُ بِتِلْكَ المَحَامِدِ، وَأَخِرُّ لَهُ سَاجِدًا، فَيَقُولُ: يَا مُحَمَّدُ ارْفَعْ رَأْسَكَ، وَقُلْ يُسْمَعْ لَكَ، وَسَلْ تُعْطَ، وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ))

ترجمہ: قیامت کا دن جب آئے گا تو لوگ ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر کی طرح ظاہر ہوں گے۔ پھر وہ آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور ان سے کہیں گے کہ ہماری اپنے رب کے پاس شفاعت کیجئے۔ وہ کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ اللہ کے خلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں تم موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ سے شرف ہم کلامی پانے والے ہیں۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، البتہ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ کہ وہ اللہ کی روح اور اس کا کلمہ ہیں۔ چنانچہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے کہ میں اس قابل نہیں ہوں، ہاں تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔ لوگ میرے پاس آئیں گے اور میں کہوں گا کہ میں شفاعت کے لیے ہوں اور پھر میں اپنے رب سے اجازت چاہوں گا اور مجھے اجازت دی جائے گی اور اللہ تعالیٰ تعریفوں کے الفاظ مجھے الہام کرے گا جن کے ذریعہ میں اللہ کی حمد بیان کروں گا جو اس وقت مجھے یاد نہیں ہیں۔ چنانچہ جب میں یہ تعریفیں بیان کروں گا اللہ کے حضور میں سجدہ کرنے والا ہو جاؤں گا تو مجھ سے کہا جائے گا: اے محمد! اپنا سر اٹھاؤ، جو کہو وہ سنا جائے گا، جو مانگو گے وہ دیا جائے گا، جو شفاعت کرو گے قبول کی جائے گی۔ پھر میں کہوں گا: اے رب! میری امت،

میری امت، کہا جائے گا کہ جاؤ اور ان لوگوں کو دوزخ سے نکال لو جن کے دل میں ذرہ یارائی برابر بھی ایمان ہو۔ چنانچہ میں جاؤں گا اور ایسا ہی کروں گا۔ پھر میں لوٹوں گا اور یہی تعریفیں پھر کروں گا اور اللہ کے لیے سجدہ میں چلا جاؤں گا مجھ سے کہا جائے گا۔ اپنا سر اٹھاؤ کہو، آپ کی سنی جائے گی۔"

(الراوی: انس بن مالک المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 7510 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اس کے بعد آپ ہر مومن کے حق میں شفارش کریں گے، لیکن جو لوگ شرک کرکے مرگئے ہونگے انہیں آپ کی شفارش نصیب نہیں ہوگی جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سفارش اپنے باپ کے حق میں قبول نہیں کی جائے گی۔

(الراوی: ابو ھریرۃ المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 3350 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

اپنے آپ کو شرک سے بچانا بے حد ضروری ہے، بہر کیف آپ ﷺ کی شفارش کے بعد حساب وکتاب شروع کیا جائے گا۔

4۔ چوتھا مرحلہ حساب وکتاب کا ہے:

یہ مرحلہ بھی بڑا سخت ہونے والا ہے، جب لوگ حساب وکتاب کے لئے آئیں گے تو یہ بے انتہاء سخت اور خطرناک مرحلہ ہوگا وہاں ہر ایک کو انصاف ملے گا، اگر کسی نے اپنے غلام پر زنا کی تہمت لگا کر دنیا میں بچ گیا بھی تو اللہ تعالی قیامت کے دن اس غلام کو انصاف دلائیں گے، جو ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو پائے گا اور جو ذرہ برابر گناہ کرے گا وہ بھی اس کو پائے گا۔ آج ہم نے گالیوں کو معمول بنالیا ہے اور عام زبان میں ہم کسی کو ماں اور بہن کی گالی دیتے ہیں حالانکہ اس کے معنی بڑے بھیانک ہوتے ہیں، اور وہ معنی کسی بڑی تہمت سے کم نہیں ہوتے ہیں اور ان تہمتوں کا ہمیں قیامت کے دن جواب دیناہوگا۔ اسی طرح محلے کے بہت سارے افراد مرد ہو کہ عورت صرف سنی سنائی باتوں پر دوسروں پر تہمتیں لگاتے ہیں۔

حتی کہ اگر کوئی سینگھ والا جانور بغیر سینگھ والے جانور کو مارتا بھی ہے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کا بدلہ قیامت کے دن دلوائے گا، اسی لئے ہمیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ دعا ملتی ہے کہ:

((اللّٰهمَّ حَاسِبنِي حِسَاباً يَسِيراً))

کہ اے میرے رب! میرا حساب وکتاب بڑا آسان لینا۔

(الراوی: عائشہ المصدر: صحیح ابن حبان المحدث: ابن حبان رقم الحدیث: 7372 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

5۔ پانچواں مرحلہ ترازو کا قیام اور اعمال کا تولا جانا

ہماری زبان میں ایک محاورہ بہت مشہور ہے کہ "نیکی کر دریا میں ڈال" یہ اسلامی نکتہ نظر نہیں ہے بلکہ اسلام کا یہ تصور ہے کہ "نیکی کر ترازو میں ڈال" ریاکاری کا ذرا برابر شائبہ نہیں ہو جو بھی کام کریں صرف اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو راضی کرنے کے لئے کریں۔ ہمارے اسلاف سونے سے پہلے بیٹھ کر یہ سوچتے تھے کہ آج میں نے کس کا دل دکھایا ہے؟ آج میں نے کونسا گناہ کیا ہے؟ آج میں نے کس کا حق تلف کیا ہے؟ کیا آج کے دن میں میرا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوا ہے یا برائیوں کا پلڑا بھاری رہا ہے؟ کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے کھلے طور پر اعلان کر دیا ہے کہ:

﴿فَأَمَّا مَن ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ (٦) فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ (٧) وَأَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِينُهُ (٨) فَأُمُّهُ هَاوِيَةٌ﴾

(سورۃ القارعۃ: 101/9-6)

ترجمہ: "جنکے نیکیوں کے پلڑے بھاری رہیں گے وہ خوش وخرم زندگی کے حقدار رہیں گے اور جن کے نیکیوں کے پلڑے ہلکے رہیں گے وہ جہنم کے حقدار ٹھہریں گے۔"

اسی لئے ہمیں بھی سونے سے پہلے اپنا محاسبہ کر لینا چاہئے کہ کیا آج کے دن میں نے کسی کو ستایا ہے؟ کیا آج کے دن میں نے اپنے رب کو ناراض کرنے کا کوئی کام کیا ہے؟ مگر آج ہماری راتیں کیسی ہوتی ہیں، آپ بخوبی واقف ہیں!!! فون پر دھمکی دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ "ابھی تو فون رکھ میں تجھے کل صبح بتاتا ہوں" رات میں معاف کر کے سو گئے تو کیا ہی اچھا ہوتا یا پھر یہ کہیں گے کہ بھائی کل بات کریں گے اور یہ معاملہ سلجھالیں گے، ہمارے درمیان چند غلط فہمیاں جنم لے رہی ہیں اس کو آپس میں بیٹھ کر صاف کر لیں گے۔ آپ نے دھمکی دے کر اس کی مکمل رات خراب کر دی ہے، اور

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

آپ کا بھروسہ بھی نہیں ہے کہ صبح ہونے تک آپ زندہ بھی رہیں گے یا نہیں رہیں گے۔

اسی لئے ہمیں چاہیے کہ معاف کر کے سونے کی عادت ڈالیں، دل سے کدورت نکال کر لوگوں سے بات چیت کریں اور اپنی زبان سے اللہ کا ذکر جیسے الحمد للہ وغیرہ ادا کریں۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے اس کلمے کے بارے میں ارشاد فرمایا:

((وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَأُ الْمِيزَانَ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ تَمْلَآنِ - أَوْ تَمْلَأُ - مَا بَيْنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ))

ترجمہ: "الحمد للہ پورے ترازو کو بھر دیتا ہے سبحان اللہ اور الحمد للہ سے آسمان وزمین دونوں بھر جاتا ہے اور بھر کر باہر نکل جاتا ہے۔"

(الراوی: ابومالک الاشعری المصدر: صحیح مسلم المحدث: مسلم رقم الحدیث:223 خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح)

6- چھٹواں مرحلہ: حوض اور نہر کوثر

کوثر ایک نہر ہوگی جو بہت بڑی اور بے حد خوبصورت ہوگی اور اس کی مٹی مشک عنبر اور زعفران کی ہوگی اور اس نہر کا پانی ایک حوض میں جمع ہو جائے گا تو اسی کو حوض کوثر کہتے ہیں، وہاں پر انبیاء کرام ہوں گے، ہمارے یہاں ایک بات بڑی عجیب ہے کہ ہم لوگ اکثر دعا کرتے ہیں کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم کو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ہاتھ سے جام کوثر نصیب فرما۔ جب کہ دوسری احادیث میں آیا ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نگرانی میں بھی حوض کوثر کا پانی پلایا جائے گا ایسی کوئی بات احادیث میں نہیں ہے کہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اپنے ہاتھ سے جام کوثر مرحمت فرمائیں گے، بلکہ حدیث میں یہ ہے کہ وہاں اتنی زیادہ تعداد میں پیالے ہوں گے جو تاروں کی طرح چمک رہے ہوں گے اور لوگ آکر پئیں گے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لوگوں کو نہیں پلائیں گے، بلکہ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نگرانی میں لوگ خود جام کوثر پئیں گے، یہ ایسا پانی ہوگا کہ جب کوئی ایک مرتبہ یہ پانی پی لے گا تو پھر کبھی اس کو پیاس نہیں لگے گی۔ لیکن وہاں پر کچھ ایسے بھی آئیں گے جو دنیا میں بدعت کے کام کئے ہوں گے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس وقت اپنی امت پہچان کر بلائیں گے، لیکن فرشتے ان لوگوں کو دھتکار دیں گے، ان کو جانوروں کی طرح ہانک دیا جائے گا، تو نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم یہ دیکھ کر کہیں گے کہ ان کو چھوڑ دو، یہ میرے امتی ہیں، تو فرشتے کہیں گے کہ اے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آپ کو نہیں معلوم کہ انھوں نے آپ کے جانے بعد دین

میں بہت ساری نئ نئ چیزیں ایجاد کرلی تھیں، تو نبی اکرم ﷺ فرمائیں گے کہ ایسے لوگوں کی مجھ سے دوری ہو جنھوں نے میرے جانے کے بعد میرے دین کو بدل دیا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہم سب کو شرک سے اور بدعات سے بچائے۔

(الراوي: سهل بن سعد الساعدي|المحدث: البخاري|المصدر: صحيح البخاري الرقم: 6583|خلاصة حكم المحدث: [صحيح])

7۔ ساتواں مرحلہ: اندھیرے کا چھاجانا

سارے لوگوں پر گھپ اندھیرا چھاجائے گا، اچانک اللہ تعالی ایک روشنی بھیجے گا اور یہ روشنی اتنی پھیلی ہوئی ہوگی کہ منافقین اس روشنی کو دیکھ کر اہل ایمان کو آواز لگائیں گے کہ ہمیں بھی اپنے نور کا کچھ حصہ دے دو جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ بَابٌ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ﴾

(سورۃ الحدید:57/13)

ترجمہ: ”اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں اہل ایمان سے کہیں گے کہ تھوڑا رکو! ہم تمہارے نور میں کچھ حصہ لیں اور تمہارے ساتھ چلیں تو مومنین کہیں گے کہ پیچھے موڑ جاؤ اور نور کو تلاش کرو اچانک ایک دیوار مومنوں اور منافقین کے درمیان حائل ہو جائے گی جس کے ایک طرف رحمت ہوگی اور دوسری طرف منافقین کے لئے عذاب ہوگا۔“

ایک اور روایت میں عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ سے سوال کیا گیا:

((أَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَ تُبَدَّلُ الأَرْضُ غَيْرَ الأَرْضِ وَالسَّمَوَاتُ ؟))

ترجمہ: جس دن یہ زمین آسمان بدل کر دوسرے زمین و آسمان ہوں گے لوگ اس وقت کہاں ہوں گے ؟

،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هُمْ فِي الظُّلْمَةِ دُونَ الْجِسْرِ))

"لوگ اس وقت اندھیرے میں پل صراط کے پاس کھڑے ہوں گے۔"

(المصدر: صحیح مسلم، الراوی: عائشہ رضی اللہ عنہا، حدیث نمبر: 315)

جب تک اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے زندگی دی ہے ہمیں قیامت والے دن کے لئے نور کو بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

8۔ آٹھواں مرحلہ: پل (صراط) پر سے گذرنا

پل صراط پر سے گذرنا بھی ایک بڑا بھیانک منظر ہو گا، اور ہر ایک کو یہاں سے گذرنا ہو گا، اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَإِن مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا﴾

(مریم: 71)

ترجمہ: اور تم میں سے جو بھی ہے اس پر وارد ہونے والا ہے۔ یہ ہمیشہ سے تیرے رب کے ذمے قطعی بات ہے، جس کا فیصلہ کیا ہوا ہے۔

اس پل پر سے کوئی بجلی کی طرح گذر جائے گا، کوئی گھوڑے پر سواری کی طرح گذر جائے گا، کوئی اپنی سرین کے بل آہستہ آہستہ گذرے گا۔ غرض ہر ایک اپنے ایمان وعمل کے مطابق پل صراط پر سے گذر جائے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

((عَنِ السُّدِّيِّ، قَالَ: سَأَلْتُ مُرَّةَ الْهَمْدَانِيَّ، عَنْ قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: وَإِنْ مِنْكُمْ إِلا وَارِدُهَا سورة مريم آية ٧١ فَحَدَّثَنِي أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ مَسْعُودٍ حَدَّثَهُمْ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: " يَرِدُ النَّاسُ النَّارَ ثُمَّ يَصْدُرُونَ مِنْهَا بِأَعْمَالِهِمْ، فَأَوَّلُهُمْ كَلَمْحِ الْبَرْقِ ثُمَّ كَالرِّيحِ ثُمَّ كَحُضْرِ الْفَرَسِ ثُمَّ كَالرَّاكِبِ فِي رَحْلِهِ ثُمَّ كَشَدِّ الرَّجُلِ ثُمَّ كَمَشْيِهِ))

ترجمہ: "سدی کہتے ہیں کہ میں نے مرہ ہمدانی سے آیت «وإن منكم إلا واردها» "یہ امر یقینی ہے کہ تم میں سے ہر ایک اس پر عبور کرے گا" (مریم: ۷۱)، کا مطلب پوچھا تو انہوں نے مجھے یہ حدیث سنائی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "لوگ جہنم میں جائیں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے سہارے نکلیں گے، پہلا گروہ (جن کے اعمال بہت اچھے ہوں گے) بجلی

چمکنے کی سی تیزی سے نکل آئے گا۔ پھر ہوا کی رفتار سے، پھر گھوڑے کے تیز دوڑنے کی رفتار سے، پھر سواری لیے ہوئے اونٹ کی رفتار سے، پھر دوڑتے شخص کی، پھر پیدل چلنے کی رفتار سے۔"

(المصدر: سنن الترمذی ، الراوی: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث:3159، خلاصۃ حکم الحدیث: صحیح سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ:311)

وہاں سے پل صراط کلالیب (قینچیوں) کا ہو گا، جو لوگ پل صراط پر سے جلدی گذر نہیں پائیں گے تو وہاں پر ان کے لئے کلالیب (قینچیاں) ہوں گے وہ کافروں اور گناہگار مسلمانوں کو پکڑ کر جہنم میں پھینک دیں گے اور پل صراط پر سے جہنم میں گرنے کی کیفیت کیسی ہو گی ؟ ایسا نہیں ہے کہ ان کو بڑے آرام سے سواری پر بیٹھا کر جہنم میں داخل کیا جائے گا بلکہ اس پل پر سے گذرتے ہوئے یہ قینچیاں کلالیب ان کو اچک لیں گے اور ان کو قیمہ قیمہ کریں گے اور اس طرح وہ جہنم رسید ہوں گے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ، فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْجَسْرُ؟، قَالَ: مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ تَكُونُ بِنَجْدٍ يُقَالُ لَهَا السَّعْدَانُ الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ، وَكَالْبَرْقِ، وَكَالرِّيحِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا))

ترجمہ: پھر انہیں پل پر لایا جائے گا۔ ہم نے پوچھا: یارسول اللہ! پل کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، وہ ایک پھسلواں گرنے کا مقام ہے اس پر سنسنیاں ہیں، آنکڑے ہیں، چوڑے چوڑے کانٹے ہیں، ان کے سر خمدار سعدان کے کانٹوں کی طرح ہیں جو نجد کے ملک میں ہوتے ہیں۔ مومن اس پر پلک مارنے کی طرح، بجلی کی طرح، ہوا کی طرح، تیز رفتار گھوڑے اور سواری کی طرح گزر جائیں گے۔ ان میں بعض تو صحیح سلامت نجات پانے والے ہوں گے اور بعض جہنم کی آگ سے جھلس کر بچ نکلنے والے ہوں گے یہاں تک کہ آخری شخص اس پر سے گھسٹتے ہوئے گزرے گا۔

(المصدر: صحیح بخاری، الراوی: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ ، رقم الحدیث:7439)۔

یہ راستہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

((إنَّ على جَهنَّمَ جِسرًا أدَقَّ مِنَ الشَّعرِ، وأَحَدَّ مِنَ السَّيفِ))

ترجمہ: کہ جہنم پر ایک ایسا پل ہو گا جو بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہو گا۔

(الراوي: أنس بن مالك | المحدث: البيهقي، المصدر: شعب الإيمان، الرقم: 1/ 277، : خلاصة حكم المحدث: إسناده ضعيف)

لیکن اہل علم نے کہا اسکا معنی کی تائید دیگر احادیثٍ سے ہوتی ہے:

((من خَلْقِي ، فَتقولُ الملائكةُ ، سبحانَكَ ما عَبَدْناكَ حقَّ عِبادَتِكَ ، و يُوضَعُ الصِّرَاطُ مِثْلَ حَدَّ المُوسَى ، فَتقولُ الملائكةُ ، مَنْ تُجِيزُ على هذا ؟ فيقولُ : مَنْ شِئْتُ من خَلْقِي ، فَيقولونَ : سبحانَكَ ما عَبَدْناكَ حقَّ عِبادَتِكَ))

(الراوي : سلمان الفارسي | المحدث : الألباني | المصدر : السلسلة الصحيحة،الصفحة أو الرقم : ٩٤١ | خلاصة حكم المحدث : [أورده في الصحيحة] وإسناده صحيح موقوفا وله حكم الرفع)

مسلم في "صحيحه" (رقم١٨٣)

زاد مسلم: ((قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: (بَلَغَنِي أَنَّ الْجِسْرَ أَدَقُّ مِنَ الشَّعْرَةِ، وَأَحَدُّ مِنَ السَّيْفِ)).

لہذا یہ مرحلہ بڑا ہی بھیناک ہو گا جس پر سے ہر ایک کو گذرنا ہو گا کیا انبیاء ورسل، کیا اولیاء واتقیاء، کیا مومن وکافر، کیا منافقین وملحدین اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمیں آخرت کی اس قدر بھیانک اور درناک تکالیف سے ہم کو دور رکھے۔ آمین۔

9۔نواں مرحلہ:لوگوں دلوں سے غل کا نکالنا

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قرآن مجید میں اس کا ذکر بھی بار بار فرمایا ہے ارشاد ہے کہ:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِم مِّنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ﴾

(سورۃ حجر:15/47)

ترجمہ:"کہ ہم ان کے سینوں سے غل کو نکال دیں گے وہ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے بھائی بھائی ہوں گے"۔

ایک اور جگہ کہا:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهِمُ الْأَنْهَارُ وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي هَدَانَا لِهَٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ لَقَدْ جَاءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ الأعراف:43)

ترجمہ:"اور ان کے سینوں میں جو بھی کینہ ہو گا ہم نکال دیں گے، ان کے نیچے سے نہریں بہتی ہوں گی اور وہ کہیں گے سب تعریف اللہ کی ہے جس نے ہمیں اس کی ہدایت دی اور ہم کبھی نہ تھے کہ ہدایت پاتے، اگر یہ نہ ہوتا کہ اللہ نے ہمیں ہدایت دی، بلاشبہ یقینا ہمارے رب کے رسول حق لے کر آئے۔اور انھیں آواز دی جائے گی کہ یہی وہ جنت ہے جس کے وارث تم اس کی وجہ سے بنائے گئے ہو جو تم کیا کرتے تھے"۔

یہاں ان نصوص میں غل کا مطلب حسد، کینہ، کپٹ، بغض، جلن، وغیرہ ہے،لہذا اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومنوں کے دلوں سے ان تمام چیزوں کا خاتمہ فرمادیں گے، کیونکہ جنت میں خوش رہنا ہے اور اس جنت میں سو درجے ہیں ورنہ وہاں پر بھی اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے گلے شکوے کرتے ہوئے بیٹھ جائیں گے کہ اے اللہ سبحانہ وتعالیٰ مجھے اتنا کم دیا ہے اس کو اتنا زیادہ دیا ہے تو یہ جلن اور حسد ختم ہو گی اس کے بعد اہل جنت خوش وخرم اور ہشاش بشاش رہیں گے۔

10-دسواں مرحلہ جنت میں داخلے کا ہے

جہاں پر فرشتے سلام کرتے ہوئے جنتیوں کو جنت میں داخلے کی دعوت دیں گے اور سلامتی کی دعائیں کریں گے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان آیات میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے:

﴿الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقُضُونَ الْمِيثَاقَ (٢٠) وَالَّذِينَ يَصِلُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُونَ سُوءَ الْحِسَابِ (٢١) وَالَّذِينَ صَبَرُوا ابْتِغَاءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَأَنْفَقُوا مِمَّا رَزَقْنَاهُمْ سِرًّا وَعَلَانِيَةً وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ أُولَئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ (٢٢) جَنَّاتُ عَدْنٍ يَدْخُلُونَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ وَالْمَلَائِكَةُ يَدْخُلُونَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ (٢٣) سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ "(٢٤) ﴾

(سورۃ الرعد:20-24)

ترجمہ: جو اللہ کا عہد پورا کرتے ہیں اور پختہ عہد کو نہیں توڑتے۔[20]اور وہ جو اس چیز کو ملاتے ہیں جس کے متعلق اللہ نے حکم دیا ہے کہ اسے ملایا جائے اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور برے حساب کا خوف رکھتے ہیں۔[21]اور وہ جنھوں نے اپنے رب کا چہرہ طلب کرنے کے لیے صبر کیا اور نماز قائم کی اور ہم نے انھیں جو کچھ دیا ہے اس میں سے پوشیدہ اور ظاہر خرچ کیا اور برائی کو نیکی کے ساتھ ہٹاتے ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے اس گھر کا اچھا انجام ہے۔[22] ہیشگی کے باغات، جن میں وہ داخل ہوں گے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی بیویوں اور ان کی اولادوں میں سے جو نیک ہوئے اور فرشتے ہر دروازے میں سے ان پر داخل ہوں گے۔[23]سلام ہو تم پر اس کے بدلے جو تم نے صبر کیا۔ سو اچھا ہے اس گھر کا انجام۔[24]

ایک اور جگہ کہا :

﴿الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ (٦٧) يَا عِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ وَلَا أَنْتُمْ تَحْزَنُونَ (٦٨) الَّذِينَ آمَنُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا مُسْلِمِينَ (٦٩) ادْخُلُوا الْجَنَّةَ أَنْتُمْ وَأَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُونَ (٧٠) يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِنْ ذَهَبٍ وَأَكْوَابٍ وَفِيهَا مَا تَشْتَهِيهِ الْأَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْأَعْيُنُ وَأَنْتُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (٧١) وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ (٧٢) لَكُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ كَثِيرَةٌ مِنْهَا تَأْكُلُونَ" (٧٣) ﴾

(سورۃ الزخرف:67-73)

ترجمہ: سب دلی دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر متقی لوگ۔ اے میرے بندو! آج نہ

تم پر کوئی خوف ہے اور نہ تم غمگین ہو گے۔ وہ لوگ جو ہماری آیات پر ایمان لائے اور وہ فرماں بردار تھے۔ جنت میں داخل ہو جاؤ تم اور تمھاری بیویاں، تم خوش کیے جاؤ گے۔ ان کے گرد سونے کے تھال اور پیالے لے کر پھرا جائے گا اور اس میں وہ چیز ہو گی جس کی دل خواہش کریں گے اور آنکھیں لذت پائیں گی اور تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو۔ اور یہی وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے ہو، اس کی وجہ سے جو تم عمل کرتے تھے۔ تمھارے لیے اس میں بہت سے میوے ہیں، جن سے تم کھاتے ہو۔

جنت کے آٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازے سے آواز دینے والا آواز دے کر جنتی کو اس کے مستحق دروازے سے داخل کروائے گا، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ:

((عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ، قَالَ:" مَنْ أَنْفَقَ زَوْجَيْنِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ نُودِيَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ: يَا عَبْدَ اللَّهِ، هَذَا خَيْرٌ، فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّلَاةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّلَاةِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجِهَادِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الْجِهَادِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصِّيَامِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الرَّيَّانِ، وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الصَّدَقَةِ دُعِيَ مِنْ بَابِ الصَّدَقَةِ"، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ، مَا عَلَى مَنْ دُعِيَ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ مِنْ ضَرُورَةٍ، فَهَلْ يُدْعَى أَحَدٌ مِنْ تِلْكَ الْأَبْوَابِ كُلِّهَا، قَالَ: نَعَمْ، وَأَرْجُو أَنْ تَكُونَ مِنْهُمْ))

ترجمہ: " ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو اللہ کے راستے میں دو چیزیں خرچ کرے گا اسے فرشتے جنت کے دروازوں سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ اچھا ہے پھر جو شخص نمازی ہو گا اسے نماز کے دروازہ سے بلایا جائے گا جو مجاہد ہو گا اسے جہاد کے دروازے سے بلایا جائے جو روزہ دار ہو گا اسے «باب الریان» سے بلایا جائے گا اور جو زکوٰۃ ادا کرنے والا ہو گا اسے زکوٰۃ کے دروازہ سے بلایا جائے گا۔ اس پر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ! جو لوگ ان دروازوں (میں سے کسی ایک دروازہ) سے بلائے جائیں گے مجھے ان سے بحث نہیں، آپ یہ فرمائیں کہ کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جسے ان سب دروازوں سے بلایا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اور مجھے امید ہے کہ آپ بھی انہیں میں سے ہوں گے "۔

(الراوي: أبو هريرة المحدث: البخاري | المصدر: صحيح البخاري الرقم: 1897)

نوٹ: یہ قیامت کے مختصر طور پر دس مرحلے تھے جو بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اب یہاں پر ایک بات غور کرنے کی یہ ہے کہ جو اس میں ترتیب بتائی گئی ہے کہ ضروری نہیں ہے کہ اسی ترتیب کے ساتھ جنت میں داخلہ یا جہنم میں داخلہ ہو گا، کیونکہ اس ترتیب کے ساتھ کسی ایک مکمل حدیث میں یہ تمام مرحلے بیان نہیں کئے گئے ہیں، بلکہ علمائے کرام نے قیامت کے مراحل کے تعلق سے ساری احادیث کا دراسہ کر کے ایک ترتیب دینے کی کوشش کی ہے، ترتیب آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہے اور یہی ہمارا ماننا ہے۔

جہنم اور جنت کا ایک مختصر خاکہ

چلتے چلتے اب میں جہنم کا تھوڑا سا منظر آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں، جہنم میں دیواریں آگ کی ہوں گی، چھت آگ کی ہو گی، گھر آگ کے ہوں گے، بستر آگ کے ہوں گے، تکیے آگ کے ہوں گے، جہنم میں جہنمی کو جب پیاس لگے گی تو اس کو پلانے کے لئے جو پانی لایا جائے گا وہ اتنا گرم ہو گا کہ اس کے بھانپ سے اس کے چہرے کی چمڑی گل جائے گی، اور فرشتے اسکو پینے کے لئے کہیں گے، وہ نہیں پیئے گا، تو فرشتے اس کو پانی زبردستی پلائیں گے اور سر پر انڈلیں گے، اس سے اس پر سوراخ پڑ جائے گا، اور اس گرم پانی کی وجہ سے پیٹ کٹ جائے گا اور ساری آنتیں باہر آجائیں گی، اور بھوک لگنے پر فرشتے اسے کانٹوں کا کھانا دیں گے، جب وہ کھانے سے منع کر دے گا تو اس کو فرشتے زبردستی ٹھوس ٹھوس کر کھلائیں گے، اور اس کو لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ دیا جائے گا اور وہ اتنے وزنی ہوں گی کہ جس سے جہنمی ہل بھی نہیں سکے گا، اور اسی زنجیر میں اس کو گھسیٹا جائے گا۔

ان کے بالمقابل جنتی تو بڑے عیش اور آرام میں ہوں گے، اور انہیں وہاں وہ ساری چیزیں ملیں گی جو ان کا من چاہتا ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

﴿ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴾

(سورۃ حم سجدۃ: 31/41)

ترجمہ: ”تمہارے لئے وہاں پر وہ سب کچھ ہو گا جو تم چاہو گے، اور وہ سب کچھ ہے جو تم مانگو گے۔“

آخر میں جنت کا ایک منظر کھینچ کر اپنی بات ختم کر دیتا ہوں کہ جنتی جارہا ہو گا چلتے چلتے وہ اپنے کپڑوں کو دیکھا گا تو اس کو خواہش ہو گی کہ فلاں پودے یا پھول کی طرح کپڑا ہو گا تو کتنا اچھا ہو گا، جیسے ہی اس کی خواہش ہوئی تو تھوڑے ہی دیر میں اس کی فیٹنگ کے برابر وہ کپڑا اس کے جسم پر ہو گا، جب کہ دنیا کا معاملہ اس سے بالکل مختلف ہے۔ جنت میں صرف خواہش کرنے کی دیر ہے، وہاں اسے وہ سب کچھ حاصل ہو جائے گا جو اس کا نفس خواہش کرے گا۔

میرے پیارے بھائیو! ہم اس دنیا سے بہت دل لگا چکے ہیں اگر دل لگانا ہے تو اس جنت سے لگائیں جس کے بارے میں آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ:

((مَا لاَ عَيْنٌ رَأَتْ، وَلاَ أُذُنٌ سَمِعَتْ، وَلاَ خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ))

ترجمہ: ”جنت میں ایسی چیزیں ہوں گی جس کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، کسی کان نے نہیں سنا، اور نہ کسی کے دل میں اس کا خیال گذرا ہو گا “

(الراوی: ابو هريرة رضی اللہ عنہ المصدر: صحیح البخاری المحدث: البخاری رقم الحدیث: 4779 خلاصة حکم الحدیث: صحیح)

اگر آپ کو جنت کا منظر خیالات میں دیکھنا ہو تو سورہ غاشیہ پڑھ لیجئے اور سورہ اعلیٰ بھی کیونکہ اس میں توحید رسالت اور آخرت کا تذکرہ ہے) جو کہ ہماری کامیابی کا راز اور SUBJECT ہے (یہ بھی کہ دنیا دار العمل ہے یہاں ہمیں ایمان کے ساتھ عمل صالح کرتے رہنا چاہئے اور یہ سورۃ ہم جمعہ کی نماز کی پہلی رکعت میں پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد دوسری رکعت میں اسکا ریزلٹ نتیجہ جنت کا ذکر ہے لہذا یہ دو سورتیں ہمیں ہمیشہ پڑھتے رہنا چاہئے اور اس کے مطابق عمل کرتے رہنا چاہئے جن سے جنت کو حاصل کرنا آسان ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ۔

قیامت پر اور قیامت کے دن وقوع ہونے والے واقعات پر ایمان لانا مثلاً :

پوائنٹ نمبر 94:

شفاعت پر ایمان لانا

اس بات پار ایمان لانا کہ شفاعت برحق ہے، علمائے کرام نے تقریباً شفاعت چھ (6) قسمیں بتائی ہیں:

شفاعت کے چھ قسمیں

1) الشفاعة الكبريٰ (بڑی شفاعت)

- شفاعتِ عامہ
- شفاعتِ خاصہ

2) الشفاعة لدخول الجنة (جنت میں جانے کے لیے کی جانے والی شفاعت)

3) الشفاعة لاصحاب الأعراف (جن کی نیکیاں اور گناہ برابر برابر ہوں کو اصحابِ اعراف کہا جاتا یہ جنت میں ہوں گے نہ جہنم میں ہوں گے بلکہ یہ وادیٔ اعراف میں ہوں گے لہذا ان کی بھی شفاعت ہو گی (

4) الشفاعة لأهل الكبائر (جو لوگ کبیرہ گناہ کے مرتکب ہوں گے ان کی شفاعت ہو گی (

5) الشفاعة لرفع الدرجات في الجنة (جو لوگ جنت میں داخل کر دیئے جائیں گئے ان کی شفاعت ہو گی اور ان کے درجات بلند کئے جائیں گے (

6) الشفاعة لتخفيف العذاب في النار (جہنمیوں کے عذاب میں شفاعت کے ذریعے ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی (جیسے کہ ابو طالب کی سزا میں تخفیف)

پؤائنٹ نمبر 95:

جنت اور جہنم پر ایمان لانا (کہ وہ پیدا کی جاچکی ہیں):

اس بات پر ایمان لانا کہ جنت اور جہنم موجود ہے اور یہ اللہ تعالی کی پیدا کردہ مخلوق ہیں۔

پؤائنٹ نمبر 96:

بعث بعد الموت (موت کے بعد کی زندگی پر ایمان لانا):

((وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ)) یعنی کہ مرنے کے بعد قیامت کے دن لوگوں کو ان کی قبروں سے زندہ اٹھایا جائے گا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

﴿زَعَمَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ لَنْ يُبْعَثُوا قُلْ بَلَى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ ثُمَّ لَتُنَبَّؤُنَّ بِمَا عَمِلْتُمْ وَذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾

(سورۃ التغابن، سورۃ نمبر 64، آیت نمبر:7)

"ان کافروں نے خیال کیا ہے کہ دوبارہ زندہ نہ کیے جائیں گے، آپ (ﷺ) کہہ دیجئے کہ کیوں نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور دوبارہ اٹھائے جاؤ گے پھر جو تم نے کیا ہے اس کی خبر دیئے جاؤ گے اور اللہ پر یہ بالکل ہی آسان ہے۔"

کسی شخص کے لیے پہلی بار کوئی کام کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن وہی کام وہ شخص دوسری مرتبہ آسانی کے ساتھ کر دیتا ہے لہذا جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو اور خصوصاً انسانوں کو پہلی مرتبہ آسانی کے ساتھ پیدا فرما دیا تو اللہ تعالیٰ کے لیے انسانوں اور دیگر مخلوقات کو دوسری مرتبہ پیدا کرنا کون سا مشکل ہو گا، قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ انسان کے پیدا ہونے کے مراحل اور پھر موت اور موت کے بعد پھر دوبارہ اٹھائے جانے کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ[١٢] ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ[١٣] ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنْشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ[١٤] ثُمَّ إِنَّكُمْ بَعْدَ ذَلِكَ لَمَيِّتُونَ[١٥] ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تُبْعَثُونَ[١٦]﴾

(سورۃ المومنون، سورۃ نمبر 23، آیت نمبر:12-16)

"یقیناً ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا[12] پھر اسے نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں قرار دے دیا[13] پھر نطفہ کو ہم نے جما ہوا خون بنا دیا، پھر اس خون کے لوتھڑے کو گوشت کا ٹکڑا کر دیا، پھر گوشت کے ٹکڑے کو ہڈیاں بنا دیں، پھر ہڈیوں کو ہم نے گوشت پہنا دیا، پھر دوسری بناوٹ میں اس کو پیدا کر دیا، برکتوں والا ہے وہ اللہ جو سب سے بہترین پیدا کرنے والا ہے[14] اس کے بعد پھر تم سب یقیناً مر جانے والے ہو [15] پھر قیامت کے دن بلاشبہ تم سب اٹھائے جاؤ گے[16]۔"

پؤائنٹ نمبر :97

کفار و مشرکین بعث بعد الموت کا مذاق اڑایا کرتے تھے :

اکثر و بیشتر کفار و مشرکین بعث بعد الموت کا مذاق اڑایا کرتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تکلیفیں دیا کرتے تھے چنانچہ حدیث میں ہے کہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنْتُ رَجُلًا قَيْنًا، فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ، فَاجْتَمَعَ لِي عِنْدَهُ، فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ، فَقَالَ: لَا، وَاللَّهِ لَا أَقْضِيكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ، فَقُلْتُ: أَمَا وَاللَّهِ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ فَلَا، قَالَ: وَإِنِّي لَمَيِّتٌ ثُمَّ مَبْعُوثٌ، قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: فَإِنَّهُ سَيَكُونُ لِي، ثَمَّ مَالٌ وَوَلَدٌ فَأَقْضِيكَ))

کہ میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل (مشرک) کا کام کیا، جب میری بہت سی مزدوری اس کے سر چڑھ گئی تو میں اس کے پاس تقاضا کرنے آیا، وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم! میں تمہاری مزدوری اس وقت تک نہیں دوں گا جب تک تم محمد ﷺ سے نہ پھر جاؤ، میں نے کہا، اللہ کی قسم! یہ تو اس وقت بھی نہ ہو گا جب تو مر کے دوبارہ زندہ ہو گا، اس نے کہا، کیا میں مرنے کے بعد پھر دوبارہ زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا کہ ہاں! اس پر وہ بولا پھر کیا ہے وہیں میرے پاس مال اور اولاد ہو گی اور وہیں میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔

((فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَعَالَى)) اس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

﴿أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا﴾

(سورۃ مریم، سورۃ نمبر 19، آیت نمبر:77)

"(اے نبی ﷺ!) کیا آپ (ﷺ) نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کا انکار کیا، اور کہا کہ مجھے ضرور وہاں مال و اولاد دی جائے گی۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب: کیا کوئی مسلمان دار الحرب میں کسی مشرک کی مزدوری کر سکتا ہے؟، حدیث نمبر: 2275)

لہٰذا بندہ جس حالت میں مرتا ہے اسی حالت میں اٹھایا جاتا ہے یعنی کہ اگر کوئی شخص ایمان کی حالت میں مرتا ہے تو وہ ایمان کی حالت میں اٹھایا جائے گا اور جو کفر کی حالت میں مرتا ہے اس کو اسی کفر کی حالت میں اٹھایا جائے گا، جابر ابن

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلَى مَا مَاتَ عَلَيْهِ))

"ہر بندہ قیامت کے دن اس حالت پر اٹھے گا جس حالت میں مرا تھا"۔

(صحیح مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا، باب: موت کے وقت اللہ جل جلالہ کے ساتھ نیک گمان رکھنا، حدیث نمبر :2878[7232])

پوائنٹ نمبر :98

بعث بعد الموت پر ایمان لانا واجب ہے:

مرنے کے بعد اٹھائے جانے پر ایمان لانا لازم ہے اگر کوئی اس بات پر ایمان نہ لائے تو وہ ایمان میں داخل نہیں جیسا حدیث میں ہے علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتَّى يُؤْمِنَ بِأَرْبَعٍ: يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنِّي مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ بَعَثَنِي بِالْحَقِّ، وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ، وَبِالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدَرِ))

" کوئی بندہ چار چیزوں پر ایمان لائے بغیر مومن نہیں ہو سکتا:

1) گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔
2) موت پر ایمان لائے۔
3) مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان لائے۔
4) تقدیر پر ایمان لائے۔"

(جامع ترمذی، کتاب القدر، باب: اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے کا بیان، حدیث نمبر :2145، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن ابن ماجہ :81)

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 99:

قبر اور برزخی زندگی پر ایمان رکھنا:

علمائے کرام کہتے ہیں کہ موت کے بعد دو زندگیاں ہیں:

1) برزخی زندگی۔

2) قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے والی زندگی۔

برزخی زندگی: جب ایک بندہ مر جاتا ہے تو اس کے مرنے کے بعد سے قیامت کے درمیان میں جو زندگی ہوتی ہے اس کو برزخی زندگی کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَمِنْ وَرَائِهِمْ بَرْزَخٌ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ﴾

(سوۃ المومنون، سورۃ نمبر 23، آیت نمبر: 100)

"ان کے پس پشت تو ایک حجاب ہے، ان کے دوبارہ جی اٹھنے کے دن تک۔"

پوائنٹ نمبر 100:

برزخ کا معنی اور مفہوم:

(بَرْزَخٌ - ب ر ز خ) اسم رباعی مجرّد، بوزن (فَعْلَلٌ)، بمعنی: پردہ، حجاب، آڑ، رکاوٹ (a Barrier)۔ کسی دو چیزوں کے درمیان میں حائل پردے یا آڑ کو برزخ کہا جاتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ[١٩] بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ[٢٠]﴾

(سورۃ الرحمٰن، سورۃ نمبر 55، آیت نمبر: 19-20)

"اس نے دو دریا جاری کر دیے جو ایک دوسرے سے مل جاتے ہیں[19] ان دونوں میں ایک آڑ ہے کہ اس سے بڑھ نہیں سکتے[20]۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ اور ایک جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هَذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهَذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا

وَحِجْرًا مَحْجُورًا﴾

(سورۃ الفرقان 25، سورۃ نمبر، آیت نمبر: 53)

" اور وہی ہے جس نے دو سمندر آپس میں ملا رکھے ہیں، یہ ہے میٹھا اور مزید ار اور یہ ہے کھاری کڑوا، اور ان دونوں کے درمیان ایک حجاب اور مضبوط اوٹ کر دی۔ "

یعنی کہ ان کے آگے ایک اڑ ہے پردہ پڑا ہوا ہے۔

پوائنٹ نمبر: 101

برزخ کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال:

ضحاک، مجاہد اور ابن زید رحمۃ اللہ علیہم اس کا معنی یہ بیان کرتے ہیں کہ "ان کے پیچھے آڑ ہے "یعنی کہ وہ لوگ جو مر چکے ہیں وہ دوبارہ بعثت ہونے کی اڑ میں ہیں۔

- امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ (کا دوسرا قول یہ ہے کہ وہ) کہتے ہیں اس سے مراد دنیا و آخرت کے بیچ کا پردہ ہے۔
- عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ برزخ کے معنی حجاب کے ہیں۔
- امام السدی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ برزخ سے مراد مدت ہے۔
- قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ برزخ کا معنی دنیا کی بقیہ زندگی ہے۔
- بعض کہتے ہیں کہ برزخ کا معنی قیامت تک مہلت دیئے جانے کے ہیں، اس جو ابن عیسیٰ نے نقل کیا ہے۔
- کلبی کہتے ہیں کہ دو صوروں کے درمیانی وقفے کو برزخ کہتے ہیں، اور ان کا درمیانی وقفہ چالیس سال تک پھیلا ہوا ہے۔
- (امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں) یہ تمام اقوال ایک دوسرے کے قریب قریب ہیں لہذا دو چیزوں کی آڑ کو دو چیزوں کے بیچ کے پردے کو برزخ کہا جاتا ہے۔
- جوہری کہتے ہیں (اَلْبَرْزَخُ الْحَاجِزُ بَيْنَ الشَّيْئَيْنِ) یعنی کسی دو چیزوں کے بیچ کے پردے کو برزخ کہتے ہیں، دنیا اور آخرت کے دن کے درمیان کا وقفہ برزخ کہلاتا ہے لہذا جو مر گیا وہ برزخ میں چلا گیا۔
- امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک واقعہ نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ایک

شخص نے کہا اللہ تعالیٰ فلاں بندے پر رحم فرمائے کہ وہ اہل آخرت میں شامل ہو گیا امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر کہا کہ وہ اہل آخرت میں سے نہیں ہے بلکہ وہ اہل برزخ میں شامل ہو گیا۔

(الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی):12/150، طبع: دار الکتب المصریہ، القاہرۃ)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں:

((وَقَالَ مُجَاهِدٌ:الْبَرْزَخُ الْحَاجِزُ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ))

دنیا اور برزخ کے بیچ میں جو پردہ ہے اس کو برزخ کہتے ہیں۔

محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ: الْبَرْزَخُ مَا بَيْنَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، لَيْسُوا مَعَ أَهْلِ الدُّنْيَا يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَلَا مَعَ أَهْلِ الْآخِرَةِ يُجَازَوْنَ بِأَعْمَالِهِمْ))

برزخ ایک حجاب اور آڑ ہے دنیا اور آخرت کے درمیان وہ نہ تو صحیح طور دنیا میں ہیں کہ کھائیں پیئں نہ آخرت میں ہیں کہ اعمال کے بدلے عطاء کئے جائیں اخری فیصلہ کے طور پر۔

ابو صخر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَالَ أَبُو صَخْرٍ:الْبَرْزَخُ الْمَقَابِرُ لَا هُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَا هُمْ فِي الْآخِرَةِ، فَهُمْ مُقِيمُونَ إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ))

برزخ مقبروں کو کہتے ہیں یعنی کہ مقبروں میں رہنے والے نہ تو وہ دنیا میں ہوتے ہیں اور نہ وہ آخرت میں ہوتے ہیں بلکہ وہ روزِ قیامت تک انہیں مقبروں میں رہیں گے۔

(تفسیر ابن کثیر:5/431، طبع: دار الکتب العلمیۃ)

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 102:

برزخ کے بارے میں اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ:

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ اس دنیا کے بعد بھی زندگی ہے بلکہ یہود و نصاریٰ اور دوسرے ادیان بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں البتہ قرآن وحدیث کی تعبیر مختلف اور دیگر ادیان کی تعبیرات الگ الگ ہیں لیکن ہم عالمِ برزخ اور دوسرے عالموں کا گمان نہیں کرسکتے کہ اس عالم میں کیا کیا ہوتا ہوگا یہ ہماری سمجھ سے بہت بالاتر ہے جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(سورۃ السجدۃ، سورۃ نمبر 32، آیت نمبر :17)

"پس کوئی شخص نہیں جانتا کہ ان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے کیا کچھ چھپا کر رکھا گیا ہے، اس عمل کی جزا کے لیے جو وہ کیا کرتے تھے۔"

اس آیت سے بات واضح ہوتی ہے کہ ہم جنت جہنم یا عالمِ برزخ جو ہماری آنکھ سے چھپا کر رکھی گئی ہے اس کو ہم دیکھ نہیں سکتے اور نہ ہی اس کا کوئی گمان کرسکتے ہیں لیکن ان تمام چیزوں پر ایمان لانا فرض ہے۔

پوائنٹ نمبر 103:

منکرینِ عذابِ قبر:

جو لوگ عذابِ قبر کے منکر ہوتے ہیں وہ لوگ عالمِ برزخ کے بھی منکر ہوتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جزاء سزا یہ تمام چیزیں محشر میں حساب وکتاب طے ہونے کے بعد کا مرحلہ ہے حالانکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

(سورۃ غافر / مومن، سورۃ نمبر 40، آیت نمبر :46)

"آگ ہے جس کے سامنے یہ ہر صبح شام لائے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی (فرمان ہوگا کہ فرعونیوں کو سخت ترین عذاب میں ڈالو۔"

(تفسیر ابن کثیر: 7/133، طبع دار الکتب العلمیۃ)

پوائنٹ نمبر 104:

قبر میں جنت اور جہنم کا نظارہ:

عالمِ برزخ کے ان تمام تفصیلات کا یہ نچوڑ یہ ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کو قبر میں دفنا دیا جاتا ہے اور قبر میں اس میت کو صبح و شام اس کا ٹھکانہ بتایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور اور اگر وہ جہنمی ہے تو اس شخص کو صبح و شام جہنم دکھائی جاتی ہے اللہ سبحانہ و تعالیٰ سے دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو ان لوگوں میں شامل فرمائے جن کو قبر میں صبح و شام جنت دکھائی جاتی ہے، آمین۔

پوائنٹ نمبر 105:

عذاب قبر پر ایمان لانا:

عذابِ قبر پر ایمان رکھنا بعث بعد الموت کے اندر داخل ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی پہلی دلیل:

﴿يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللَّهُ الظَّالِمِينَ وَيَفْعَلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ﴾

(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر 14، آیت نمبر 27)

"ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی، ہاں ناانصاف لوگوں کو اللہ بہکا دیتا ہے اور اللہ جو چاہے کر گزرے۔"

حدیث میں ہے کہ یہ آیت عذابِ قبر کے برحق ہونے پر نازل ہوئی سیدنا براء بن عازب سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ـبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ سورة إبراهيم آية ٢٧، قَالَ: نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ، فَيُقَالُ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ، فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللَّهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ،

فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الآخِرَةِ سورة إبراهيم آية ٢٧))

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو پختہ قول یعنی کہ کلمہ کے حقیقی گواہی کے ذریعے سے حق پر ثابت قدم رکھتا ہے اور آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ آیت عذابِ قبر کے بارے میں نازل ہوئی میت سے پوچھا جاتا ہے کہ تمہارا رب کون ہے؟ مومن میت کہتی ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد ہیں، لہذا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ ﴾

(سورۃ ابراہیم، سورۃ نمبر 14، آیت نمبر 27)

"ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ پکی بات کے ساتھ مضبوط رکھتا ہے، دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی دوسرے دلیل:

﴿وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَى عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ قَالَ أُوحِيَ إِلَيَّ وَلَمْ يُوحَ إِلَيْهِ شَيْءٌ وَمَنْ قَالَ سَأُنْزِلُ مِثْلَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَوْ تَرَى إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُو أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنْفُسَكُمُ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر 6، آیت نمبر: 93)

"اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہو گا جو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی اور جو شخص یوں کہے کہ جیسا کلام اللہ نے نازل کیا ہے اسی طرح کا میں بھی لاتا ہوں اور اگر آپ اس وقت دیکھیں جب کہ یہ ظالم لوگ موت کی سختیوں میں ہوں گے اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں گے کہ ہاں اپنی جانیں نکالو، آج تم کو ذلت کا عذاب دیا جائے گا اس سبب سے کہ تم اللہ تعالیٰ کے ذمہ جھوٹی باتیں لگاتے تھے، اور تم اللہ تعالیٰ کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی تیسری دلیل:

﴿وَلَوْ تَرَى إِذْ يَتَوَفَّى الَّذِينَ كَفَرُوا الْمَلَائِكَةُ يَضْرِبُونَ وُجُوهَهُمْ وَأَدْبَارَهُمْ وَذُوقُوا عَذَابَ الْحَرِيقِ[٥٠] ذَلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ وَأَنَّ اللَّهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِلْعَبِيدِ[٥١]﴾

(سورۃ الانفال، سورۃ نمبر 8، آیت نمبر: 50-51)

"کاش کہ تو دیکھتا جب کہ فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے ہیں ان کے منھ پر اور سرینوں پر مار مارتے ہیں (اور کہتے ہیں) تم جلنے کا عذاب چکھو[50] یہ بسبب ان کاموں کے جو تمہارے ہاتھوں نے پہلے ہی بھیج رکھا ہے بیشک اللہ اپنے بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں[51]۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی چوتھی دلیل:

﴿وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُونَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِينَةِ مَرَدُوا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 9، آیت نمبر: 101)

"اور کچھ تمہارے گردو پیش والوں میں اور کچھ مدینے والوں میں ایسے منافق ہیں کہ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، آپ ان کو نہیں جانتے، ان کو ہم جانتے ہیں ہم ان کو دہری سزا دیں گے، پھر وہ بڑے بھاری عذاب کی طرف بھیجے جائیں گے۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی پانچویں دلیل:

﴿الَّذِينَ تَتَوَفَّاهُمُ الْمَلَائِكَةُ ظَالِمِي أَنْفُسِهِمْ فَأَلْقَوُا السَّلَمَ مَا كُنَّا نَعْمَلُ مِنْ سُوءٍ بَلَى إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ[٢٨] فَادْخُلُوا أَبْوَابَ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِينَ[٢٩]﴾

(سورۃ النحل، سورۃ نمبر 16، آیت نمبر: 28-29)

"وہ جو اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں، فرشتے جب ان کی جان قبض کرنے لگتے ہیں اس وقت وہ جھک جاتے ہیں

کہ ہم برائی نہیں کرتے تھے۔ کیوں نہیں؟ اللہ تعالیٰ خوب جاننے والا ہے جو کچھ تم کرتے تھے[28] پس اب تو ہیشگی کے طور پر تم جہنم کے دروازوں میں داخل ہو جاؤ، پس کیا ہی برا ٹھکانا ہے غرور کرنے والوں کا"۔[29]

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی چھٹویں دلیل:

﴿النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ﴾

(سورۃ غافر / مومن، سورۃ نمبر 40، آیت نمبر: 46)

"جو آگ ہے، وہ اس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہو گی، آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی ساتویں دلیل:

﴿فَذَرْهُمْ حَتَّى يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ[٤٥] يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ[٤٦] وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَلِكَ وَلَكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ[٤٧]﴾

(سورۃ الطور، سورۃ نمبر 52، آیت نمبر: 45-47)

"آپ انہیں چھوڑ دیں یہاں تک کہ انہیں اس دن سے سابقہ پڑے جس میں یہ بے ہوش کر دیئے جائیں گے [45] جس دن انہیں ان کا مکر کچھ کام نہ دے گا اور نہ وہ مدد کیے جائیں گے [46] بیشک ظالموں کے لیے اس کے علاوہ اور عذاب بھی ہیں، لیکن ان لوگوں میں سے اکثر بے علم ہیں[47]۔"

عذابِ قبر کے بارے میں قرآنِ مجید کی آٹھویں دلیل:

اللہ تعالیٰ قومِ نوح کے بارے میں کہتے ہیں:

﴿مِمَّا خَطِيئَاتِهِمْ أُغْرِقُوا فَأُدْخِلُوا نَارًا فَلَمْ يَجِدُوا لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْصَارًا﴾

(سورۃ نوح، سورۃ نمبر 71، آیت نمبر:25)

"اپنے گناہوں ہی کی وجہ سے وہ غرق کیے گئے، پس آگ میں داخل کیے گئے، پھر انھوں نے اللہ کے سوا اپنے لیے کوئی مدد کرنے والے نہ پائے۔"

پوائنٹ نمبر 106:

منکرین عذابِ قبر کا عقیدہ:

جو لوگ قبر میں عذاب کے منکر ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں کہیں پر بھی عذابِ قبر کا ذکر بالراست یا براہ راست طور پر بیان نہیں کیا گیا ہے اور سورۃ یس کی آیت کو وہ بطورِ دلیل پیش کرتے ہیں:

﴿قَالُوا يَا وَيْلَنَا مَنْ بَعَثَنَا مِنْ مَرْقَدِنَا هَذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمَٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُونَ﴾

(سورۃ یس، سورۃ نمبر 36، آیت نمبر:52)

"کہیں گے ہائے ہائے! ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھا دیا۔ یہی ہے جس کا وعدہ رحمٰن نے دیا تھا اور رسولوں نے سچ سچ کہہ دیا تھا۔"

پوائنٹ نمبر 107:

منکرینِ عذاب قبر:

عذابِ قبر کے منکرین میں دو بڑے نام لیے جاتے ہیں پہلا ہے بشر بن غیاث مریسی اور دوسرا نام ہے ضرار بن عمرو۔ بشر بن غیاث بن ابی کریمہ مریسی اس شخص کی کنیت ابوعبدالرحمٰن تھی اور یہ بشر مریسی نام سے بہت مشہور ہوا اس کی مریسی سے مشہور ہونے کی وجہ یہ ہے کہ علمائے کرام کہتے ہیں کہ درب المریسی کا رہنے والا تھا جو بغداد میں واقع ہے بشر مریسی کی تاریخِ پیدائش کو کسی نے ذکر نہیں کیا اور اس کی موت کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے یہ 218، 219 ہجری

میں مرا۔

امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول :

((وبشر من أصحاب الراي أخذ الفقه عن أبي يوسف القاضي))

بشر مریسی فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی اور اہل الرائے میں سے تھا قاضی ابو یوسف کا شاگرد تھا۔

(تاریخ بغداد للخطیب بغدادی:8/61)

امام ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((أخبرني محمد بْن أحمد بْن يَعْقُوبَ أَخْبَرَنَا مُحَمّدُ بْن نُعَيْمٍ الضّبّيُّ قَالَ: سمعت أبا جعفر محمد بْن صالح يقول: سمعت(أبا سُلَيْمَان داود بْن الحسين يقول: سمعت) إسحاق بْن إبراهيم الحنظلي يقول: دخل حميد الطوسي عَلَى أَمِير الْمُؤْمِنِينَ وعنده بشر المريسي، فَقَالَ حميد: يَا أَمِير الْمُؤْمِنِينَ، هَذَا سيد الفقهاء، هَذَا(قد) رفع عذاب القبر ومسألة منكر ونكير، والميزان، والصراط)،انظر هل يقدر أن يرفع الموت؟)ثم نظر إِلَى بشر وقال لو رفعت الموت كنت سيد الفقهاء حقا ((

حمید طوسی رحمۃ اللہ علیہ (اس وقت کے) امیر المومنین (خلیفہ مامون بن رشید) کے ہاں گئے وہاں انہوں نے دیکھا کہ امیر المومنین (خلیفہ مامون بن رشید) کے پاس بشر مریسی کھڑا ہوا تھا، حمید طوسی رحمۃ اللہ علیہ کو آتا ہو دیکھ کر امیر المومنین (خلیفہ مامون بن رشید) کہنے لگے اے حمید کیا تم جانتے ہو کہ جو میرے ساتھ کھڑا وہ شخص کون ہے؟ حمید طوسی رحمۃ اللہ علیہ جواب دیتے ہیں اے امیر المومنین میں اس شخص کو نہیں جانتا تو امیر المومنین نے کہا کہ یہ بشر مریسی ہے تو حمید طوسی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ تو فقہاء کے سرداروں میں ایک ہیں اور یہ کہ اس نے عذاب قبر کو ماننے سے انکار کر دیا اور منکر نکیر، میزان اور پل صراط کا بھی یہ منکر ہے اور یہ کہتا پھرتا ہے کہ اسلام میں یہ سب چیزیں نہیں ہیں ہو سکتا ہے کہ یہ موت کا بھی انکار کر دے پھر حمید طوسی نے براہ راست بشر مریسی سے کہا کہ تم تو فقہاء کے سردار کہلاتے ہو اب تم چاہو تو اسلام میں سے موت کو بھی بے

دخل کر سکتے ہو۔

(المنتظم فی تاریخ الملوک والامم لابن الجوزی: 11/32، ذکر من توفي في هذه السنة من الأكابر ۱۲۳۷- بشر بن غياث بن أبي كريمة، أبو عبد الرحمن [المعروف] [۸] بالمريسي [۹] وسنده صحیح، محقق: محمد عبد القادر عطا و مصطفی عبد القادر عطا، الناشر: در الکتب العلمیہ)

2) عذابِ قبر کا انکار کرنے والوں میں دوسرا نام ابو عمرو ضرار بن عمرو غطفانی ضبی کوفی قاضی (متوفی: 190ھ) کا نام ملتا ہے یہ واصل ابن عطاء مخزومی (متوفی: 131ھ، بانئ فرقہ معتزلہ) کا شاگرد تھا اس کا نام معتزلہ کے بڑے فقہاء میں کیا جاتا ہے بعد میں اس شخص نے مستقل طور پر جبریہ عقیدے کو اپنا لیا اور کہا جاتا ہے یہ شخص فرقہ ضراریہ کا بانی بھی ہے جن کا یہ عقیدہ ہے کہ عذابِ قبر، جنت اور جہنم اس طرح کی چیزوں کا کوئی وجود نہیں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((ضرار بن عمرو القاضي، معتزلي جلد، له مقالات خبيثة))

ضرار بن عمرو ایک شدت پسند غالی معتزلی تھا اور یہ خبیث نظریات کا حامل شخص تھا۔

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال للذہبی: 2/328، ترجمہ رقم: 3953، الناشر: دار المعرفۃ، بیروت)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((عذاب القبر أو نعيمه حق ثابت بظاهر القرآن وصريح السنة وإجماع أهل السنة))

یعنی عذابِ قبر یا قبر کی نعمتیں حق ہیں اور یہ قرآنِ مجید سے ثابت ہے احادیث سے ثابت ہے اور اور اجماع اہل السنۃ سے بھی ثابت ہے۔

(تعلیق علی لمعۃ الاعتقاد لابن عثیمین، صفحہ: 112، فصل: الإیمان بکل ما أخبر به الرسول، الناشر: مکتبۃ اضواء السلف)

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 108:

عذابِ قبر کے بارے میں وارد احادیث:

عمرہ بنت عبد الرحمٰن بن سعد بن زرارہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((أَنَّ يَهُودِيَّةً جَاءَتْ تَسْأَلُهَا، فَقَالَتْ لَهَا: أَعَاذَكِ اللَّهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُعَذَّبُ النَّاسُ فِي قُبُورِهِمْ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" عَائِذًا بِاللَّهِ مِنْ ذَلِكَ))

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک یہودی عورت مانگنے کے لیے آئی اور اس نے دعا دی کہ اللہ آپ کو قبر کے عذاب سے بچائے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا لوگوں کو قبر میں عذاب ہو گا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ مانگتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الکسوف، باب: سورج گرہن میں عذاب قبر سے اللہ کی پناہ مانگنا، حدیث نمبر: 1049)

ام مبشر بیان کرتی رضی اللہ عنہا ہیں:

((عَنْ أُمِّ مُبَشِّرٍ(امْرَأَةِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ) رَضِيَ اللهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَنَا فِي حَائِطٍ مِنْ حَوَائِطِ بَنِي النَّجَّارِ، فِيهِ قُبُورٌ مِنْهُمْ، قَدْ مُوِّتُو فِي الْجَاهِلِيَّةِ، فَسَمِعَهُمْ وَهُمْ يُعَذَّبُونَ، فَخَرَجَ وَهُوَ يَقُولُ: " اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ" . قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ، وَإِنَّهُمْ لَيُعَذَّبُونَ فِي قُبُورِهِمْ؟ قَالَ: " نَعَمْ، عَذَابًا تَسْمَعُهُ الْبَهَائِمُ))

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور میں بنو نجار کے کسی باغ میں تھی، وہاں دور جاہلیت میں مرنے والوں کی چند قبریں تھیں، انہیں جو عذاب ہو رہا تھا وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سنائی دیا سو آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے یہ فرماتے ہوئے نکلے قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کیا کرو، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آیا ان کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! ایسا عذاب ہو رہا ہے جسے جانور بھی سنتے ہیں۔"

(مسند احمد 44:/592، حدیث نمبر: 27044، شعیب ارناؤوط نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے اور شیخ البانی

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو سلسلہ احادیث الصحیحہ (حدیث نمبر:1444) میں نقل کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 109:

رسول اللہ ﷺ نے عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنے کی تاکید فرمائی:

رسول اللہ ﷺ نماز میں عذابِ قبر سے پناہ طلب کرنے کی دعا پڑھتے اور اس کی تاکید فرماتے، ام المؤمنین عائشہ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز میں یہ دعا مانگتے:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے"

((قَالَتْ: فَقَالَ لَهُ قَائِلٌ: مَا أَكْثَرَ مَا تَسْتَعِيذُ مِنَ الْمَغْرَمِ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ فَقَالَ: إِنَّ الرَّجُلَ إِذَا غَرِمَ، حَدَّثَ، فَكَذَبَ، وَوَعَدَ، فَأَخْلَفَ))

ایک شخص بولا: یا رسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ اکثر قرض داری سے کیوں پناہ مانگتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب آدمی قرض دار ہوتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ خلافی کرتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب: نماز میں کس چیز سے پناہ مانگی جائے، حدیث نمبر:589[1325])

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے کسی نے اس کا ذکر کیا کہ ابن عمر نبی کریم ﷺ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں:

((إِنَّ الْمَيِّتَ يُعَذَّبُ فِي قَبْرِهِ بِبُكَاءِ أَهْلِهِ، فَقَالَتْ: وَهَلَ إِنَّمَا قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:" إِنَّهُ لَيُعَذَّبُ بِخَطِيئَتِهِ وَذَنْبِهِ وَإِنَّ أَهْلَهُ لَيَبْكُونَ عَلَيْهِ الْآنَ))

کہ میت کو قبر میں اس کے گھر والوں کے، اس پر رونے سے بھی عذاب ہوتا ہے اس پر ام المؤمنین عائشہ نے کہا کہ آپ ﷺ نے تو یہ فرمایا تھا کہ عذاب میت پر اس کی بد عملیوں اور گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور اس کے گھر والے ہیں کہ اس کی جدائی پر رونے میں مشغول ہے (رونے کے بجائے میت کے لئے مغفرت

طلب کریں)۔

(صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب: (بدر کے دن) ابوجہل کا قتل ہونا، حدیث نمبر: 3978۔ وصحیح مسلم :932[2154])

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ ، وَالْعَشِيِّ، إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ، فَيُقَالُ هَذَا مَقْعَدُكَ حَتَّى يَبْعَثَكَ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

کہ جب تم میں سے کوئی شخص مر جاتا ہے تو اس کا ٹھکانا اسے صبح و شام دکھایا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہے تو جنت والوں میں اور جو دوزخی ہے تو دوزخ والوں میں پھر کہا جاتا ہے یہ تیرا ٹھکانا ہے یہاں تک کہ قیامت کے دن اللہ تجھ کو اٹھائے گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: مردے کو دونوں وقت صبح اور شام اس کا ٹھکانا بتلایا جاتا ہے، حدیث نمبر:1379۔ صحیح مسلم:2866[7212]۔ جامع ترمذی:1072۔ سنن النسائی:2073۔ سنن ابن ماجہ:4207)

پوائنٹ نمبر 110:

وہ گناہ جس کی وجہ سے عذاب قبر دیا جاتا ہے:

عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((مَرَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَبْرَيْنِ ، فَقَالَ: إِنَّهُمَا لَيُعَذَّبَانِ، وَمَا يُعَذَّبَانِ مِنْ كَبِيرٍ، ثُمَّ قَالَ: بَلَى، أَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ يَسْعَى بِالنَّمِيمَةِ، وَأَمَّا أَحَدُهُمَا فَكَانَ لَا يَسْتَتِرُ مِنْ بَوْلِهِ، قَالَ: ثُمَّ أَخَذَ عُودًا رَطْبًا فَكَسَرَهُ بِاثْنَتَيْنِ، ثُمَّ غَرَزَ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا عَلَى قَبْرٍ، ثُمَّ قَالَ: لَعَلَّهُ يُخَفَّفُ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَيْبَسَا))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر دو قبروں پر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دونوں کے مردوں پر عذاب ہو رہا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کسی بڑی اہم بات پر ہو رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں! ان میں ایک شخص تو

چغل خوری کیا کرتا تھا اور دوسرا پیشاب سے بچنے کے لیے احتیاط نہیں کرتا تھا، عبد اللہ ابن عباس نے بیان کیا کہ پھر آپ ﷺ نے ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے دو ٹکڑے کر کے دونوں کی قبروں پر گاڑ دیا اور فرمایا کہ شاید جب تک یہ خشک نہ ہوں ان کا عذاب کم ہو جائے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب: غیبت اور پیشاب کی آلودگی سے قبر کا عذاب ہونا، حدیث نمبر: 1378۔ و صحیح مسلم :929[677]۔ وسنن ابوداود: 20۔ وجامع ترمذی: 70۔ وسنن النسائی: 2071)

پوائنٹ نمبر 111:

انکار حدیث انکارِ عذابِ قبر کی ایک بڑی وجہ:

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عذابِ قبر اور برزخی زندگی برحق ہے انکارِ عذابِ قبر کی سب سے بڑی وجہ انکارِ حدیث ہے یعنی کہ عذاب قبر کے بارے میں جو احادیث مروی ہیں بعض لوگ ان احادیث کو عقل کی بنیاد پر تحقیق کرتے ہیں اور عذابِ قبر کا انکار کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت عطا فرمائے اور تمام مسلمانوں کو عذابِ قبر سے محفوظ رکھے آمین۔

پوائنٹ نمبر 112:

عذابِ قبر سے پناہ مانگنے کی دعا:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))

"اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں تیری قبر کے عذاب سے اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری دجال کے فتنہ سے اور پناہ مانگتا ہوں میں تیری زندگی اور موت کے فتنہ سے، یا اللہ! پناہ مانگتا ہوں میں تیری گناہ اور قرضداری سے"

(صحیح مسلم، کتاب المساجد ومواضع الصلاۃ، باب: نماز میں کس چیز سے پناہ مانگی جائے، حدیث نمبر: 589[1325])

قیامت کی دس بڑی نشانیاں

(**نوٹ:** قیامت کی دس بڑی نشانیوں کے بارے میں عوام الناس میں بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں لہذا اس سلسلے میں الگ سے ایک کتابچہ ترتیب دیا گیا ہے ان شاء اللہ اس کتابچہ میں قیامت کی دس بڑی نشانیوں کے بارے میں آپ تمام تفصیلات ملاحظہ فرما سکتے ہیں)

1- ظہورِ مہدی

پوائنٹ نمبر 113:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ظہورِ امام مہدی بھی ہے جیسا کہ حدیث میں اس کا ذکر موجود ہے:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمْلِكَ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي))

دنیا نہیں جائے گی یا ختم نہیں ہوگی تا آنکہ عربوں کا مالک ایک ایسا شخص ہو جائے جو میرے اہل بیت میں سے ہوگا اس کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔

(سنن ابو داود، کتاب المهدی، باب[1]، حدیث نمبر:4282، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو "حسن صحیح" کہا ہے۔جامع ترمذی:2230) وفی رواية اخرجه ابو داو د وهو صحیح4282

اس کا نام میرے نام پر، اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا، وہ عدل و انصاف سے زمین کو بھر دے گا، جیسا کہ وہ ظلم و جور سے بھر دی گئی ہے۔

پوائنٹ نمبر 114:

مہدی کے بارے میں اہل تشیع کے عقائد:

اہل السنۃ والجماعۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ امام مہدی آخری زمانہ قربِ قیامت عرب کی سرزمین پر پیدا ہوں گے عرب النسل اور ہاشمی ہوں گے، اہل تشیع اثنا عشریہ جن کو امامیہ بھی کہا جاتا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مہدی پیدا ہو چکے ہیں اور وہ حسن بن عسکری کے بیٹے ہیں امام مہدی کا نام اس طرح بیان کرتے ہیں:

مہدی بن حسن العسکری بن علی نقی بن محمد تقی بن علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب۔

اہل تشیع یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ امام مہدی کی پیدائش 15 / شعبان 255 ہجری کو عراق کے شہر سامراء

میں ہوئی ان کے والد کا نام حسن بن عسکری ہے اور والدہ کا نام نرجس ہے اور یہ قیصر روم کی نسل میں سے ہے اہل تشیع کہتے ہیں کہ اس وقت کا بادشاہ امام مہدی کے ظہور کی احادیث سے واقف تھا لہذا مہدی کی پیدائش سے پہلے اس بادشاہ نے مہدی کے قتل کا حکم جاری کر دیا لہذا مہدی کی پیدائش کے پانچ سال بعد ان کو کسی غار میں چھپا دیا گیا، اہل تشیع کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ امام مہدی آج بھی سامراء کے کسی غار میں چھپے ہوئے ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((قَدْ ذَكَرَ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِيرٍ الطَّبَرِيُّ، وَعَبْدُ الْبَاقِي بْنُ قَانِعٍ وَغَيْرُهُمَا مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْأَنْسَابِ وَالتَّوَارِيخِ: أَنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ الْعَسْكَرِيَّ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَسْلٌ وَلَا عَقِبٌ. وَالْإِمَامِيَّةُ الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُ كَانَ لَهُ وَلَدٌ يَدَّعُونَ أَنَّهُ دَخَلَ السِّرْدَابَ بِسَامَرَّا وَهُوَ صَغِيرٌ. مِنْهُمْ مَنْ قَالَ: عُمُرُهُ سَنَتَانِ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: ثَلَاثٌ، وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: خَمْسُ سِنِينَ وَهَذَا لَوْ كَانَ مَوْجُودًا مَعْلُومًا، لَكَانَ الْوَاجِبُ فِي حُكْمِ اللهِ الثَّابِتِ بِنَصِّ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ وَالْإِجْمَاعِ أَنْ يَكُونَ مَحْضُونًا عِنْدَ مَنْ يَحْضُنُهُ فِي بَدَنِهِ، كَأُمِّهِ، وَأُمِّ أُمِّهِ، وَنَحْوِهِمَا مِنْ أَهْلِ الْحَضَانَةِ، وَأَنْ يَكُونَ مَالُهُ عِنْدَ مَنْ يَحْفَظُهُ: إِمَّا وَصِيُّ أَبِيهِ إِنْ كَانَ لَهُ وَصِيٌّ، وَإِمَّا غَيْرُ [الْوَصِيِّ] إِمَّا قَرِيبٌ، وَإِمَّا نَائِبٌ لَدَى السُّلْطَانِ ، فَإِنَّهُ يَتِيمٌ لِمَوْتِ أَبِيهِ))

محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ اور عبد الباقی بن قانع رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام، مؤرخین اور علم الانساب کے ماہرین علمائے کرام کہتے ہیں: کہ حسن بن عسکری کی کوئی نسل نہیں ہے اور نہ ہی حسن بن عسکری کو کوئی اولاد تھی وہ بے اولاد تھے شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حسن عسکری کو ایک بیٹا تھا لہذا شیعہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ حسن عسکری کا بیٹا بچپن میں سامراء کے ایک غار میں چھپ گیا اس وقت اس بچے کی عمر دو سال تھی بعض کہتے ہیں تین سال کی عمر میں وہ غار میں داخل ہوا اور بعض کہتے ہیں کہ پانچ سال میں وہ لوگوں سے چھپ گیا اگر ہم روافض کی اس بات کو مان لیں تو اس کے بارے میں اللہ کی کتاب اور سنت رسول نیز امت کے اجماع کی رشنی میں اس کمسن بچے کی پرورش ماں یا کسی اور کی زیرِ نگرانی ہونا لازم تھی، اور یہ بھی ضروری تھا کہ اس

کمسن بچے کی دیکھ بھال کی ذمہ داری کسی نہ کسی شخص پر عائد ہوتی اور وہ اس بچے کا محافظ ہوتا یا اس بچے کا کوئی وصی ہوتا الغرض کوئی رشتہ دار یا بادشاہ کی طرف سے کوئی اس بچے کا نائب ہوتا کیونکہ وہ بچہ یتیم تھا جیسا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یتیم کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَابْتَلُوا الْيَتَامَى حَتَّى إِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ فَإِنْ آنَسْتُمْ مِنْهُمْ رُشْدًا فَادْفَعُوا إِلَيْهِمْ أَمْوَالَهُمْ وَلَا تَأْكُلُوهَا إِسْرَافًا وَبِدَارًا أَنْ يَكْبَرُوا﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 6)

"اور یتیموں کو ان کے بالغ ہو جانے تک سدھارتے اور آزماتے رہو پھر اگر ان میں تم ہوشیاری اور حسن تدبیر پاؤ تو انہیں ان کے مال سونپ دو اور ان کے بڑے ہو جانے کے ڈر سے ان کے مالوں کو جلدی جلدی فضول خرچیوں میں تباہ نہ کر دو۔"

((فَهَذَا لَا يَجُوزُ تَسْلِيمُ مَالِهِ إِلَيْهِ حَتَّى يَبْلُغَ النِّكَاحَ وَيُؤْنَسَ مِنْهُ الرُّشْدُ، كَمَا ذَكَرَ اللَّهُ تَعَالَى ذَلِكَ فِي كِتَابِهِ، فَكَيْفَ يَكُونُ مَنْ يَسْتَحِقُّ الْحَجْرَ عَلَيْهِ فِي بَدَنِهِ وَمَالِهِ إِمَامًا لِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ مَعْصُومًا، لَا يَكُونُ أَحَدٌ مُؤْمِنًا إِلَّا بِالْإِيمَانِ بِهِ))

لہٰذا قرآنِ مجید کی رو سے یہ بات جائز نہیں ہے کہ یتیم بچے کو اس کے بالغ ہونے سے پہلے اس کا مال سونپ دیا جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں اس تذکرہ کیا ہے چنانچہ یہ بات بہت ہی تعجب خیز ہے کہ جو بچہ اپنے مال و دولت کو خرچ کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو وہ بچہ تمام امتِ مسلمہ کا امامِ معصوم کیسے بن سکتا ہے؟ اور یہ بات بھی کیسے درست ہو سکتی ہے کہ کوئی مسلمان اس امام پر ایمان نہ رکھے تو کیا وہ مسلمان ایمان والا نہیں ہو سکتا؟۔

(منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ للامام ابن تیمیہ: 4/88-89، "الفصل الثاني في أن مذهب الإمامية واجب الاتباع كلام الرافضي على محمد بن الحسن المهدي عندهم والرد عليه" محقق : محمد رشاد سالم، الناشر: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ)

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مزید شیعوں پر رد:

((أَنّ لَفْظَ الْحَدِيثِ حُجّةٌ عَلَيْكُمْ لَا لَكُمْ، فَإِنّ لَفْظَهُ: "يُوَاطِئُ اسْمُهُ اسْمِي، وَاسْمُ أَبِيهِ اسْمَ أَبِي" فَالْمَهْدِيُّ الّذِي أَخْبَرَ بِهِ النّبِيُّ - صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ - اسْمُهُ مُحَمّدُ بْنُ عَبْدِ اللّهِ لَا مُحَمّدُ بْنُ الْحَسَنِ. وَقَدْ رُوِيَ عَنْ عَلِيٍّ [- رَضِيَ اللّهُ عَنْهُ -] أَنّهُ [قَالَ: هُوَ] مِنْ وَلَدِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ، لَا مِنْ وَلَدِ الْحُسَيْنِ [بْنِ عَلِيٍّ]))

(سنن ابوداود، حدیث نمبر:4282)

اس بات کی دلیل ہے کہ شیعوں کا دعویٰ ازخود ایک ناحق ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس (مہدی) کا نام میرے نام پر ہوگا اور اس کے والد کا نام میرے والد کے نام پر ہوگا لہذا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مہدی کی پیشینگوئی فرمائی ہے اس مہدی کا نام "محمد ابن عبد اللہ" ہوگا یعنی کہ اس کا نام "محمد بن حسن" نہیں ہوگا اور یہ بات بھی اس میں شامل ہے کہ مہدی دار صل حسن بن علی کی اولاد میں سے ہوں گے نہ کہ حسین بن علی کی اولاد سے۔

(منہاج السنۃ النبویۃ فی نقض کلام الشیعۃ القدریۃ للامام ابن تیمیہ:4/95، "الفصل الثاني في أن مذهب الإمامية واجب الاتباع كلام الرافضي على محمد بن الحسن المهدي عندهم والرد عليه" محقق : محمد رشاد سالم، الناشر: جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ)

2-(الدَّجَّالَ) دجال کا خروج

2 قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی: (الدَّجَّالَ) دجال کا خروج

پوائنٹ نمبر 115:

"الدَّجَّالَ" کا لغوی معنیٰ:

(الدَّجَّالَ – دَجَلَ ، يَدجُلُ) اسم، باب نصر ینصر کا مصدر، بمعنیٰ: جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا، مکاری کرنا، ملمع سازی کرنا۔

(دَجْلٌ) جھوٹ بولنا، جماع کرنا، سیر کرنا، اقامت کرنا۔

(تَدْجِيْلٌ) چھپانا۔

پوائنٹ نمبر 116:

قرآنِ میں دجال کا ذکر:

﴿لَخَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ أَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلَكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ﴾

(سورۃ غافر / مومن، سورۃ نمبر 40، آیت نمبر: 57)

" آسمان وزمین کی پیدائش یقیناً انسان کی پیدائش سے بہت بڑا کام ہے، لیکن (یہ اور بات ہے کہ) اکثر لوگ بے علم ہیں۔"

سورۃ غافر کی اس آیت کی تفسیر میں امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

ایک گروہ کہتا ہے کہ یہاں اکبر سے مراد دجال کو پیدا کرنے سے عظیم ہے لیکن اکثر لوگ اس بات سے ناواقف ہیں یعنی کہ یہودی دجال کے معاملے جھگڑا کرتے ہیں۔

ہشام ابن عامر انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَا بَيْنَ خَلْقِ آدَمَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ خلق أكبر فتنة من الدَّجَّالِ))

آدم سے لیکر قیامت قائم ہونے تک کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے جو فتنہ وفساد میں دجال سے بڑی ہو۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: دجال کے باب میں باقی حدیثوں کا بیان، حدیث نمبر: 2946[7395] ۔معالم التنزیل فی تفسیر القرآن (تفسیر بغوی): 4/116، عبدالرزاق المھدی، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

آدم سے لیکر قیامت قائم ہونے تک کوئی بھی مخلوق ایسی نہیں ہے جو فتنہ وفساد میں دجال سے بڑی ہو اور یہ

کہ نبیوں میں کوئی ایسے نبی نہیں گزرے کہ جس نے اپنی امت کو دجال کے فتنے نہ ڈرایا ہو اور جب دجال اس دنیا میں آئے گا تو جنت اور جہنم جیسی چیزیں اپنے ساتھ لائے گا اور وہ کہے گا کہ یہ جنت ہے حالانکہ جلا دینے والی آگ ہو گی اور جسے وہ جہنم کہے گا وہ دراصل جنت ہو گی جو اس چیز کو جان لے گا وہ اس سے بچ جائے گا۔

(الضیاء اللامع من الخطب الجوامع لابن العثیمین 1/57، القسم الثاني في أصول الدين الفرع الخامس في أشراط الساعة، الناشر: الرئاسة العامة لإدارات البحوث العلمية والإفتاء والدعوة والإرشاد)

پوائنٹ نمبر 117:

دجال کی پہنچان اور اس کی صفات:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دجال کا ذکر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ اللہ کانا نہیں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اپنی آنکھ کی طرف اشارہ کیا اور دجال مسیح کی دائیں آنکھ کانی ہو گی، جیسے اس کی آنکھ پر انگور کا ایک اٹھا ہوا دانہ ہو۔

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب: اللہ تعالیٰ کا (سورۃ طہٰ میں) موسیٰ سے فرمانا کہ "میری آنکھوں کے سامنے تو پرورش پائے، حدیث نمبر: 7407۔ وصحیح مسلم: 165[426]۔ وجامع ترمذی: 2235۔ وسنن ابوداود: 4757)

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"میں دجال کے متعلق تمہیں اتنی باتیں بتا چکا ہوں کہ مجھے اندیشہ ہوا کہ تم اسے یاد نہ رکھ سکو گے (تو یاد رکھو) مسیح دجال پستہ قد ہو گا، چلنے میں اس کے دونوں پاؤں کے بیچ فاصلہ رہے گا، اس کے بال گھونگھریالے ہوں گے، کانا ہو گا، آنکھ مٹی ہوئی ہو گی، نہ ابھری ہوئی اور نہ اندر گھسی ہوئی، پھر اس پر بھی اگر تمہیں اشتباہ ہو جائے تو یاد رکھو تمہارا رب کانا نہیں ہے"۔

(سنن ابوداود، کتاب الملاحم، باب: دجال کے نکلنے کا بیان، حدیث نمبر: 4320، شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ اس حدیث کو" صحیح"

کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 118:

دجال کانا ہے:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ، وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَمَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ "ك ف ر"))

"کوئی ایسا نبی نہیں گزرا جس نے اس کذاب دجال کے فتنہ سے نہ ڈرایا ہو یاد رکھو کہ وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور دجال دونوں آنکھوں کے درمیان "ک ف ر" لکھا ہوا ہے۔"

(صحیح مسلم ، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب ذکر دجال ، حدیث نمبر :2933[7363]۔ وسنن ابوداود:4316۔وجامع ترمذی:2254)

پوائنٹ نمبر 119:

دجال کی نکلنے کی جگہ:

پہلی حدیث:

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ))

"دجال شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:2937[7373]۔وجامع ترمذی:2240)

دوسری حدیث

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((أَنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ مِنْ أَرْضٍ بِالْمَشْرِقِ يُقَالُ لَهَا: خُرَاسَانُ ، يَتْبَعُهُ أَقْوَامٌ ، كَأَنَّ

وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ))

"دجال مشرق کے ایک ملک سے ظاہر ہو گا، جس کو "خراسان" کہا جاتا ہے، اور اس کے ساتھ ایسے لوگ ہوں گے جن کے چہرے گویا تہ بہ تہ ڈھال ہیں"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب: فتنہ دجال، عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور یاجوج و ماجوج کے ظہور کا بیان، حدیث نمبر :4072، شیخ البانی رحمہ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وجامع ترمذی: 2168۔ ومسند احمد، حدیث نمبر :12۔ و مصنف ابن ابی شیبہ: 36798۔ ومسند عبد بن حمید: 4)

تیسری حدیث:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ))

"اصفہان کے ستر ہزار (70000) یہودی سیاہ چادریں اوڑھے ہوئے دجال کے ساتھ ہوں گے۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: دجال کے باب میں باقی حدیثوں کا بیان، حدیث نمبر :2944[7392])

چوتھی حدیث:

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يتبع الدجال من يهود اصبهان سبعون الفا؛ عليهم الطيالسة))

"اصفہان کے ستر ہزار یہودی دجال کے پیچھے لگیں گے (پیروی کریں گے) جن کے جسموں پر سبز رنگ کی چادریں ہوں گی۔"

(سلسلۃ احادیث الصحیحہ: 3080)

پوائنٹ نمبر :120

دجال کی زمین پر ٹھہرنے کی مدت:

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! روئے زمین پر ٹھہرنے کی

اس (دجال) کی مدت کیا ہو گی؟:

((قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ؟، قَالَ: " أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ، وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ، وَيَوْمٌ كَجُمُعَةٍ وَسَائِرُ أَيَّامِهِ كَأَيَّامِكُمْ "، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَذَلِكَ الْيَوْمُ الَّذِي كَسَنَةٍ أَتَكْفِينَا فِيهِ صَلَاةُ يَوْمٍ؟، قَالَ: لَا اقْدُرُوا لَهُ قَدْرَهُ))

آپ ﷺ نے فرمایا: ”چالیس دن، ایک دن ایک سال کے برابر ہو گا، ایک دن ایک مہینہ کے برابر ہو گا، ایک دن ہفتہ کے برابر ہو گا اور باقی دن تمہارے دنوں کی طرح ہوں گے“، ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! بتایئے وہ ایک دن جو ایک سال کے برابر ہو گا کیا اس میں ایک دن کی نماز کافی ہو گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں بلکہ اس کا اندازہ کر کے پڑھنا۔

پوائنٹ نمبر 121:

دجال کے کام کرنے کا طریقہ:

نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! زمین میں وہ کتنی تیزی سے اپنا کام کرے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا إِسْرَاعُهُ فِي الْأَرْضِ؟، قَالَ: " كَالْغَيْثِ اسْتَدْبَرَتْهُ الرِّيحُ، فَيَأْتِي عَلَى الْقَوْمِ، فَيَدْعُوهُمْ فَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَجِيبُونَ لَهُ، فَيَأْمُرُ السَّمَاءَ فَتُمْطِرُ، وَالْأَرْضَ فَتُنْبِتُ، فَتَرُوحُ عَلَيْهِمْ سَارِحَتُهُمْ أَطْوَلَ مَا كَانَتْ ذُرًا وَأَسْبَغَهُ ضُرُوعًا، وَأَمَدَّهُ خَوَاصِرَ ثُمَّ يَأْتِي الْقَوْمَ، فَيَدْعُوهُمْ فَيَرُدُّونَ عَلَيْهِ قَوْلَهُ فَيَنْصَرِفُ عَنْهُمْ، فَيُصْبِحُونَ مُمْحِلِينَ لَيْسَ بِأَيْدِيهِمْ شَيْءٌ مِنْ أَمْوَالِهِمْ وَيَمُرُّ بِالْخَرِبَةِ، فَيَقُولُ: لَهَا أَخْرِجِي كُنُوزَكِ، فَتَتْبَعُهُ كُنُوزُهَا كَيَعَاسِيبِ النَّحْلِ ثُمَّ يَدْعُو رَجُلًا مُمْتَلِئًا شَبَابًا، فَيَضْرِبُهُ بِالسَّيْفِ فَيَقْطَعُهُ جَزْلَتَيْنِ رَمْيَةَ الْغَرَضِ ثُمَّ يَدْعُوهُ، فَيُقْبِلُ وَيَتَهَلَّلُ وَجْهُهُ يَضْحَكُ فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ))

اس بارش کی طرح کہ جس کے پیچھے ہوا لگی ہوتی ہے (اور وہ بارش کو نہایت تیزی سے پورے علاقے میں

پھیلا دیتی ہے)، وہ کچھ لوگوں کے پاس آئے گا، پھر وہ کچھ دوسرے لوگوں کے پاس جائے گا، انہیں دعوت دے گا، اور اس کی دعوت قبول کریں گے اور اس کی تصدیق کریں گے، تب وہ آسمان کو بارش برسانے کا حکم دے گا، آسمان بارش برسائے گا، وہ زمین کو غلہ اگانے کا حکم دے گا، زمین غلہ اگائے گی، ان کے چرنے والے جانور شام کو جب (چراگاہ سے) واپس آئیں گے، تو ان کے کوہان پہلے سے کہیں زیادہ لمبے ہوں گے، ان کی کوکھیں زیادہ کشادہ ہوں گی اور ان کے تھن کامل طور پر (دودھ سے) بھرے ہوں گے، پھر وہ آئے گا ایک قوم کے پاس انہیں دعوت دے گا تو وہ اس کو جھٹلائیں گے اور اس کی بات رد کر دیں گے، لہٰذا وہ ان کے پاس سے چلا جائے گا مگر اس کے پیچھے وہاں قحط پڑ جائے گا، ان کا حال یہ ہو گا کہ ان کے پاس کچھ بھی نہیں رہے، پھر وہ کسی ویران جگہ میں آئے گا اور اس سے کہے گا: اپنا خزانہ نکال، پھر وہاں سے واپس ہو گا تو اس زمین کے خزانے شہد کی مکھیوں کے سرداروں کی طرح اس کے پیچھے لگ جائیں گے، پھر وہ ایک بھرپور اور مکمل جوان کو بلائے گا اور تلوار سے مار کر اس کے دو ٹکڑے کر دے گا پھر اسے بلائے گا اور وہ روشن چہرے کے ساتھ ہنستا ہوا آ جائے گا، پس اسی حالت میں ہو گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:2937[7373]۔ وجامع ترمذی:2240)

پوائنٹ نمبر 122:

دجال کبھی مکہ اور مدینہ میں داخل نہ ہو سکے گا:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ مِنْ بَلَدٍ إِلَّا سَيَطَؤُهُ الدَّجَّالُ إِلَّا مَكَّةَ وَالْمَدِينَةَ، وَلَيْسَ نَقْبٌ مِنْ أَنْقَابِهَا إِلَّا عَلَيْهِ الْمَلَائِكَةُ صَافِّينَ تَحْرُسُهَا، فَيَنْزِلُ بِالسِّبْخَةِ، فَتَرْجُفُ الْمَدِينَةُ ثَلَاثَ رَجَفَاتٍ يَخْرُجُ إِلَيْهِ مِنْهَا كُلُّ كَافِرٍ وَمُنَافِقٍ))

" کوئی شہر ایسا نہیں جس میں دجال نہ جائے سوائے مکہ اور مدینہ کے مکہ اور مدینہ کے ہر راستہ پر فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے اور پہرا داری کریں گے پھر دجال اس سرزمین میں اترے گا (مدینہ کے قریب) اور مدینہ تین بار کانپے گا (یعنی تین بار اس میں زلزلہ ہو گا) اور جو اس میں کافر یا منافق ہو گا وہ دجال کے پاس

چلا جائے گا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: دجال کے باب میں باقی حدیثوں کا بیان، حدیث نمبر: 2943[7390])

پوائنٹ نمبر 123:

کیا دجال اس زمین پر آج بھی موجود ہے؟

"فاطمہ بنت قیس (ضحاک بن قیس کی بہن) بیان کرتی ہیں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پکارنے والے کی آواز سنی وہ پکارنے والا منادی تھا رسول اللہ ﷺ کا، پکارتا تھا نماز کے لیے جمع ہو جاؤ، میں بھی مسجد کی طرف نکلی اور میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی، میں اس صف میں تھی جس میں عورتیں تھیں یعنی کہ مرد لوگوں کے پیچھے۔ جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی تو منبر پر بیٹھے اور آپ ﷺ ہنس رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا: ہر ایک آدمی اپنی نماز کی جگہ پر بیٹھا رہے پھر فرمایا: تم جانتے ہو میں نے تم کو کیوں اکھٹا کیا؟ صحابہ کرام بولے: اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم! تم کو رغبت دلانے یا ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا بلکہ اس لیے جمع کیا کہ تمیم داری ایک نصرانی تھے وہ آئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور مجھ سے ایک حدیث بیان کی اور میں اس حدیث کو تم تک پہنچا رہا ہوں اور وہ حدیث دجال کے بارے میں ہے تمیم داری کہتے ہیں کہ وہ اور ان کے تیس ساتھی سمندری جہاز میں سوا ہو گئے ان تیس آدمیوں کا تعلق لخم اور جذام قبیلہ سے تھا جب ہم سمندر میں چل پڑے تو ہمیں سمندری طوفان نے گھیر لیا اور ہم ایک مہینے تک سمندر میں ہی رہے اور ہماری کشتی سمندر میں ادھر ادھر بھٹکتی رہی اور ایک دن سورج کے غروب ہونے کے وقت ہم ایک جزیرے پر لنگر انداز ہوئے پھر ہم چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرے میں داخل ہوئے جزیرے میں ہمیں ایک موٹے اور گھنے بالوں والا جاندار ملا گھنے بالوں کی وجہ سے اس کے حُلئے کا پتہ لگانا مشکل تھا ہم نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے جواب دیا جسّاسہ (جاسوسی کرنے والا) ہوں اور اس نے کہا کہ تم لوگ دَیر (راہبوں کی رہنے کی جگہ) میں آ گئے ہو اور یہاں پر ایک شخص ایسا بھی ہے جو تمہارا بے صبری سے انتظار کر رہا ہے جب ہم نے اس کی بات سنی تو ہمیں ڈر سا لگا کہیں وہ شیطان تو نہیں ہے پھر ہم اس کے ساتھ اس جزیرے میں اور اندر تک داخل ہو گئے پھر ہم نے وہاں پر ایک

دیو ہیکل انسان کو دیکھا جو بندھا ہوا تھا اس کے دونوں ہاتھوں کو اس کے گردن کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا اور وہ گھٹنوں سے لیکر ٹخنوں تک زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا ہم نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اس نے کہا کہ تم کو میرے بارے میں جاننے کا موقعہ مل گیا لہذا پہلے یہ بتاؤ کہ تم لوگ کون ہیں تمیم داری اور ان ساتھیوں نے کہا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں اور ہم سمندر میں بھٹکتے ہوئے یہاں پہنچے ہیں سمندر میں ایک بہت بڑے طوفان نے ہمیں گھیر لیا تھا اور ہم اتفاقاً اس جزیرے پر اترے ہیں پھر اس نے کہا مجھے بیسان کے علاقے کی کھجوروں کے بارے میں بتاؤ؟ تو ہم نے پوچھا کہ تم کیا معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کیا اس علاقے کے کھجور کے درخت پر کھجوریں لگتی ہیں؟ ہم نے جواب میں کہا کہ ہاں اس پر کھجوریں لگتی ہیں پھر اس نے کہا کہ اب وہ وقت قریب آگیا کہ وہاں پر کھجوریں نہیں لگیں گی، پھر اس نے ہم سے پوچھا کہ مجھے بحرۂ طبریہ کے بارے میں بتاؤ؟ ہم نے کہا کہ اس کے بارے میں تم کیا جاننا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کی اس میں ابھی پانی ہے؟ تو ہم نے جواب دیا کہ بحرۂ طبریہ بہت پانی ہے تو اس نے کہا کہ عنقریب بحرۂ طبریہ کا پانی سوکھ جائے گا، پھر اس نے ہم سے پوچا کہ شا کے علاقے زعر چشمے کے بارے میں بتاؤ کیا وہاں کے لوگ استعال کرتے ہیں کیا اس چشمے کے پانی سے کھیتی وغیرہ ہوتی ہے ہم نے کہا ہاں، پھر اس نے کہا اُمیوں کے نبی کے بارے میں بتاؤ؟ تو ہم نے کہا وہ مکہ سے ہجرت کرے مدینہ میں مقیم ہے، پھر اس نے پوچھا کیا عربوں نے اس کے ساتھ کوئی جنگ کی ہے؟ ہم نے جواب دیا کہ وہ جنگ کررہے ہیں اور کامیاب بھی ہورہے ہیں اور وہ عربون پر غالب آگئے ہیں اور عربوں آپ ﷺ کی اطاعت کرلی ہے پھر اس نے کہا کہ جو کچھ تم بتارہے ہو وہ ہوچکا ہے؟ ہم نے کہا ہاں ایسا ہی ہے اس نے یہ بات سن کر ہم سے کہا کہ اب یہ بہتر ہے کہ تم بھی ان کی اطاعت کرلو اب میں تم کو اپنے بارے میں بتاتا ہوں میں مسیح الدجال ہوں مجھے عنقریب یہاں سے نکلنے کی اجازت دی جائے گی، میں نکل کر زمین میں مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر جگہ جاؤں گا کوئی ایک جگہ بھی نہیں چھوڑوں گا چالیس راتوں میں میں اپنا دور مکمل کرلوں گا لیکن مدینہ اور مکہ مجھ پر حرام ہیں میں جب بھی مکہ یا مدینہ میں داخلہ کی کوشش کروں گا تو ایک فرشتہ تلوار لیکر میری طرف بڑھے گا اور مجھے روک دے گا مکہ اور مدینہ کے ہر راستے پر فرشتے پہرے لگا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب قصہ جسّاسہ، حدیث نمبر:2942[7386])

پوائنٹ نمبر 124:**پوائنٹ نمبر** 125:

دجال کو عیسیٰ علیہ السلام باب لُد (اسرائیل میں واقع ایک مقام پر) قتل کریں گے:

((فَيَطْلُبُهُ حَتَّى يُدْرِكَهُ بِبَابِ لُدٍّ، فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ))

عیسیٰ علیہ السلام دجال کو ڈھونڈیں گے یہاں تک کہ اسے باب لد کے پاس پالیں گے اور اسے قتل کردیں گے پھر عیسی کے پاس قوم آئے گی جن کو اللہ نے دجال کے فتنے سے بچالیا ہوگا اور عیسی علیہ السلام ان کے درجات بتارہے ہوں گے۔ اسی حالت میں اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا عیسیٰ علیہ السلام ٹھہریں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کے پاس وحی بھیجے گا کہ میرے بندوں کو طور کی طرف لے جاؤ، اس لیے کہ میں نے کچھ ایسے بندے اتارے ہیں جن سے لڑنے کی کسی میں تاب نہیں ہے۔

پوائنٹ نمبر 126:

دجال کے فتنے سے بچنے کے طریقے:

1) پہلا طریقہ: ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((مَنْ حَفِظَ عَشْرَ آيَاتٍ مِنْ أَوَّلِ سُورَةِ الْكَهْفِ عُصِمَ مِنَ الدَّجَّالِ))

"کہ جس نے سورۃ الکھف کی پہلی دس آیات حفظ کرلی وہ دجال کے فتنہ سے بچ جائے گا"۔

(صحیح مسلم، کتاب فضائل القرآن، باب: سورۃ کہف اور آیت الکرسی کی فضیلت، حدیث نمبر: 809[1883])

2) دوسرا طریقہ: دجال کے فتنے سے پناہ طلب کرنے کے لیے دعائیں کرنا: ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ نے ہمیں نماز میں پڑھنے کے لیے یہ دعاء سکھائی:

((اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ))

"اے اللہ قبر کے عذاب سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں، زندگی کے اور موت کے فتنوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں، دجال کے فتنہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں گناہوں سے اور قرض سے۔"

(صحیح بخاری، کتاب صفۃ الصلاۃ، باب: (تشہد کے بعد) سلام پھیرنے سے پہلے کی دعائیں، حدیث نمبر: 832)

نوٹ: اس کے علاوہ جو ثابت شدہ دعائیں وہ بھی پڑھی جاسکتی ہیں، خصوصیت کے ساتھ یہ دعاء نماز میں سلام پھیرنے سے قبل پڑھنے چاہیے جیسا کہ رسول اللہ نے تعلیم دی تھی اور تاکید فرمائی تھی اور یہ دعاء نماز کے علاوہ اور موقعوں پر بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

3) تیسرا طریقہ: جب یہ معلوم ہو جائے کہ دجال کا ظہور ہو چکا ہے تو جتنا ہو سکے اس سے دور رہا جائے، عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

:((بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ، أَوْ لِمَا يَبْعَثُ بِهِ مِنَ الشُّبُهَاتِ"، هَكَذَا قَالَ))

جو دجال کے متعلق سنے کہ وہ ظاہر ہو چکا ہے تو وہ اس سے دور ہی رہے کیونکہ قسم ہے اللہ کی! آدمی اس کے پاس آئے گا تو یہی سمجھے گا کہ وہ مومن ہے، اور وہ اس کا ان مشتبہ چیزوں کی وجہ سے جن کے ساتھ وہ بھیجا گیا ہو گا تابع ہو جائے گا" راوی کو شک ہے کہ (**مِمَّا يَبْعَثُ بِهِ**) کہا ہے یا (**لِمَا يَبْعَثُ بِهِ**)۔"

(سنن ابو داود، کتاب الملاحم، باب دجال کے نکلنے کا بیان، حدیث نمبر: 4319، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

نوٹ: جو لوگ فتنہ وفساد کرتے پھرتے ہیں ان سے دوری اختیار کرنا بہتر ہے لیکن اگر ان کو دعوتِ حق دینا مقصد ہو تو ان سے ملاقاتیں کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن دجال اس سے مستثنیٰ ہے کوئی شخص اس کو دعوت پیش نہیں کر سکتا لہذا جب یہ معلوم ہو جائے کہ دجال فلاں جگہ پر آجائے تو وہاں سے بھاگ جانے میں ایمان کی سلامتی ہے ورنہ وہ ایک پختہ ایمان والے کو بھی کافر بنا دے گا اس کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔

4) چوتھا طریقہ: مکہ یا مدینہ میں رہائش اختیار کرنا؛ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((عَلَى أَنْقَابِ الْمَدِينَةِ مَلَائِكَةٌ لَا يَدْخُلُهَا الطَّاعُونُ وَلَا الدَّجَّالُ))

ASKISLAMPEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

"مدینہ منورہ کے راستوں پر فرشتے پہرہ دیتے ہیں نہ یہاں طاعون آسکتی ہے اور نہ دجال آسکتا ہے۔"
(صحیح بخاری، کتاب الفتن، باب: دجال مدینہ کے اندر نہیں داخل ہو سکے گا، حدیث نمبر: 7133)
دجال سے دوری اختیار کرنے کا یہ ایک بہترین طریقہ ہے کہ ہم مکہ یا مدینہ میں مقیم رہیں کیونکہ دجال کبھی بھی ان دونوں جگہوں پر داخل نہیں ہو سکتا۔

5) پانچواں طریقہ: دجال کے خلاف جہاد میں شرکت کرنا؛ عمران بن حصین بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي يُقَاتِلُونَ عَلَى الْحَقِّ ظَاهِرِينَ عَلَى مَنْ نَاوَأَهُمْ حَتَّى يُقَاتِلَ آخِرُهُمُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ))

"میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے لڑتا رہے گا اور ان لوگوں پر غالب رہے گا جو ان سے دشمنی کریں گے یہاں تک کہ ان کے آخری لوگ مسیح الدجال سے قتال کریں گے۔"
(سنن ابوداود، کتاب الجہاد، باب جہاد ہمیشہ رہنے کا بیان، حدیث نمبر: 2484، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

3-نزول عیسیٰ علیہ السلام

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی (نُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ)

پوائنٹ نمبر :127

قرآنِ مجید میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی پہلی دلیل:

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلَى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيمًا[١٥٦] وَقَوْلِهِمْ إِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَإِنَّ الَّذِينَ اخْتَلَفُوا فِيهِ لَفِي شَكٍّ مِنْهُ مَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا[١٥٧]

بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا[١٥٨] وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا[١٥٩]﴾

(سورۃ النساء، سورۃ نمبر 4، آیت نمبر: 157-159)

"اور ان کے کفر کے باعث اور مریم (علیہا السلام) پر بہت بڑا بہتان باندھنے کے باعث[156] اور یوں کہنے کے باعث کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح عیسیٰ بن مریم) علیہما السلام (کو قتل کر دیا حالانکہ نہ تو انہوں نے ان (عیسیٰ) کو قتل کیا نہ سولی پر چڑھایا بلکہ ان (بنی اسرائیل) کے لئے ان (عیسیٰ علیہ السلام) کا شبیہ بنا دیا گیا تھا، یقین جانو کہ عیسیٰ () کے بارے میں اختلاف کرنے والے ان کے بارے میں شک میں ہیں، انہیں اس کا کوئی یقین نہیں بجز تخمینی باتوں پر عمل کرنے کے اتنا یقینی ہے کہ انہوں نے انہیں قتل نہیں کیا[157] بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھا لیا اور اللہ بڑا زبردست اور پوری حکمتوں والا ہے[158] اہل کتاب میں ایک بھی ایسا نہ بچے گا جو عیسیٰ (علیہ السلام) کی موت سے پہلے ان پر ایمان ن لا چکے اور قیامت کے دن آپ ان پر گواہ ہوں گے [159]۔"

مذکورہ آیت میں یہ بات واضح ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور قربِ قیامت آپ کا نزول ہوگا اس بات پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے البتہ ملعونِ زمانہ قادیانی اور بعض فرقے لوگوں میں اس بات کو لیکر شک و شبہات پیدا کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں لیکن تمام مکتب فکر کے علمائے کرام نیز عامۃ المسلمین نزول عیسیٰ علیہ السلام کے عقیدے پر متفق ہیں الحمدللہ۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو نہ قتل کیا گیا نہ سولی پر چڑھایا گیا نہ ان کو مصلوب کیا گیا بلکہ اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمانوں میں اٹھا لیا اور وہ قربِ قیامت تشریف لائیں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ایک اور جگہ پر ارشاد فرماتے ہیں:

قرآنِ مجید میں نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کی دوسری دلیل:

﴿إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ[٥٩] وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ[٦٠] وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ هَذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ[٦١] وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ[٦٢]﴾(سورۃ الزخرف، سورۃ نمبر٤٣ ، آیت نمبر :٥٩-٦٢)

"(عیسیٰ علیہ السلام) بھی صرف بندہ ہی ہے جس پر ہم نے احسان کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے نشان قدرت بنایا [59] اگر ہم چاہتے تو تمہارے عوض فرشتے کر دیتے جو زمین میں جانشینی کرتے [60] اور یقیناً (عیسیٰ علیہ السلام) قیامت کی علامت ہے پس تم (قیامت) کے بارے میں شک نہ کرو اور میری تابعداری کرو، یہی سیدھی راہ ہے [61] اور شیطان تمہیں روک نہ دے، یقیناً وہ تمہارا صریح دشمن ہے [62]۔"

پوائنٹ نمبر 128:

احادیث سے نزولِ عیسیٰ علیہ السلام کے دلائل:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيُوشِكَنَّ أَنْ يَنْزِلَ فِيكُمْ ابْنُ مَرْيَمَ حَكَمًا عَدْلًا فَيَكْسِرَ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلَ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعَ الْجِزْيَةَ وَيَفِيضَ الْمَالُ حَتَّى لَا يَقْبَلَهُ أَحَدٌ حَتَّى تَكُونَ السَّجْدَةُ الْوَاحِدَةُ خَيْرًا مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا ثُمَّ، يَقُولُ أَبُو هُرَيْرَةَ وَاقْرَءُوا ﴿إِنْ شِئْتُمْ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾[سورة النساء آية ١٥٩))

"اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ قریب ہے کہ عیسیٰ ابن مریم تمہارے درمیان ایک عادل حاکم کی حیثیت سے نازل ہوں گے وہ صلیب کو توڑ دیں گے، سور کو مار ڈالیں گے اور جزیہ موقوف کر دیں گے، اس وقت مال کی اتنی کثرت ہو جائے گی کہ کوئی اسے لینے والا نہیں ملے گا اس وقت کا ایک سجدہ "الدُّنْیَا وَمَا فِیھَا" سے بڑھ کر ہو گا، پھر ابوہریرہ نے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو یہ آیت پڑھ لو:

﴿ وَإِنْ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلا لَيُؤْمِنَنَّ بِهِ قَبْلَ مَوْتِهِ وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكُونُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا﴾

اور کوئی اہل کتاب ایسا نہیں ہو گا جو عیسیٰ کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لائے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوں گے۔"

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، 49. باب: عیسیٰ ابن مریم e کا آسمان سے اترنا، حدیث نمبر:3448۔ صحیح

مسلم:155[391]۔ وجامع ترمذی:2233۔ وسنن ابن ماجہ:4078)

پوائنٹ نمبر 129:

عیسیٰ علیہ السلام کا حلیہ مبارک:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ أَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، فَإِذَا رَجُلٌ آدَمُ سَبْطُ الشَّعَرِ يَنْطُفُ أَوْ يُهَرَاقُ رَأْسُهُ مَاءً، قُلْتُ: مَنْ هَذَا؟، قَالُوا: ابْنُ مَرْيَمَ))

" میں سویا ہوا (خواب میں) کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ ایک صاحب جو گندمی رنگ کے تھے اور ان کے سر کے بال سیدھے تھے اور سر سے پانی ٹپک رہا تھا (ان پر میری نظر پڑی) میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ میرے ساتھ کے لوگوں نے بتایا کہ یہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ہیں۔"

(صحیح بخاری، کتاب الفتن۔ باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:7128۔ و صحیح مسلم:171[429])

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لَيْسَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ نَبِيٌّ يَعْنِي عِيسَى، وَإِنَّهُ نَازِلٌ فَإِذَا رَأَيْتُمُوهُ فَاعْرِفُوهُ رَجُلٌ مَرْبُوعٌ إِلَى الْحُمْرَةِ وَالْبَيَاضِ بَيْنَ مُمَصَّرَتَيْنِ كَأَنَّ رَأْسَهُ يَقْطُرُ، وَإِنْ لَمْ يُصِبْهُ بَلَلٌ، فَيُقَاتِلُ النَّاسَ عَلَى الْإِسْلَامِ فَيَدُقُّ الصَّلِيبَ وَيَقْتُلُ الْخِنْزِيرَ وَيَضَعُ الْجِزْيَةَ وَيُهْلِكُ اللَّهُ فِي زَمَانِهِ الْمِلَلَ كُلَّهَا إِلَّا الْإِسْلَامَ وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ))

"میرے اور ان یعنی عیسیٰ (علیہ السلام) کے درمیان کوئی نبی نہیں، یقیناً وہ اتریں گے، جب تم انہیں دیکھنا تو پہچان لینا، وہ ایک درمیانی قد و قامت کے شخص ہوں گے، ان کا رنگ سرخ و سفید ہو گا، ہلکے زرد رنگ کے دو کپڑے پہنے ہوں گے، ایسا لگے گا کہ ان کے سر سے پانی ٹپک رہا ہے گو وہ تر نہ ہوں گے، تو وہ لوگوں سے اسلام کے لیے جہاد کریں گے، صلیب توڑیں گے، سور کو قتل کریں گے اور جزیہ معاف کر دیں گے، اللہ

تعالیٰ ان کے زمانہ میں سوائے اسلام کے سارے مذاہب کو ختم کر دے گا، وہ مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، چالیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو گی تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

(سنن ابو داود، کتاب الملاحم، باب دجال کے نکلنے کا بیان، حدیث نمبر:4324، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 130:

عیسیٰ علیہ السلام کی آسمان سے اترنے کی کیفیت:

((إِذْ بَعَثَ اللَّهُ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ، فَيَنْزِلُ عِنْدَ الْمَنَارَةِ الْبَيْضَاءِ شَرْقِيَّ دِمَشْقَ بَيْنَ مَهْرُودَتَيْنِ، وَاضِعًا كَفَّيْهِ عَلَى أَجْنِحَةِ مَلَكَيْنِ إِذَا طَأْطَأَ رَأْسَهُ قَطَرَ، وَإِذَا رَفَعَهُ تَحَدَّرَ مِنْهُ جُمَانٌ كَاللُّؤْلُؤِ))

عیسیٰ بن مریم علیہما السلام دمشق کی مشرقی جانب سفید مینار پر زرد کپڑوں میں ملبوس دو فرشتوں کے بازو پر ہاتھ رکھے ہوئے اتریں گے، جب وہ اپنا سر جھکائیں گے تو پانی ٹپکے گا اور جب اٹھائیں گے تو اس سے موتی کی طرح چاندی کی بوندیں گریں گی،

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:2937[7373]۔ وجامع ترمذی:2240)

پوائنٹ نمبر 131:

عیسیٰ علیہ السلام کا وقتِ نزول:

جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((۔۔۔ثُمَّ يَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ فَيُنَادِي مِنَ السَّحَرِ، فَيَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ، مَا يَمْنَعُكُمْ أَنْ تَخْرُجُوا إِلَى الْكَذَّابِ الْخَبِيثِ؟ فَيَقُولُونَ: هَذَا رَجُلٌ جِنِّيٌّ، فَيَنْطَلِقُونَ فَإِذَا هُمْ بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ، فَتُقَامُ الصَّلَاةُ، فَيُقَالُ لَهُ: تَقَدَّمْ يَا رُوحَ اللهِ، فَيَقُولُ: لِيَتَقَدَّمْ إِمَامُكُمْ فَلْيُصَلِّ بِكُمْ، فَإِذَا صَلَّى صَلَاةَ الصُّبْحِ خَرَجُوا إِلَيْهِ ۔۔۔الخ))

پھر سحر (وقتِ فجر) کے وقت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہو گا وہ لوگوں میں منادی کریں گے اور کہیں گے کذاب خبیث (دجال) کے فتنے کو ختم کرنے سے تم کو کس چیز نے روک رکھا ہے؟ لوگ کہیں گے یہ کون ہے جو (دجال کے خلاف) آوازیں لگا رہا ہے ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی جن ہو لیکن جب لوگ اپنے گھروں سے باہر نکل کر دیکھیں گے تو وہ عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے پھر اسی دوران نماز کا وقت ہو جائے گا تو لوگ کہیں کہ اے روح اللہ! آپ آگے بڑھ کر نماز پڑھائیں اس پر عیسیٰ علیہ السلام جواب دیں گے تمہارا امام تم لوگوں میں سے ہی ہو گا پھر نمازِ فجر ادا کرنے کے بعد عیسیٰ علیہ السلام دجال کی طرف کوچ کر جائیں گے۔۔۔ انتہیٰ

(مسند احمد ابن حنبل:12/33، حدیث نمبر:14895، شیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو صحیح کہا ہے ،(الناشر: دارالحدیث ، القاہرۃ)۔ [دوسرا حوالہ]مسند احمد ابن حنبل :23/212،حدیث نمبر :14954،شعیب ارناؤوط کہتے ہیں"إسناده على شرط مسلم، وأبو الزبير لم يصرح بسماعه من جابر"کہ اس حدیث کی اسناد امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر ہے، اور ابوزبیر کی جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے سماعت کی صراحت نہیں ہے)

اور ایک حدیث میں اس طرح کے الفاظ ہیں:

حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((۔۔۔وَصَلُّوا حِينَ يَنْفَجِرُ الْفَجْرُ، وَعَجِّلُوا الصَّلَاةَ، ثُمَّ أَقْبِلُوا عَلَى عَدُوِّكُمْ، فَلَمَّا قَامُوا يُصَلُّونَ نَزَلَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ إِمَامُهُمْ، فَصَلَّى بِهِمْ۔۔۔الخ))

اور جب صبح صادق ہو گی نمازِ فجر کا وقت ہو گا تو جلد از جلد نمازِ فجر کے لیے صفیں باندھ لی جائیں گے اسی وقت عیسیٰ کا نزول ہو گا اور عیسیٰ امامت فرمائیں اور لوگ ان کے ساتھ نماز ادا کریں گے۔

((ذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلَى شَرْطِ مُسْلِمٍ، وَلَمْ يُخْرِجَاهُ))

یہ حدیث مام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی شرط کے مطابق صحیح ہے لیکن اس حدیث کو صحیح میں نقل نہیں کیا گیا۔

([التعليق - من تلخيص الذهبي]8507 - سكت عنه الذهبي في التلخيص)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث پر کچھ نہیں کہا۔

(المستدرک علی الصحیحین للحاکم:4/536، کتاب الفتن والملاحم، أما حديث أبي عوانة، حدیث نمبر:8507، الناشر:

دارالکتب العلمیہ)

مذکورہ حدیث میں عیسیٰ علیہ السلام کی امامت کا تذکرہ ہے جو صحیح حدیث کی مخالفت کرتا ہے اس حدیث کا بقیہ حصہ درست ہے(واللہ اعلم)، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((كَيْفَ أَنْتُمْ إِذَا نَزَلَ ابْنُ مَرْيَمَ فِيكُمْ وَإِمَامُكُمْ مِنْكُمْ))

"تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام تم میں اتریں گے (تم نماز پڑھ رہے ہو گے) اور تمہارا امام تم ہی میں سے ہو گا۔"

(صحیح بخاری، کتاب الاحادیث الانبیاء، باب: عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کا آسمان سے اترنا، حدیث نمبر: 3449۔ صحیح مسلم :155[394])

پوائنٹ نمبر 132:

عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا میں تشریف لانے کے بعد امن وامان قائم ہو جائے گا:

((خْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي، فَيَمْكُثُ أَرْبَعِينَ لَا أَدْرِي أَرْبَعِينَ يَوْمًا، أَوْ أَرْبَعِينَ شَهْرًا، أَوْ أَرْبَعِينَ عَامًا، فَيَبْعَثُ اللَّهُ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ، كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُودٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ، ثُمَّ يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِينَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ عَدَاوَةٌ، ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ رِيحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ الشَّأْمِ، فَلَا يَبْقَى عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيمَانٍ، إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتَّى لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ))

"عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال میری امت پر نکلے گا اور چالیس دن تک رہے گا، میں نہیں جانتا چالیس دن فرمایا یا چالیس مہینے یا چالیس برس، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کو بھیجے گا ان کی شکل عروہ بن مسعود کی سی ہے وہ دجال کو ڈھونڈیں گے اور اس کو ماریں گے پھر سات برس تک لوگ ایسے رہیں گے کہ دو شخصوں میں کوئی دشمنی نہ ہو گی پھر اللہ تعالیٰ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا شام کی طرف سے تو زمین

پر کوئی ایسا نہ رہے گا جس کے دل میں رتی برابر ایمان یا بھلائی ہو مگر یہ ہوا اس کی جان نکال لے گی یہاں تک کہ اگر کوئی تم میں سے پہاڑ کے کلیجہ میں گھس جائے تو وہاں بھی یہ ہوا پہنچ کر اس کی جان نکال لے گی۔"

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: خروج دجال اور اس کا زمین میں ٹھہرنے اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور اسے قتل کرنے کے بیان میں، حدیث نمبر:2940[7381])

پوائنٹ نمبر 133:

عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ دنیا میں قیام کی مدت:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((---- وَيُهْلِكُ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ، فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعِينَ سَنَةً ثُمَّ يُتَوَفَّى فَيُصَلِّي عَلَيْهِ الْمُسْلِمُونَ))

"عیسیٰ علیہ السلام مسیح دجال کو ہلاک کریں گے، دنیا میں چالیس سال تک زندہ رہیں گے، پھر ان کی وفات ہو گی تو مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

(سنن ابوداود، کتاب الملاحم، باب دجال کے نکلنے کا بیان، حدیث نمبر: 4324، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے)

نوٹ: ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک تطبیق یہ ہے کہ کل مدت 40 سال ہے نزول کے بعد 7 سال اور پہلے کے 33 بعض علماء نے فی المہد وکھلا سے استدلال کیا۔

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

4- ظہور یأجوج وماجوج

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی ، یاجوج وماجوج کا خروج

پوائنٹ نمبر 134:

قرآن مجید میں یاجوج ماجوج کا پہلی جگہ ذکر:

یاجوج وماجوج کا قرآن مجید میں دو جگہوں پر ذکر ہوا ہے ایک سورۃ الکھف میں اور دوسری جگہ سورۃ الانبیاء میں، سورۃ الکھف میں یاجوج وماجوج کو قید کرنے کا ذکر ہے اور سورۃ الانبیاء میں یاجوج وماجوج کو آزاد کرنے کا ذکر کیا گیا ہے۔

چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی اس دنیا میں موجود ہوں گے اور دجال کا قتل کر چکے ہوں گے اس کے فوری بعد یاجوج وماجوج کا خروج ہوگا، قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿حَتَّى إِذَا بَلَغَ بَيْنَ السَّدَّيْنِ وَجَدَ مِنْ دُونِهِمَا قَوْمًا لَا يَكَادُونَ يَفْقَهُونَ قَوْلًا[٩٣] قَالُوا يَا ذَا الْقَرْنَيْنِ إِنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ فَهَلْ نَجْعَلُ لَكَ خَرْجًا عَلَى أَنْ تَجْعَلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ سَدًّا[٩٤] قَالَ مَا مَكَّنِّي فِيهِ رَبِّي خَيْرٌ فَأَعِينُونِي بِقُوَّةٍ أَجْعَلْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ رَدْمًا[٩٥] آتُونِي زُبَرَ الْحَدِيدِ حَتَّى إِذَا سَاوَى بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوا حَتَّى إِذَا جَعَلَهُ نَارًا قَالَ آتُونِي أُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا[٩٦] فَمَا اسْطَاعُوا أَنْ يَظْهَرُوهُ وَمَا اسْتَطَاعُوا لَهُ نَقْبًا[٩٧] قَالَ هَذَا رَحْمَةٌ مِنْ رَبِّي فَإِذَا جَاءَ وَعْدُ رَبِّي جَعَلَهُ دَكَّاءَ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّي حَقًّا[٩٨] وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَمُوجُ فِي بَعْضٍ وَنُفِخَ فِي الصُّورِ فَجَمَعْنَاهُمْ جَمْعًا[٩٩]﴾(سورۃ الکھف، سورۃ نمبر، آیت نمبر :٩٣-٩٩)

" انہوں نے کہا اے ذوالقرنین! یاجوج ماجوج اس ملک میں (بڑے بھاری) فسادی ہیں، تو کیا ہم آپ کے لئے کچھ خرچ کا انتظام کر دیں؟(اس شرط پر کہ) آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک دیوار بنا دیں[94] اس نے جواب دیا کہ میرے اختیار میں میرے پروردگار نے جو دے رکھا ہے وہی بہتر ہے، تم صرف قوت طاقت سے میری مدد کرو[95] میں تم میں اور ان میں مضبوط حجاب بنا دیتا ہوں۔ مجھے لوہے کی چادریں لا دو، یہاں تک کہ جب ان دونوں پہاڑوں کے درمیان دیوار برابر کر دی تو حکم دیا کہ آگ تیز جلاؤ تاوقتیکہ لوہے کی ان چادروں کو بالکل آگ کر دیا، تو فرمایا میرے پاس لاؤ اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈال دوں[96] پس تو ان میں

اس دیوار کے اوپر چڑھنے کی طاقت تھی اور نہ ان میں کوئی سوراخ کر سکتے تھے[97] کہا یہ صرف میرے رب کی مہربانی ہے ہاں جب میرے رب کا وعدہ آئے گا تو اسے زمین بوس کر دے گا، بیشک میرے رب کا وعدہ سچا اور حق ہے[98] اس دن ہم انہیں آپس میں ایک دوسرے میں گڈ مڈ ہوتے ہوئے چھوڑ دیں گے اور صور پھونک دیا جائے گا پس سب کو اکٹھا کر کے ہم جمع کر لیں گے[99]۔"

پوائنٹ نمبر 135:

کیا یاجوج ماجوج نسلِ آدم میں سے ہیں؟:

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((...فوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنَّكُمْ لَمَعَ خَلِيقَتَيْنِ مَا كَانَتَا مَعَ شَيْءٍ إِلَّا كَثَّرَتَاهُ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ، وَمَنْ مَاتَ مِنْ بَنِي آدَمَ وَبَنِي إِبْلِيسَ، قَالَ: فَسُرِّيَ عَنِ الْقَوْمِ بَعْضُ الَّذِي يَجِدُونَ، فَقَالَ))

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے! تم ایسی دو مخلوق کے ساتھ ہو کہ وہ جس کے بھی ساتھ ہو جائیں اس کی تعداد بڑھا دیں، ایک یاجوج و ماجوج اور دوسرے وہ جو اولاد آدم اور اولاد ابلیس میں سے (حالت کفر میں) مر چکے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات سے لوگوں کے رنج و فکر کی اس کیفیت میں کچھ کمی آئی جسے لوگ شدت سے محسوس کر رہے تھے اور اپنے دلوں میں موجود پا رہے تھے"۔

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: سورۃ الحج سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر: 3169، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو" صحیح" کہا ہے)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَقَدْ حَكَى النَّوَوِيُّ رَحِمَهُ اللهُ فِي شَرْحِ مُسْلِمٍ عَنْ بَعْضِ النَّاسِ أَنَّ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ خُلِقُوا مِنْ مَنِيٍّ خَرَجَ مِنْ آدَمَ فَاخْتَلَطَ بِالتُّرَابِ فَخُلِقُوا مِنْ ذَلِكَ، فَعَلَى هَذَا يَكُونُونَ مَخْلُوقِينَ مِنْ آدَمَ وَلَيْسُوا مِنْ حَوَّاءَ وَهَذَا قَوْلٌ غَرِيبٌ جِدًّا لَا دَلِيلَ

عَلَيْهِ لَا مِنْ عَقْلٍ وَلَا مِنْ نَقْلٍ وَلَا يَجُوزُ الِاعْتِمَادُ هَاهُنَا عَلَى مَا يَحْكِيهِ بَعْضُ أَهْلِ الْكِتَابِ لِمَا عِنْدَهُمْ مِنَ الْأَحَادِيثِ الْمُفْتَعَلَةِ وَاللهُ أَعْلَمُ))

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں ایک عجیب بات لکھی ہے وہ لکھتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کے خاص پانی کے چند قطرے جو مٹی میں گرے تھے، انہی سے یاجوج ماجوج پیدا کئے گئے ہیں، گویا وہ حواء علیہا السلام اور آدم علیہ السلام کی نسل سے نہیں بلکہ صرف نسل آدم سے ہیں، لیکن یہ یاد رہے کہ یہ قول بالکل ہی ضعیف ہے نہ اس پر عقلی دلیل ہے نہ نقلی اور ایسی باتیں جو اہل کتاب سے پہنچتی ہیں، وہ ماننے کے قابل نہیں ہوتیں بلکہ ان کے ہاں کے ایسے قصے ملاوٹی اور بناوٹی ہوتے ہیں، واللہ اعلم۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ مزید کہتے ہیں:

((وَفِي مُسْنَدِ الْإِمَامِ أَحْمَدَ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «وَلَدَ نُوحٌ ثَلَاثَةً: سَامٌ أَبُو الْعَرَبِ وَحَامٌ أَبُو السُّودَانِ، وَيَافِثُ أَبُو التُّرْكِ» قَالَ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ هَؤُلَاءِ من نسل يافث أبي الترك، وقال إنما سمي هَؤُلَاءِ تُرْكًا لِأَنَّهُمْ تُرِكُوا مِنْ وَرَاءِ السَّدِّ مِنْ هَذِهِ الْجِهَةِ وَإِلَّا فَهُمْ أَقْرِبَاءُ أُولَئِكَ وَلَكِنْ كَانَ فِي أُولَئِكَ بَغْيٌ وَفَسَادٌ وَجَرَاءَةٌ))

مسند احمد میں حدیث ہے کہ نوح کے تین لڑکے تھے سام، حام اور یافث۔ سام کی نسل سے کل عرب ہیں اور حام کی نسل سے کل حبشی ہیں اور یافث کی نسل سے کل ترک ہیں، بعض علماء کا قول ہے کہ یاجوج ماجوج ترکوں کے اس جد اعلیٰ یافث کی ہی اولاد ہیں، انہیں ترک اس لیے کہا گیا ہے کہ انہیں بوجہ ان کے فساد اور شرارت کے انسانوں کی دیگر آبادی کے پس پشت پہاڑوں کی آڑ میں چھوڑ دیا گیا تھا۔

((دْ ذَكَرَ ابْنُ جَرِيرٍ هَاهُنَا عَنْ وَهْبِ بن منبه أثرا طَوِيلًا عَجِيبًا فِي سَيْرِ ذِي الْقَرْنَيْنِ وَبِنَائِهِ السَّدَّ وَكَيْفِيَّةِ مَا جَرَى لَهُ وَفِيهِ طُولٌ وَغَرَابَةٌ وَنَكَارَةٌ فِي أَشْكَالِهِمْ وَصِفَاتِهِمْ وَطُولِهِمْ وَقِصَرِ بعضهم وآذانهم وروى ابن أبي حاتم عن أبيه في ذلك أحاديث غريبة لَا تَصِحُّ أَسَانِيدُهَا وَاللهُ أَعْلَمُ))

امام ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے ذوالقرنین کے سفر کے متعلق اور اس دیوار کے بنانے کے متعلق اور یاجوج ماجوج

کے جسموں، ان کی شکلوں اور ان کے کانوں وغیرہ کے متعلق وہب بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک بہت لمبا چوڑا واقعہ اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے جو علاوہ عجیب وغریب ہونے کے صحت سے دور ہے، ابن ابی حاتم رحمۃ اللہ علیہ میں بھی ایسے بہت سے واقعات درج ہیں لیکن سب ضعیف اور غیر صحیح ہیں۔

(تفسیر ابن کثیر:5/175، طبع دار الکتب العلمیہ)

شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات کو ضعیف قرار دیا ہے شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے سلسلۃ احادیث الضعیفہ رقم:3683 میں اس کو ذکر کیا اور ضعیف الجامع الصغیر رقم:3214، میں بھی ذکر کیا ہے ان ضعیف روایات کی مزید تفصیلات کے لیے دیکھئے: مسند احمد:20099،20114۔ وجامع ترمذی:3231۔ المعجم الکبیر للطبرانی:6871۔

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یاجوج وماجوج نسل آدم میں سے ہیں شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((هم من بني آدم ويخرجون في آخر الزمان، وهم في الشرق من جهة الشرق---والله أعلم))

یاجوج وماجوج آدم کی اولاد میں سے ہیں اور آخیر زمانہ قرب قیامت خروج کریں گے اور وہ مشرقی سمت میں ہیں---انتہیٰ

(مجموع فتاوی ورسائل الشیخ بن باز:12/86،حقیقۃ قوم یأجوج ومأجوج)

پوائنٹ نمبر 136:

حدیث میں یاجوج ماجوج کی شکل وشباہت کا ذکر:

((حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ عَمْرٍو، عَنِ ابْنِ حَرْمَلَةَ، عَنْ خَالَتِهِ قَالَتْ: خَطَبَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَاصِبٌ إِصْبَعَهُ مِنْ لَدْغَةِ عَقْرَبٍ فَقَالَ: " إِنَّكُمْ تَقُولُونَ لَا عَدُوَّ وَإِنَّكُمْ لَا تَزَالُونَ تُقَاتِلُونَ عَدُوًّا حَتَّى يَأْتِيَ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ عِرَاضُ الْوُجُوهِ، صِغَارُ الْعُيُونِ، صُهْبُ الشِّعَافِ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

يَنْسِلُونَ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُ الْمُطْرَقَةُ))

ابن حرملہ (خالد بن عبد اللہ بن حرملہ) اپنی خالہ ام المؤمنین ام حبیبہ بنت ابو سفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچھو نے کاٹ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اس زخم پر پٹی باندھے خطبہ ارشاد فرمایا: تم سمجھتے ہو کہ تمہارے دشمن ختم ہو گئے ہیں اور اب تمہارا کوئی دشمن نہیں رہا حالانکہ تم اپنے ایک دشمن یاجوج وماجوج سے بھی لڑو گے ان کے چہرے چوڑے ہوں گے اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی اور ان کے بال سرخی مائل سفید ہوں گے اور وہ بلندیوں سے چھلانگیں مارتے ہوئے آئیں گے اور ان کے چہرے ایسے ہوں گے جیسے چپٹی ہوئی کمانیں ہوتی ہیں۔

(مسند احمد: 16/ 274، حدیث نمبر: 22231، (الناشر: دارالحدیث، القاہرۃ) الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو " صحیح " کہا ہے، إسناده صحيح، وابن حرملة ،خالد بن عبدالله بن حرملة المدلجي موثق حديثه عند مسلم، وقال الهيثمي :6/8؛رجاله رجال الصحيح، والحديث انفرد بسياقه هذا الحديث وإنما تقدم بألفاظ اخرى انظر 20555وإحالاته)

پوائنٹ نمبر 137:

یاجوج ماجوج کو قیامت کے قریب کھول دیا جائے گا آزاد کر دیا جائے گا:

﴿حَتَّى إِذَا فُتِحَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ[٩٦] وَاقْتَرَبَ الْوَعْدُ الْحَقُّ فَإِذَا هِيَ شَاخِصَةٌ أَبْصَارُ الَّذِينَ كَفَرُوا يَا وَيْلَنَا قَدْ كُنَّا فِي غَفْلَةٍ مِنْ هَذَا بَلْ كُنَّا ظَالِمِينَ[٩٧]﴾

(سورۃ الانبیاء، سورۃ نمبر، آیت نمبر: 96-97)

"یہاں تک کہ یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے آئیں گے [96] اور سچا وعدہ قریب آ لگے گا اس وقت کافروں کی نگاہیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی، کہ ہائے افسوس! ہم اس حال سے غافل تھے بلکہ فی الواقع ہم قصوروار تھے۔"

بیشمار احادیث میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے اور ان کے احوال بیان کئے گئے ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج جس نہر

سے گزریں گے اس کا پانی ختم کر دیں۔

پوائنٹ نمبر 138:

احادیث میں یاجوج ماجوج کا ذکر

((وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ، فَيَمُرُّ أَوَائِلُهُمْ عَلَى بُحَيْرَةِ طَبَرِيَّةَ، فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ، فَيَقُولُونَ: لَقَدْ كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ، وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى، وَأَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ، فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ، فَيُرْسِلُ اللَّهُ طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ، فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ، وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا كَالزَّلَفَةِ، ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ: أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَرُدِّي بَرَكَتَكِ، فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا، وَيُبَارَكُ فِي الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ، وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ، فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً، فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ آبَاطِهِمْ، فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ الْحُمُرِ، فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ))

، اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا اور وہ ویسے ہی ہوں گے جیسا اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: ﴿مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ﴾ "ہر بلندی سے پھیل پڑیں گے" (الأنبیاء: 92) ان کا پہلا گروہ (شام کی) بحیرہ طبریہ (نامی جھیل) سے گزرے گا اور اس کا تمام پانی پی جائے گا، پھر اس سے ان کا دوسرا گروہ گزرے گا تو کہے گا: اس میں کبھی پانی تھا ہی نہیں، پھر وہ لوگ چلتے رہیں گے یہاں تک کہ جبل بیت المقدس تک پہنچیں گے تو کہیں

گے: ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا اب آؤ آسمان والوں کو قتل کریں، چنانچہ وہ لوگ آسمان کی طرف اپنے تیر چلائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ ان کو خون سے سرخ کر کے ان کے پاس واپس کر دے گا، (اس عرصے میں) عیسیٰ بن مریم اور ان کے ساتھی گھرے رہیں گے، یہاں تک کہ (شدید قحط سالی کی وجہ سے) اس وقت بیل کی ایک سری ان کے لیے تمہارے سو دینار سے بہتر معلوم ہو گی (چیزیں اس قدر مہنگی ہوں گی)، پھر عیسیٰ بن مریم اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے، تو اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا، جس سے وہ سب دفعتاً ایک جان کی طرح مر جائیں گے، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی (پہاڑ سے) اتریں گے تو ایک بالشت بھی ایسی جگہ نہ ہو گی جو ان کی لاشوں کی گندگی، سخت بدبو اور خون سے بھری ہوئی نہ ہو، پھر عیسیٰ اور ان کے ساتھی اللہ کی طرف متوجہ ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ایسے بڑے پرندوں کو بھیجے گا جن کی گردنیں بختی اونٹوں کی گردنوں کی طرح ہوں گی، وہ لاشوں کو اٹھا کر گڈھوں میں پھینک دیں گے، مسلمان ان کے کمان، تیر اور ترکش سے سات سال تک ایندھن جلائیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان پر ایسی بارش برسائے گا جسے کوئی کچا اور پکا گھر نہیں روک پائے گا، یہ بارش زمین کو دھو دے گی اور اسے آئینہ کی طرح صاف شفاف کر دے گی، پھر زمین سے کہا جائے گا: اپنا پھل نکال اور اپنی برکت واپس لا، چنانچہ اس وقت ایک انار ایک جماعت کے لیے کافی ہو گا، اس کے چھلکے سے یہ جماعت سایہ حاصل کرے گی، اور دودھ میں ایسی برکت ہو گی کہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت کے لیے ایک دودھ دینے والی اونٹنی کافی ہو گی، اور دودھ دینے والی ایک گائے لوگوں کے ایک قبیلے کو کافی ہو گی اور دودھ دینے والی ایک بکری لوگوں میں سے ایک گھرانے کو کافی ہو گی، لوگ اسی حال میں (کئی سالوں تک) رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جو سارے مومنوں کی روح قبض کر لے گی اور باقی لوگ گدھوں کی طرح کھلے عام زنا کریں گے، پھر انہیں لوگوں پر قیامت ہو گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر: 2937[7373]۔ وجامع ترمذی: 2240)

پوائنٹ نمبر 139:

یاجوج ماجوج ہر روز دیوار کو کھودتے رہتے ہیں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی حدیث میں سے "سد"(ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار) کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السَّدِّ، قَالَ: " يَحْفِرُونَهُ كُلَّ يَوْمٍ حَتَّى إِذَا كَادُوا يَخْرِقُونَهُ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا، فَيُعِيدُهُ اللَّهُ كَأَمْثَلِ مَا كَانَ حَتَّى إِذَا بَلَغَ مُدَّتَهُمْ، وَأَرَادَ اللَّهُ أَنْ يَبْعَثَهُمْ عَلَى النَّاسِ، قَالَ الَّذِي عَلَيْهِمْ: ارْجِعُوا فَسَتَخْرِقُونَهُ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ وَاسْتَثْنَى، قَالَ: فَيَرْجِعُونَ فَيَجِدُونَهُ كَهَيْئَتِهِ حِينَ تَرَكُوهُ فَيَخْرِقُونَهُ فَيَخْرُجُونَ عَلَى النَّاسِ فَيَسْتَقُونَ الْمِيَاهَ، وَيَفِرُّ النَّاسُ مِنْهُمْ فَيَرْمُونَ بِسِهَامِهِمْ فِي السَّمَاءِ فَتَرْجِعُ مُخَضَّبَةً بِالدِّمَاءِ، فَيَقُولُونَ: قَهَرْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ وَعَلَوْنَا مَنْ فِي السَّمَاءِ قَسْوَةً وَعُلُوًّا فَيَبْعَثُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ نَغَفًا فِي أَقْفَائِهِمْ فَيَهْلِكُونَ، فَوَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ إِنَّ دَوَابَّ الْأَرْضِ تَسْمَنُ وَتَبْطَرُ وَتَشْكَرُ شَكَرًا مِنْ لُحُومِهِمْ "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ، إِنَّمَا نَعْرِفُهُ مِنْ هَذَا الْوَجْهِ مِثْلَ هَذَا))

" یاجوج وماجوج اور ان کی نسل دیوار ہر دن کھودتے ہیں، جب وہ اس میں سوراخ ڈال دینے کے قریب پہنچ جاتے ہیں تو ان کا نگراں جو ان سے کام کرا رہا ہوتا ہے ان سے کہتا ہے واپس چلو کل ہم اس میں سوراخ کریں گے، اللہ تعالیٰ اس دیوار کو پہلے سے زیادہ مضبوط و ٹھوس بنا دیتا ہے، پھر جب ان کا وقت پورا ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ یاجوج وماجوج کو لوگوں تک لے جانے کا ارادہ کرے گا، اس وقت دیوار کھودنے والے نگران کار کہے گا: چلو کل ہم اس دیوار کو ان شاءاللہ کل توڑ دیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر جب وہ اگلے دن آئیں گے تو وہ دیوار اسی حالت میں پائیں گے جس حالت میں وہ اسے چھوڑ کر گئے تھے پھر وہ اسے توڑ دیں گے اور لوگوں پر ٹوٹ پڑیں گے سارا پانی پی جائیں گے، لوگ ان سے بچنے کے لیے بھاگیں گے وہ اپنے تیر آسمان کی طرف پھینکیں گے، تیر خون میں ڈوبے ہوئے واپس آئیں گے، وہ کہیں گے کہ ہم زمین والوں پر غالب آ گئے اور آسمان والے سے بھی ہم قوت و بلندی میں آگے نکل گئے (یعنی اللہ تعالیٰ سے زیادہ طاقتور

ہو گئے[اعوذ باللہ]) پھر اللہ تعالیٰ ان کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دے گا جس سے وہ مر جائیں گے، آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے، زمین کے جانور ان کا گوشت کھا کھا کر موٹے ہو جائیں گے اور اتراتے پھریں گے۔"

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: سورۃ الکھف سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر:3153، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ وسنن ابن ماجہ:4080)

ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا نے اور ان سے زینب بنت جحش نے بیان کیا:

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" دَخَلَ عَلَيْهَا يَوْمًا فَزِعًا، يَقُولُ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هَذِهِ، وَحَلَّقَ بِإِصْبَعَيْهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا، قَالَتْ زَيْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ: فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَفَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟، قَالَ: نَعَمْ، إِذَا كَثُرَ الْخُبْثُ))

کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ ان کے پاس گھبرائے ہوئے آئے، آپ ﷺ فرما رہے تھے کہ تباہی ہے عربوں کے لیے اس برائی سے جو قریب آ چکی ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنا کھل گئی ہے اور آپ ﷺ نے اپنے انگوٹھے اور اس کی قریب والی انگلی کو ملا کر ایک حلقہ بنا کر بتایا، اتنا سن کر زینب بن جحش نے بیان کیا کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! تو کیا ہلاک ہو جائیں گے کہ ہم میں نیک صالح لوگ بھی زندہ ہوں گے؟ آپ نے ﷺ ارشاد فرمایا کہ ہاں جب برائی بہت زیادہ بڑھ جائے گی۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن، یاجوج وماجوج کا بیان، حدیث نمبر:7135۔ و صحیح مسلم:2880[7237])

پوائنٹ نمبر 140:

جب عیسیٰ رضی اللہ عنہا دجال کو قتل کر دیں گے اس کے بعد یاجوج وماجوج نکلیں گے:

((---فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يَأْتِي عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ قَوْمٌ قَدْ عَصَمَهُمُ اللَّهُ مِنْهُ، فَيَمْسَحُ عَنْ وُجُوهِهِمْ وَيُحَدِّثُهُمْ بِدَرَجَاتِهِمْ فِي الْجَنَّةِ، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذَلِكَ إِذْ أَوْحَى اللَّهُ إِلَى عِيسَى

إِنِّي قَدْ أَخْرَجْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَانِ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ، فَحَرِّزْ عِبَادِي إِلَى الطُّورِ، وَيَبْعَثُ اللَّهُ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ۔۔۔الخ))

(یہ طویل حدیث کا ایک حصہ ہے) یعنی کہ عیسیٰ علیہ السلام جب دجال کو باب لُد (لُد ایک مقام ہے پہلے یہ ملک شام کا حصہ تھا اب یہ اسرائیل کے قبضہ میں ہے) پر قتل کر چکے ہوں گے پھر عیسیٰ علیہ السلام اہل ایمان کے پاس آئیں گے جن کو اللہ تعالیٰ نے دجال کے فتنے سے محفوظ رکھا تھا ان کے سروں کو شفقت سے سہلائیں گے اور ان کو جنت کی خبر دیں گے اسی دوران اللہ تعالیٰ عیسیٰ پر وحی کریں گے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ میرے بندے ہیں ان سے لڑنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا لہذا ان کو کوہ طور پر لے جاؤ پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیج دے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:2937[7373]۔ وجامع ترمذی:2240۔ وسنن ابن ماجہ:4075)

پوائنٹ نمبر 141:

یاجوج ماجوج کی تعداد:

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَا آدَمُ، فَيَقُولُ: لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ، فَيَقُولُ: أَخْرِجْ بَعْثَ النَّارِ، قَالَ: وَمَا بَعْثُ النَّارِ، قَالَ: مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَ مِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ فَعِنْدَهُ يَشِيبُ الصَّغِيرُ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَتَرَى النَّاسَ سُكَارَى وَمَا هُمْ بِسُكَارَى وَلَكِنَّ عَذَابَ اللَّهِ شَدِيدٌ، قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَأَيُّنَا ذَلِكَ الْوَاحِدُ، قَالَ:" أَبْشِرُوا فَإِنَّ مِنْكُمْ رَجُلًا وَمِنْ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ أَلْفًا۔۔۔الخ))

"(اللہ تعالیٰ سے) آدم عرض کریں گے اے اللہ! جہنمیوں کی تعداد کتنی ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ ہر ایک ہزار میں سے نو سو ننانوے، صحابہ کرام عرض گریں گے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ ایک شخص ہم میں سے کون ہو گا؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہیں بشارت ہو، وہ ایک آدمی تم میں سے ہو گا اور ایک ہزار دوزخی

یاجوج ماجوج کی قوم سے ہوں گے۔۔۔"

(صحیح بخاری، کتاب احادیث الانبیاء، باب یاجوج وماجوج کا بیان، حدیث نمبر:3348۔ وصحیح مسلم:222[532])

اس حدیث سے یاجوج ماجوج کی تعداد کا پتہ چلتا ہے کہ وہ امت مسلمہ کے مقابلے میں 999 زیادہ ہوں گے لہذا یہ حدیث ہم سب کے لیے بھی ایک بہت بڑی خوشخبری ہے کہ جیسا کہ اسی حدیث کا اگلا حصہ میں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

((وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنِّي أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا رُبُعَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا ثُلُثَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا، فَقَالَ: أَرْجُو أَنْ تَكُونُوا نِصْفَ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَكَبَّرْنَا))

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک چوتھائی ہوگے تہائی ہوگے پھر ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اللہ اکبر کہا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے ایک تہائی ہوگے پھر ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اللہ اکبر کہا تو، مجھے امید ہے کہ تم (امت مسلمہ) تمام جنت والوں کے آدھے ہوگے پھر ہم (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) نے اللہ اکبر کہا تو۔

(صحیح بخاری:3348)

پوائنٹ نمبر 142:

یاجوج ماجوج کی ہلاکت اور موت:

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((۔۔۔فَيَرْغَبُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ، فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ، ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ، فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ۔۔۔))

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

یعنی کہ یاجوج ماجوج زمین پر فتنہ وفسا قتل وغارت گری کرتے پھریں گے، پھر عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے ساتھی اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے، اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی قوم پر عذاب نازل کرے گا، ان کی گردنوں میں کیڑا پیدا ہو گا تو صبح تک یاجوج ماجوج پوری قوم مر جائے گی جیسے ایک آدمی مرتا ہے پھر اللہ کے رسول عیسیٰ علیہ السلام ان اور ایمان والے (جب کوہ طور سے) زمین میں اتریں گے تو زمین میں ایک بالشت بھر جگہ بھی باقی نہیں رہے گی ہر جگہ یاجوج ماجوج کی لاشیں بکھری ہوئی ہوں گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب دجال کا بیان، حدیث نمبر:2937[7373]۔ وجامع ترمذی:2240۔ وسنن ابن ماجہ:4075)

5اور6(خُسُوف)

5. لوگوں کا زمین میں دھنسا دیا جانا؛

6. مشرق میں لوگوں کو دھنسا دیا جانا۔ مغرب میں لوگوں کو دھنسا دیا جانا۔ جزیرۃ العرب میں لوگوں کو دھنسا دیا جانا، نیز بڑے زلزلوں سے تباہی؛

پوائنٹ نمبر :143

(خُسُوف) لوگوں کا زمین میں دھنسا دیا جانا:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی

1) قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی: (ثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ) تین جگہوں پر لوگوں کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، مشرق میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

2) قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی: (وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ) مغرب میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

3) قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی: (وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ،) اور جزیرۃ العرب میں لوگوں زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ / قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی' الدخان۔

پوائنٹ نمبر 144:

(خَسْفٌ)کا لغوی معنی:

- (خَسَفَ :خ س ف - خَسَفَ ،يَخْسِفُ، خَسُوْفٌ)باب ضرب،بوزن(فُعُوْلٌ) گہن لگا،چاند کو گہن لگنا۔
- (خَسَفَ :خ س ف - خَسَفَ ،يَخْسِفُ، خَسْفٌ)باب ضرب،بوزن(فَعْلٌ)اس نے دھنسایا،کسی چیز کو دھنسادینا۔

پوائنٹ نمبر 145:

قرآمجید میں (خَسَفَ)یعنی زمین دھنسادینے کی مثالیں:

پہلی مثال:

﴿أَفَأَمِنَ الَّذِينَ مَكَرُوا السَّيِّئَاتِ أَنْ يَخْسِفَ اللَّهُ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ يَأْتِيَهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ﴾

(سورۃ النحل،سورۃ نمبر16،آیت نمبر:45)

"بد ترین داؤپیچ کرنے والے کیا اس بات سے بے خوف ہو گئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زمین میں دھنسادے یا ان کے پاس ایسی جگہ سے عذاب آجائے جہاں کا انہیں وہم و گمان بھی نہ ہو۔"

دوسری مثال:

﴿فَخَسَفْنَا بِهِ وَبِدَارِهِ الْأَرْضَ فَمَا كَانَ لَهُ مِنْ فِئَةٍ يَنْصُرُونَهُ﴾

(سورۃ القصص،سورۃ نمبر28،آیت نمبر:81)

"(آخر کار)ہم نے اسے اس کے خزانہ سمیت زمین میں دھنسادیا اور اللہ کے سوا کوئی جماعت اس کی مدد کے لیے تیار نہ ہوئی۔"

تیسری مثال:

﴿أَفَلَمْ يَرَوْا إِلَى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنْ نَشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِكُلِّ عَبْدٍ مُنِيبٍ﴾

(سورۃ سباء، سورۃ نمبر 34، آیت نمبر:9)

"کیا پس وہ اپنے آگے پیچھے آسمان وزمین کو دیکھ نہیں رہے ہیں؟ اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں، یقیناً اس میں پوری دلیل ہے ہر اس بندے کے لئے جو (دل سے) متوجہ ہو۔"

جیسا کہ قومِ لوط پر پتھروں کی بارش ہوئی اور قارون کو اس کے خزانہ سمیت زمین میں دھنسادیا گیا جیسا کہ ہم اوپر ذکر کر اور قربِ قیامت بھی اسی طرح کے عذاب نازل کیئے جائیں گے ، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کے عذاب سے محفوظ رکھے، آمین، عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ ، مَسْخٌ وَخَسْفٌ وَقَذْفٌ))

"قیامت سے پہلے مسخ، (صورتوں کی تبدیلی ہونا) زمین کا دھنسنا، اور آسمان سے پتھروں کی بارش ہو گی۔"

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، زمین میں دھنسنے کا بیان، حدیث نمبر:4059، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث "صحیح" کہا ہے)

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَكُونُ فِي آخِرِ الْأُمَّةِ خَسْفٌ، وَمَسْخٌ، وَقَذْفٌ "، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ؟ قَالَ: " نَعَمْ، إِذَا ظَهَرَ الْخُبْثُ))

"اس امت کے آخری عہد میں یہ واقعات ظاہر ہوں گے زمین کا دھنسنا، صورت تبدیل ہونا اور آسمان سے پتھر برسنا، ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! کیا ہم ہلاک کر دیئے جائیں گے حالانکہ ہم میں نیک لوگ بھی ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، جب فسق وفجور عام ہو جائے گا۔"

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب زمین میں دھنسنے کا بیان، حدیث نمبر:2185، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث "صحیح" کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 146:

خسف، قذف اور رجف کے معنی:

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا:

((يَا أَنَسُ إِنَّ النَّاسَ يُمَصِّرُونَ أَمْصَارًا وَإِنَّ مِصْرًا مِنْهَا يُقَالُ لَهُ: الْبَصْرَةُ أَوْ الْبُصَيْرَةُ فَإِنْ أَنْتَ مَرَرْتَ بِهَا أَوْ دَخَلْتَهَا فَإِيَّاكَ وَسِبَاخَهَا وَكِلَاءَهَا وَسُوقَهَا وَبَابَ أُمَرَائِهَا وَعَلَيْكَ بِضَوَاحِيهَا فَإِنَّهُ يَكُونُ بِهَا خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَرَجْفٌ وَقَوْمٌ يَبِيتُونَ يُصْبِحُونَ قِرَدَةً وَخَنَازِيرَ))

کہ لوگ شہر بسائیں گے انہیں شہروں میں سے ایک شہر ہو گا جسے بصرہ یا بصیرہ کہا جاتا ہو گا، اگر تم اس سے گزرنا یا اس میں داخل ہونا تو اس کی سب شور زمین اس کی کلاء اس کے بازار اور اس کے امراء کے دروازوں سے اپنے آپ کو بچانا، اور اپنے آپ کو اس کے اطراف ہی میں رکھنا، کیونکہ اس میں "خَسْفٌ" (زمینوں کا دھنسنا) "قَذْفٌ" (پتھر برسنا) اور "رَجْفٌ" (زلزلہ) ہو گا، اور کچھ لوگ رات صحیح سالم ہو کر گزاریں گے، اور صبح کو بندر اور سور ہو کر اٹھیں گے۔

(سنن ابوداود، کتاب الملاحم، باب بصرہ کا بیان، حدیث نمبر:4307، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث "صحیح" کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 147:

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی، جزیرۃ العرب میں لشکر کا دھنسا دیا جانا:

قربِ قیامت کعبہ کے ڈھانے کا ارادہ کرنے والے لشکر کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا:

عبداللہ بن قبطیہ کہتے ہیں کہ حارث بن ربیعہ، عبداللہ بن صفوان (رحمۃ اللہ علیہم) کے ہمراہ میں بھی تھا ہم لوگ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے پھر ہم نے ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے اس لشکر کے بارے میں پوچھا جس کو زمین میں دھنسا دینے کا ذکر ہے یہ زمانہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ (کی خلافت) کا تھا، (سوال کے جواب میں) ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ، فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ "،

فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا؟، قَالَ: يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ، وَلَكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ "، وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: هِيَ بَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ))

ایک (امام مہدی) پناہ لینے والا ہو گا وہ کعبہ میں پناہ لے گا پھر اس کی طرف ایک فوج بھیجی جائے گی جب وہ فوج کا لشکر ایک بنجر زمین پر پہنچے گا تو اس لشکر کو اس زمین میں دھنسا دیا جائے گا میں (ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا) نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر اس لشکر میں کوئی ایسا شخص جو کسی مجبوری کی وجہ سے شامل ہے تو کیا وہ بھی دھنسا دیا جائے گا ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس مجبور شخص کو بھی زمین میں دھنسا دیا جائے گا البتہ اس (نیک نیت) شخص کو روزِ محشر اس کی نیک نیتی پر ہی اٹھایا جائے گا۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، باب: بیت اللہ کے ڈھانے کا ارادہ کرنے والے لشکر دھنسائے جانے کے بیان میں، حدیث نمبر:2882[7240])

بقیرۃ زوجہ قعقاع بن ابی حدرد رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

((حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الرَّازِيُّ، قَالَ: حَدَّثَنَا سَلَمَةُ بْنُ الْفَضْلِ، قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ، عَنْ بُقَيْرَةَ امْرَأَةِ الْقَعْقَاعِ قَالَتْ: إِنِّي لَجَالِسَةٌ فِي صُفَّةِ النِّسَاءِ فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ وَهُوَ يُشِيرُ بِيَدِهِ الْيُسْرَى فَقَالَ: " يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِذَا سَمِعْتُمْ بِخَسْفٍ هَاهُنَا قَرِيبًا فَقَدْ أَظَلَّتِ السَّاعَةُ))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ممبر سے یہ ارشاد فرمایا: جب تم یہ سن لو کہ ایک لشکر تمہارے قریب میں دھنسا دیا گیا ہے تو سمجھ لو کہ قیامت بلکل قریب ہے۔

(مسند احمد:18/440، حدیث نمبر:27008، الشیخ احمد محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے:"إسناده صحيح، علي كلام في عيينة بن إسحاق وكذا أشار الهيثمي:8/9، والحديث رواه الطبراني في الكبير :24/522، والحميدي:1/170رقم:351)

ہم کئی بار اخبار اور ٹی وی کی خبروں کے ذریعے یہ سنتے ہیں کہ فلاں جگہ کچھ لوگ زمین میں دھنس گئے یا کوئی ایک بلڈنگ زمین میں دھنس گئی ہم اس طرح کے واقعات آئے دن سنتے رہتے ہیں یا نیوز پر دیکھتے ہیں لیکن قیامت کی وہ بڑی نشانی کے طور پر ابھی واقع نہیں ہوئی ہے اس بڑے دھنساد ینے والا واقعہ ابھی نہیں ہوا ہے یہ قیامت کی بڑی دس نشانیوں میں سے ایک ہے۔

7-(الدُّخَانَ)ہر طرف دھوں چھاجائے گا

(قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی)(الدُّخَانَ)ہر طرف دھوں چھاجائے گا۔

پوائنٹ نمبر 148:

"الدُّخَانَ"کا لغوی معنی:

(الدُّخَانَ : دخ ن)،بروزن(فُعَالٌ)اس کی جمع(اَدْخِنَة ، دَوَاخِنُ) بمعنی:دھواں۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ[١٠] يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ[١١]﴾(سورة الدخان)

"انتظار کرو اس دن کا کہ جس دن آسمان ظاہر دھواں لائے گا[10] جو لوگوں کو گھیر لے گا، یہ دردناک عذاب ہے[11]۔"

پوائنٹ نمبر 149:

جریر ابن طبری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: مسروق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ کوفے کی مسجد میں گئے جو کندہ کے دروازوں کے پاس ہے تو دیکھا کہ ایک اپنے ساتھیوں میں قصہ گوئی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس آیت میں جس دھوئیں کا ذکر ہے اس سے مراد وہ دھواں ہے جو قیامت کے دن منافقوں کے کانوں اور آنکھوں میں بھر جائے گا اور مومنوں کو زکام کی طرح ہو جائے گا، ہم وہاں سے جب واپس لوٹے اور عبد اللہ ابن مسعود

سے اس کا ذکر کیا تو آپ لیٹے لیٹے فوراً اٹھ گئے اور کہا اللہ رتعالی نے رسول اللہ ﷺ سے فرمایا ہے میں تم سے اس پر کوئی بدلہ نہیں چاہتا اور میں تکلف کرنے والوں میں نہیں ہوں، یہ بھی علم ہے کہ انسان جس چیز کو نہ جانتا ہو کہہ دے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے ، اور عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہنے لگے سنو میں تمہیں اس آیت کا صحیح مطلب بتاتا ہوں جب قریشیوں نے اسلام قبول کرنے میں دیر لگائی اور نبی کریم ﷺ کو ستانے لگے تو آپ ﷺ نے ان پر بد دعا کی کہ یوسف علیہ السلام کے زمانے جیسا قحط ان پر نازل فرما، چنانچہ وہ دعا قبول ہوئی اور ایسی خشک سالی آئی کہ انہوں نے ہڈیاں اور مردار کھانا پڑا اور آسمان کی طرف نگاہیں ڈالتے تھے تو دھویں کے سوا کچھ دکھائی نہ دیتا تھا۔

(جامع البیان عن تاویل آی القرآن (تفسیر طبری):21/ 14، اس کی سند کو دکتور عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی نے صحیح کہا ہے، الناشر: دار ہجر)

پوائنٹ نمبر 150:

(دھواں کا چھا جانا) اس مسئلے میں ہمیں دو اقوال ملتے ہیں:

1) قیامت کی نشانی دھواں کا چھا جانا واقع ہو چکی ہے۔

2) دھواں کا چھا جانا قیامت کی ایک نشانی ہے لہذا یہ قرب قیامت ظاہر ہو گی۔

سلف میں سے وہ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ الدخان واقع ہو چکی ہے:

(1) قیامت کی نشانی دھواں کا چھا جانا واقع ہو چکی ہے: جیسا کہ اوپر احادیث گزر چکی ہیں کہ جو یہ کہتے ہیں کہ یہ چیز (الدخان) واقع ہو چکی ہے ان میں عبد اللہ ابن مسعود، مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ، ضحاک رحمۃ اللہ علیہ، عطیہ رحمۃ اللہ علیہ اور جریری ابن طبری رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔

سلف میں سے وہ حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ ابھی الدخان واقع نہیں ہوئی:

(2) جو یہ کہتے ہیں کہ یہ نشانی ابھی ظاہر نہیں ہوئی قرب قیامت ظاہر ہو گی:

علی، عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ شامل ہیں

پوائنٹ نمبر 151:

الدخان کے واقع ہونے میں مزید تین اقوال:

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں الدخان کے بارے میں تین اقوال پائے جاتے ہیں:

پہلا قول:

الدخان قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اور یہ نشانی ابھی ظاہر نہیں ہوئی ہے (یہ قربِ قیامت ظاہر ہوگی) زمین پر چالیس دنوں تک لگاتار دھواں چھایا رہے گا جو زمین اور آسمان کو پوری طرح سے ڈھک دے گا، ایمان والوں اس دھویں سے صرف اتنی تکلیف ہوگی جتنی زکام کی ہوتی ہے اور کافروں کے لیے یہ دھواں بہت اذیت ناک ہوگا یہ دھواں کافروں کے کانو میں داخل ہوکر ان کے کانوں میں سراخ کردے گا اور یہ دھواں ان کافروں کو جکڑ کر ان کی سانسیں روک دے گا قرب قیامت جہنم جیسا منظر ہوگا، جو یہ کہتے ہیں کہ ابھی یہ دھواں ظاہر نہیں ان میں علی، عبداللہ ابن عباس، عبداللہ ابن عمر، ابوہریرہ، زید بن علی، حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن ابی ملیکہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اور دیگر علمائے کرام شامل ہیں۔ تفصیل کے لیے صحیح مسلم ملاحظہ فرمائیں: (صحیح مسلم، کتاب الفتن، باب: ان نشانیوں کا بیان جو قیامت سے قبل ہوں گی، حدیث نمبر: 2901[7285])

دوسرا قول:

الدخان سے مراد وہ بھوک ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاء کی وجہ سے قریش کو پہنچی اس بھوک کے نتیجے میں ایک قرشی زمین اور آسمان کے بیچ میں دھوان ہی دھواں دیکھ تا تھا یہ قول عبداللہ ابن مسعود علیہ السلام کا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس عذاب کو قریشیوں سے دور کردیا اگر یہ عذاب قیامت کے دن ہوتا تو کبھی ختم نہ ہوتا، یہ حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم اور ترمذی میں نقل کی گئی ہے۔

تیسرا قول:

عبدالرحمٰن الاعرج کہتے ہیں کہ (يَغْشَى النَّاسَ) انسانوں کو ڈھانک لینا، انسانوں پر چھاجانا جیسا کہ دھویں کی صفت میں یہ موجود ہے اگرچہ کہ معنی یہی ہے یعنی کہ عبداللہ ابن مسعود نے جس طرح کہا ہے لہٰذا یہ مشرکین مکہ کے ساتھ خاص ہے اور اگر اس کا اشارہ قیامت کے نشانیوں میں سے ہے تو اس کا معنی عام ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن (تفسیر قرطبی):16/ 131-132، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

پوائنٹ نمبر 152:

الدخان اور ابن صیاد کا واقعہ:

عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کچھ دوسرے اصحاب کے ساتھ ابن صیاد کے پاس گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ بنو مغالہ کے مکانوں کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتا ہوا ملا، ان دنوں ابن صیاد جوانی کے قریب تھا اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے کی کوئی خبر ہی نہیں ہوئی لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا تو اسے معلوم ہوا پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن صیاد! کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر بولا ہاں میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان پڑھوں کے رسول ہیں، پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، کیا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کی گواہی دیتے ہیں کہ میں بھی اللہ کا رسول ہوں؟ یہ بات سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا میں اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لایا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا دکھائی دیتا ہے؟ ابن صیاد بولا کہ میرے پاس سچی اور جھوٹی دونوں خبریں آتی ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تو تیرا سب کام گڈمڈ ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا اچھا میں نے ایک بات دل میں رکھی ہے وہ بتلا۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الدخان کی آیت کا ارادہ کیا: ﴿ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُبِينٍ ﴾ ابن صیاد نے کہا وہ "دخ" ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چل دور ہو تو اپنی بساط سے آگے کبھی نہ بڑھ سکے گا، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! مجھ کو چھوڑ دیجئیے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' اگر یہ دجال ہے تو، تو اس پر غالب نہ ہوں گے اور اگر دجال نہیں ہے تمہارا اس کو مار ڈالنا تمہارے لیے بہتر نہ ہو گا۔

(صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب [79]، حدیث نمبر: 1354)

پوائنٹ نمبر 153:

الدخان ابھی واقع نہیں ہوئی یہ قول راجح ہے :

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول: چنانچہ مذکورہ حدیث اور سورۃ الدخان کی آیت نمبر دس کے بارے میں امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اس میں بھی ایک قسم کا اشارہ ہے کہ ابھی اس کا انتظار باقی ہے اور یہ کوئی آنے والی چیز ہے چونکہ ابن صیاد بطور کاہنوں کے بعض باتیں دل کی زبان سے بتانے کا مدعی تھا اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنے کے لیے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے یہ کیا اور جب وہ پورا نہ بتا سکا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے لوگوں کو اس کی حالت سے واقف کر دیا کہ اس کے ساتھ شیطان ہے کلام صرف چرا لیتا ہے اور یہ اس سے زیادہ پر طاقت نہیں پائے گا۔
(تفسیر ابن کثیر: 7/ 228، دار الکتب العلمیہ)

امام نووی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا قول: "(آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا یہ فرمانِ مبارک کہ) قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم دس نشانیاں نہ دیکھ لو، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دھویں اور دجال کا ذکر فرمایا"، یہ حدیث انکی تائید کرتی ہے یہ دھواں کفار کے لے عذاب اور ایمان والوں کے لیے زکام کی طرح ہے اور اس سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ مذکورہ دھویں کی نشانی ابھی تک ظاہر نہیں ہوئی لہذا یہ نشانی قربِ قیامت ظاہر ہو گی۔
(المنہاج شرح صحیح مسلم للنووی: 18/ 27، کتاب الفتن واشراط الساعۃ، الناشر: داراحیاء التراث العربی، بیروت)

پوائنٹ نمبر 154:

خلاصہ بعض علمائے کرام کہتے ہیں (الدُّخَانَ) کے تین معنی مراد ہیں:

1) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی زندگی میں ظاہر ہونے والا دھواں (جو احادیث میں مذکور ہے)۔
2) اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ یہ قربِ قیامت آسمان اور زمین پر چھا جائے گا۔
3) نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے زمانے میں رونما ہونے والا دھواں مجازی تھا یعنی کہ مشرکینِ مکہ کو بھوک کا عذاب دیا گیا جس کو وجہ سے ان کی آنکھوں میں ہر جگہ دھواں دھواں نظر آتا تھا، واللہ اعلم۔

ASK ISLAM PEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

8:(وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا)سورج مغرب سے طلوع ہو گا

قیامت کی بڑی نشانیوں میں سے ایک نشانی(وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا)سورج مغرب سے طلوع ہو گا

پوائنٹ نمبر 155:

سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کی قرآن مجید سے پہلی دلیل:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا أَنْ تَأْتِيَهُمُ الْمَلَائِكَةُ أَوْ يَأْتِيَ رَبُّكَ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا قُلِ انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ﴾

(سورۃ الانعام، سورۃ نمبر6، آیت نمبر:158)

"کیا یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ ان کے پاس فرشتے آئیں یا ان کے پاس آپ(ﷺ) کا رب آئے یا آپ کے رب کی کوئی (بڑی) نشانی آئے؟ جس روز آپ(ﷺ) کے رب کی کوئی بڑی نشانی آ پہنچے گی، کسی ایسے شخص کا ایمان اس کے کام نہ آئے گا جو پہلے سے ایمان نہیں رکھتا، یا اس نے اپنے ایمان میں کوئی نیک عمل نہ کیا ہو، آپ(ﷺ) فرما دیجئے کہ تم منتظر رہو، ہم بھی منتظر ہیں۔"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ، آمَنُوا أَجْمَعُونَ، وَذَلِكَ حِينَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا"، ثُمَّ قَرَأَ الْآيَةَ))

کہ قیامت اس وقت تک قائم نہ ہو گی، جب تک سورج مغرب سے نہ طلوع ہو لے جب مغرب سے سورج طلوع ہو گا اور لوگ دیکھ لیں گے تو سب ایمان لائیں گے لیکن یہ وقت ہو گا جب کسی کو اس کا ایمان نفع نہ دے گا، پھر آپ ﷺ نے اس (حسب بالا سورۃ الانعام کی) آیت کی تلاوت کی۔

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر، باب: آیت کی تفسیر "کسی شخص کو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا"، حدیث نمبر:4636)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَوْلِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ سورة الأنعام آية ١٥٨، قَالَ: " طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا "، قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ وَرَوَاهُ بَعْضُهُمْ وَلَمْ يَرْفَعْهُ))

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آیت:﴿ أَوْ يَأْتِيَ بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ ﴾ "یا تیرے رب کی بعض نشانیاں آ جائیں"(الانعام:158)، کے بارے میں فرمایا کہ اس سے مراد سورج کا مغرب سے نکلنا ہے۔

(جامع ترمذی، کتاب تفسیر القرآن، باب: سورۃ الانعام سے بعض آیات کی تفسیر، حدیث نمبر:3071، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو" صحیح "کہا ہے)

جب دابۃ الارض ظاہر ہو جائے تو ایمان اور توبہ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں:

صفوان بن عسّال مُرادی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((...جَعَلَ بِالْمَغْرِبِ بَابًا عَرْضُهُ مَسِيرَةُ سَبْعِينَ عَامًا لِلتَّوْبَةِ، لَا يُغْلَقُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ قِبَلِهِ، وَذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ: يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا]سورة الأنعام آية ١٥٨ الْآيَةَ))

"...اللہ نے مغرب میں توبہ کا ایک دروازہ بنایا ہے جس کی چوڑائی ستر سال کی مسافت ہے، وہ بند نہ کیا جائے گا یہاں تک کہ سورج ادھر سے نکلنے لگے (یعنی قیامت تک) اور اسی سلسلے میں اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے :

﴿ يَوْمَ يَأْتِي بَعْضُ آيَاتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا ﴾(الانعام:158)

"جس دن کہ تیرے رب کی بعض آیات کا ظہور ہو گا اس وقت کسی شخص کو اس کا ایمان کام نہ دے گا"۔

(جامع ترمذی، کتاب الدعوات، باب: توبہ و استغفار کی فضیلت اور بندوں پر اللہ کی رحمتوں کا بیان، حدیث نمبر :3536، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی سند کو" حسن "کہا ہے)

یعنی کہ سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد توبہ کا دروازہ بند کر دیا جائے گا جب سورج مغرب سے نکلے گا تو اس کے بعد کسی کا ایمان لانا یا توبہ کرنا کسی کے کام نہ آئے گا جیسا کہ حدیث کے الفاظ ہیں ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((ثَلَاثٌ إِذَا خَرَجْنَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا، إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ، أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَالدَّجَّالُ، وَدَابَّةُ الأَرْضِ))

"تین چیزیں ہیں جب یہ ظاہر ہو جائیں گی تو اس وقت کسی آدمی کو جو اس سے پہلے ایمان نہ لا سکا تھا، یا وہ شخص جو ایمان کی حالت میں کوئی نیکی کام نہ کر سکا تو اس کا ایمان لانا (یا ایمان والے کا توبہ کرنا) کچھ بھی فائدہ نہ دے گا (وہ تین چیزیں یہ ہیں) سورج کا مغرب کی جانب سے طلوع ہونا، دجال کا خروج اور دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔"

(صحیح مسلم، کتاب الایمان، 72. باب: اس زمانے کا بیان جب ایمان مقبول نہ ہو گا، حدیث نمبر: 158[398])

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، فَإِذَا طَلَعَتْ وَرَآهَا النَّاسُ آمَنَ مَنْ عَلَيْهَا فَذَاكَ حِينَ لا يَنْفَعُ نَفْسًا إِيمَانُهَا لَمْ تَكُنْ آمَنَتْ مِنْ قَبْلُ أَوْ كَسَبَتْ فِي إِيمَانِهَا خَيْرًا[سورة الأنعام آية ١٥٨ الْآيَةَ))

"قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی جب تک سورج مغرب سے نہ نکل آئے، تو جب سورج نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں گے تو جو بھی روئے زمین پر ہو گا ایمان لے آئے گا، لیکن یہی وہ وقت ہو گا جب کسی کو بھی جو اس سے پہلے ایمان نہ لے آیا ہو اور اپنے ایمان میں خیر نہ کما لیا ہو اس کا ایمان فائدہ نہ دے گا"۔

(سنن ابو داود، کتاب الملاحم، باب قیامت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر: 4312، شیخ البانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کی سند کو "صحیح" کہا ہے)

ایک اور حدیث میں ہے ابو موسیٰ الاشعری بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَبْسُطُ يَدَهُ بِاللَّيْلِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ النَّهَارِ، وَيَبْسُطُ يَدَهُ بِالنَّهَارِ لِيَتُوبَ مُسِيءُ اللَّيْلِ، حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا))

رات کے وقت اللہ تعالی رات کو اپنی ہاتھوں سے بڑی کرتے ہیں تاکہ جن لوگوں سے دن میں گناہ ہوگئے ہیں وہ رات کے وقت توبہ کرلیں اور اسی طرح دن کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ بڑا کردیتا ہے تاکہ جن لوگوں سے رات کے اندھیرے میں گناہ ہوگئے تھے وہ دن کو وقت توبہ کرلیں یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہتا یہاں تک جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا تو توبہ کا یہ سلسلہ ختم کردیا جاتا ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ، 5. باب: گناہوں کی توبہ کا قبول ہونا خواہ گناہ اور توبہ بار بار ہوں، حدیث نمبر :2759[6989])

سورج کا مغرب سے طلوع ہونے کی قرآن مجید سے دوسری دلیل:

﴿وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ﴾

(سورۃ یس، سورۃ نمبر 36، آیت نمبر:38)

"اور سورج کے لئے جو مقررہ راہ ہے وہ اسی پر چلتا رہتا ہے، یہ ہے مقرر کردہ غالب، علیم اللہ تعالیٰ کا۔"

ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے، پھر جب سورج غروب ہوا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

((قَالَ: يَا أَبَا ذَرٍّ هَلْ تَدْرِي أَيْنَ تَذْهَبُ هَذِهِ؟، قَالَ: قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ، قَالَ: فَإِنَّهَا تَذْهَبُ تَسْتَأْذِنُ فِي السُّجُودِ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَكَأَنَّهَا قَدْ قِيلَ لَهَا ارْجِعِي مِنْ حَيْثُ جِئْتِ، فَتَطْلُعُ مِنْ مَغْرِبِهَا، ثُمَّ قَرَأَ: ﴿ ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ﴾ فِي قِرَاءَةِ عَبْدِ اللَّهِ))

"اے ابو ذر (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہیں معلوم ہے یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ بیان کیا کہ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں، آپ ﷺ فرمایا کہ یہ (اللہ تعالیٰ کے عرش کے نیچے) جاتا ہے اور سجدہ کی اجازت چاہتا ہے پھر اسے اجازت دی جاتی ہے اور گویا اس سے کہا جاتا ہے کہ واپس وہاں جاؤ جہاں سے

آئے ہو چنانچہ وہ مغرب کی طرف سے طلوع ہوتا ہے، پھر آپ ﷺ نے یہ آیت پڑھی: ﴿ ذَلِكَ مُسْتَقَرٌّ لَهَا ﴾ عبداللہ کی قرآت یوں ہی ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب التوحید، باب: (سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ کا فرمان) "اور اس کا عرش پانی پر تھا"، "اور وہ عرش عظیم کا رب ہے"، حدیث نمبر:7424)

9:(خروج دابۃ الارض)

قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے بڑی نشانی (خروج دابۃ الارض)

پؤائنٹ نمبر 156:

"دَابَّة" کا لغوی معنیٰ:

(دَابَّة - د ب ب،) اسم فاعل، (دَبَّ) ایک سست رفتار اور آہستہ آہستہ چلنے والا جانور (اِدْبَاب) آہستہ چلنا۔ (دبب، الدب والدبیب) یہ الفاظ حشرات الارض کے لے استعمال کئے جاتے ہیں اور بیشتر تمام جانوروں کے لیے بھی استعمال ہوتے ہیں، ایک خاص قسم کے گھوڑے کے لیے بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے، یہاں پر مراد جانور ہے۔

(پؤائنٹ نمبر 135 و 136 اکثر ضعیف روایات سے متنبہ رہیں)

پؤائنٹ نمبر 157:

(دَابَّة) کے بارے میں چھ اقوال ہیں:

دابۃ سے متعلق امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((هَذِهِ الدَّابَّةُ تَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ عِنْدَ فَسَادِ النَّاسِ وَتَرْكِهِمْ أَوَامِرَ اللهِ وَتَبْدِيلِهِمُ الدِّينَ الْحَقَّ، يُخْرِجُ اللهُ لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ، قِيلَ: مِنْ مَكَّةَ، وَقِيلَ: مِنْ غيرها))

یعنی جس جانور کا یہاں ذکر ہے یہ لوگوں کے بالکل بگڑ جانے اور دین حق کو چھوڑ دینے کے بعد آخر زمانے

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

میں ظاہر ہو گا جب کہ لوگوں نے دین حق بھی کو بدل دیا ہو گا، بعض کہتے ہیں یہ مکہ مکرمہ سے نکلے گا بعض کہتے ہیں اور کسی جگہ سے نکلے گا۔

(تفسیر ابن کثیر:6/191، الناشر: دار الکتب العلمیہ)

پوائنٹ نمبر 158:

قرآن مجید میں دابۃ الارض کا ذکر:

﴿وَإِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ أَخْرَجْنَا لَهُمْ دَابَّةً مِنَ الْأَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ أَنَّ النَّاسَ كَانُوا بِآيَاتِنَا لَا يُوقِنُونَ﴾

(سورۃ النمل، سورۃ نمبر 27، آیت نمبر:82)

"جب ان کے اوپر عذاب کا وعدہ ثابت ہو جائے گا، ہم زمین سے ان کے لیے ایک جانور نکالیں گے جو ان سے باتیں کرتا ہو گا کہ لوگ ہماری آیتوں پر یقین نہیں کرتے تھے۔"

پوائنٹ نمبر 159:

قرآمجید میں دابۃ الارض دیمک کے لیے بھی استعمال ہوا ہے:

﴿فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلَى مَوْتِهِ إِلَّا دَابَّةُ الْأَرْضِ تَأْكُلُ مِنْسَأَتَهُ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ أَنْ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوا فِي الْعَذَابِ الْمُهِينِ﴾

(سورۃ سباء، سورۃ نمبر 34، آیت نمبر:14)

"پھر جب ہم نے ان پر موت کا حکم بھیج دیا تو ان کی خبر جنات کو کسی نے نہ دی سوائے گھن کے کیڑے کے جو ان کی عصا کو کھا رہا تھا، پس جب (سلیمان) گر پڑے اس وقت جنوں نے جان لیا کہ اگر وہ غیب دان ہوتے تو اس کے ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔"

پوائنٹ نمبر 160:

دابۃ الارض لوگوں کی ناک یا پیشانی پر نشان لگائے گا:

دابۃ الارض لوگوں کی پر نشان لگائے گا(ایک حدیث میں ناک پر نشان کا ذکر ہے اور ایک حدیث میں پیشانی کا ذکر ہے):

ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((تَخْرُجُ الدّابّةُ فَتَسِمُ النّاسَ عَلَى خَرَاطِيمِهِمْ، ثُمّ يَغْمُرُونَ فِيكُمْ حَتّى يَشْتَرِيَ الرّجُلُ الْبَعِيرَ فَيَقُولُ: مِمّنْ اشْتَرَيْتَهُ؟ فَيَقُولُ: اشْتَرَيْتُهُ مِنْ أَحَدِ الْمُخَطّمِينَ))

جب دابۃ الارض نکلے گا تو وہ لوگوں کی ناکوں پر ایک نشان لگادے گا اور جس کو وہ نشان لگائے گا وہ انسان لمبی عمر تک جئے گا یہاں تک کہ ایک آدمی اونٹ خریدے گا اور جب کوئی اس سے پوچھے گا کہ تم نے یہ اونٹ کہا سے خریدا ہے تو وہ کہے گا میں یہ اونٹ ان لوگوں سے خریدا ہے جن کی ناکوں پر دابۃ الارض نے نشان لگائے ہیں۔

(مسند احمد، 36/547، حدیث نمبر:22308،"اسنادہ صحیح"شعیب ارناؤوط نے اس کی سند کو صحیح کہا ہے)

پوائنٹ نمبر 161،وائنٹ نمبر 162:

دابۃ الارض کے نکلنے کی جگہ:

اس بات پر بھی اختلاف ہے کہ دابۃ الارض کس جگہ سے ظاہر ہو گا چنانچہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

میں (امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ) کہتا ہوں دابۃ الارض کے بارے میں شک وشبہ کو وہ حدیث ختم کر دیتی ہے جس میں نے نقل کیا ہے جس کے راوی حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ہیں اور اس حدیث کی سندوں پر آپ سبھی اعتماد کر سکتے ہیں لہذا دابۃ الارض کس جگہ پر ظاہر ہو گا اس میں بہت اختلاف ہے عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ دابۃ الارض مکہ میں جبل صفا سے نکلے گا جبلِ صفا پھٹ پڑے گا اور دابۃ الارض ظاہر ہو جائے گا، عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر میں چاہوں تو اس جگہ کی نشاندہی کر سکتا ہوں جہاں سے دابۃ الارض نکلے گا چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی یہی مروی ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بیت اللہ کا طواف کر رہے ہوں

گے اسی دوران صفا کا پہاڑ پھٹے گا اور اس میں سے دابۃ الارض نکلے گا۔
(الجامع الاحکام القرآن (تفسیر القرطبی): 13/236-237، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے دابۃ الارض کے نکلنے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمانے لگے جیاد میں ایک چٹان ہے اس کے نیچے سے نکلے گا میں اگر وہاں ہوتا تو تمہیں وہ چٹان دکھا دیتا، پھر اس کے بعد دابۃ الارض سیدھا مشرق کی طرف جائے گا اور شور شرابے کے ساتھ جائے گا کہ ہر طرف اس کی آواز پہنچ جائے گی، پھر شام کی طرف جائے گا وہاں بھی چیخ لگائے گا، پھر یمن کی طرف جائے گا یہاں بھی آواز لگائے گا اس کے بعد شام کے وقت مکہ سے نکل کر صبح کے وقت عسفان پہنچ جائے گا، پھر لوگوں نے پوچھا اس کے بعد کیا ہوگا تو عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ اس کے بعد کا حال مجھے نہیں معلوم۔
(تفسیر ابن کثیر: 6/192، الناشر دار الکتب العلمیہ)

پوائنٹ نمبر 163:

دابۃ الارض کے نکلنے کا وقت:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

((حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا، وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى، وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا، فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا))

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی حدیث یاد کی جس کو میں کبھی نہیں بھول سکتا، میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کی سب سے پہلی نشانی یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور اس کے بعد چاشت کے وقت زمین سے دابۃ الارض نکلے گا اگرچہ کہ اس میں سے کوئی بھی نشانی پہلے ظاہر ہو اس کے

فوراً بعد دوسری نشانی ظاہر ہو جائے گی۔

(صحیح مسلم، کتاب الفتن واشرط الساعۃ، باب: خروج دجال اور اس کا زمین میں ٹھہرنے اور عیسیٰ کے نزول اور اسے قتل کرنے کا بیان، حدیث نمبر: 2941[7383]۔ وسنن ابو داود: 4310۔ وسنن ابن ماجہ: 4069)

دابۃ الارض جیسا بھی ہو اور جہاں کہیں نکلے بہر حال وہ ایک دن ضرور نکلے گا ہمیں اس بات پر یقین رکھنا ہے کہ قیامت سے پہلے دابۃ الارض نکل کر رہے گا ہمیں اس بات پر ایمان رکھنا لازم ہے۔

10-قیامت کی دس بڑی نشانیوں میں سے دسویں نشانی

((وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنْ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ))

پوائنٹ نمبر 164:

یمن سے آگ نکلے گی

اور آخر میں یمن سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

پہلی حدیث:

((وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قَعْرِ عَدَنَ تَسُوقُ النَّاسَ أَوْ تَحْشُرُ النَّاسَ، فَتَبِيتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوا، وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا))

(قربِ قیامت یمن کے شہر) عدن کے اندر سے آگ کا نکلنا جو لوگوں کو ہانکے یا اکٹھا کرے گی، جہاں لوگ رات گزاریں گے وہیں رات گزارے گی اور جہاں لوگ قیلولہ کریں گے وہیں قیلولہ کرے گی۔

(جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب زمین دھنسنے کا بیان، حدیث نمبر: 2183، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث " صحیح " کہا ہے)

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

دوسری حدیث:

ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((لیْتَ شِعْرِي مَتَى تَخْرُجُ نَارٌ مِنَ الْيَمَنِ مِنْ جَبَلِ الْوِرَاقِ ، تُضِيءُ مِنْهَا أَعْنَاقُ الْإِبِلِ بُرُوكًا بِبُصْرَى كَضَوْءِ النَّهَارِ))

"کاش میں جانتا ہوتا کہ جب یمن کے جبل وراق سے آگ نکلے گی، وہ بصریٰ میں بیٹھے ہوئے اونٹوں کی گردنوں کو ایسے روشن کردے گی، جیسے وہ دن کی روشنی میں نظر آتی ہیں۔"

(مسند احمد ، حدیث نمبر:21289،، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث " صحیح" کہا ہے، دیکھئے: سلسلۃ احادیث الصحیحہ، حدیث نمبر:3080)

تیسری حدیث:

عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

((حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبِي، حَدَّثَنَا الْحُسَيْنُ يَعْنِي الْمُعَلِّمَ قَالَ: قَالَ لِي يَحْيَى حَدَّثَنِي أَبُو قِلَابَةَ، حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ: قَالَ لَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " سَتَخْرُجُ نَارٌ قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ مِنْ بَحْرِ حَضْرَمَوْتَ تَحْشُرُ النَّاسَ " قَالُوا: فَمَا تَأْمُرُنَا يَا رَسُولَ اللهِ؟ قَالَ: " عَلَيْكُمْ بِالشَّامِ))

قربِ قیامت حضرت موت کے سمندر سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو ہانک کر محشر کی طرف لے جائے گی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس وقت کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا حکم فرماتے ہیں ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس وقت ملکِ شام کو چلے جاؤ۔

(مسند احمد ابن حنبل:10/206،حدیث نمبر:6002،واسنادہ صحیح، شعیب ارناؤوط کہتے ہیں:"إسناده صحيح على شرط الشيخين . ليث: هو ابن سعد، ونافع: هو مولى ابن عمر"اس سے قبل بھی یہ حدیث مسند احمد میں گزری ہے ، حدیث نمبر:5146،اور یہ حدیث بھی صحیح ہے " إسناده صحيح على شرط

الشيخين . عبد الملك بن عمرو: هو أبو عامر العقدي، وأبو قلابة: هو عبد الله بن زيد الجرمي)

پوائنٹ نمبر :165

قربِ قیامت کی آخری نشانی اور وابتداء قیامت سب سے پہلی نشانی:

نوٹ: توبہ کا دروازہ بند ہونے کے بعد اور دابہ الارض کی ڈانٹ کے بعد پہلی نشانی اس نسبت سے پہلی نشانی۔

قربِ قیامت کی آخری نشانی اور قیامت واقع ہونے کی سب سے پہلی نشانی آگ کی شکل میں ظاہر اور یہ آگ لوگوں کو ہانکتے ہوئے محشر کے میدان تک لے جائے گی علمائے کرام کہتے ہیں کہ آگ دو جگہوں سے نکلے گی ایک آگ جو یمن سے نکلے اور دوسری جگہ کا بھی احادیث میں ذکر ہے اور وہ جگہ ہے ملکِ شام لیکن علمائے کرام ملکِ یمن سے نکلنے والی آگ کو زیادہ ترجیح دی ہے واللہ اعلم۔ اور وہ آگ لیجا کر شام میں چھوڑے گی، یہ بھی ایک تطبیق ہے اُحادیث میں۔

ایمان کا چھٹواں رکن "اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا"

پوائنٹ نمبر :166

ایمان کا چھٹواں رکن (بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ) اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا ایمان کا چھٹا رکن، حدیث جبریل کا ابتدائی حصہ تقدیر کے مسئلہ سے شروع ہوا تھا لہذا تقدیر کے متعلق تمام تفصیلات پہلے ہی درج کر دی گئی ہیں یہاں پر اختصار کے ساتھ چند اہم چیزیں درجِ ذیل ہیں۔

پوائنٹ نمبر :167

تقدیر پر ایمان لانے کے تین معنی اور مفہوم ہیں:

1) اس بات پر ایمان لانا کہ تمام عالَموں میں جو کچھ ہو چکا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے ہے۔

2) اس بات پر ایمان لانا کہ تمام عالَموں میں جو کچھ ہو رہا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے ہے۔

3) اس بات پر ایمان لانا کہ تمام عالَموں میں جو کچھ ہونے والا ہے اس کا علم اللہ تعالیٰ کو پہلے ہی سے ہے۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ إِنَّ ذَلِكَ فِي كِتَابٍ إِنَّ ذَلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ﴾

(سورۃ الحج، سورۃ نمبر 22، آیت نمبر:70)

"کیا تم نے نہیں جانا کہ آسمان وزمین کی ہر چیز اللہ کے علم میں ہے یہ سب لکھی ہوئی کتاب میں محفوظ ہے اللہ تعالیٰ پر تو یہ امر بالکل آسان ہے۔"

عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:

((كَتَبَ اللَّهُ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ))

"اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال پہلے تمام مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔"

(صحیح مسلم، کتاب القدر، باب: سیدنا آدم اور سیدنا موسیٰ کا مباحثہ، حدیث نمبر :2653[6748]۔ وجامع ترمذی:2156)

اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانے کے بارے میں شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((خيره وشره": أما وصف القدر بالخير، فالأمر فيه ظاهر. وأما وصف القدر بالشر، فالمراد به شر المقدور لا شر القدر الذي هو فعل الله، فإن فعل الله عز وجل ليس فيه شر، كل أفعاله خير وحكمة، ولكن الشر في مفعولاته ومقدوراته، فالشر هنا باعتبار المقدور والمفعول، أما باعتبار الفعل، فلا، ولهذا قال النبي عليه الصلاة والسلام: "والشر ليس إليك))

تقدیر کو خیر کے ساتھ شامل کرنا یہ بات تو سب کو معلوم ہے جہاں تک تقدیر کو شر کے ساتھ جوڑنے کا معاملہ ہے تو اس سے مراد جو مفعول کا شر ہے، تقدیر بذاتِ خود شر نہیں کیونکہ تقدیر اللہ تعالیٰ کا فعل ہے لہذا اللہ

تعالیٰ کے ہر فعل میں خیر ہی خیر ہے اور (شر میں بھی) حکمت ہے اللہ کے افعال میں شر نہیں ہے شر تو مفعولات اور مقدورات میں ہے لہذا یہاں پر شر مقدور اور مفعول میں پایا جاتا ہے جیسا کہ علی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو جو دعا پڑھتے اس میں یہ الفاظ شامل ہوتے: ((وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ))

(ہر طرح کا خیر تیرے ہی ہاتھ میں اور شر تجھ سے بہت دور ہے۔(صحیح مسلم:771[1812])

((فمثلاً، نحن نجد في المخلوقات المقدورات شراً، ففيها الحيات والعقارب والسباع والأمراض والفقر والجدب وما أشبه ذلك، وكل هذه بالنسبة للإنسان شر، لأنها لا تلائمه، وفيها أيضاً المعاصي والفجور والكفر والفسوق والقتل وغير ذلك، وكل هذه شر، لكن باعتبار نسبتها إلى الله هي خير، لأن الله عز وجل لم يقدرها إلا لحكمة بالغة عظيمة، عرفها من عرفها وجهلها من جهلها))

اس بات کو اس طرح سے بھی سمجھا جا سکتا ہے مثلاً اللہ تعالیٰ نے سانپ، بچھو اور دیگر کئی قسم کے زہریلے جانور پیدا فرمائے غریبی، افلاسی، بھوک اور کئی بیماریاں بھی پیدا فرمائی لیکن یہ تمام چیزین انسان کے اعتبار سے شر ہیں کیونکہ یہ چیزیں اس میل نہیں رکھتیں، اور اسی طرح مخلوقات میں جھوٹ، گناہ اور کفر بھی پایا جاتا ہے اور قتل جیسا عمل بھی موجود ہے یہ تمام چیزیں (مخلوق کے اعتبار سے) شر میں شمار ہوتی ہیں خالق کے لیے شر میں شمار نہیں ہوتی کیونکہ ان مخلوقات کے پیدا کرنے میں اللہ تعالیٰ کی حکمت پوشیدہ ہے اور اس حکمت کو کچھ لوگ جانتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی معرفت نہیں رکھتے۔

(شرح العقيدة الواسطية لابن العثيمين:1/70،"وصف القدر بالشر والجواب عليه"، الناشر: دار ابن الجوزی)

پوائنٹ نمبر 168:

ایک شبہ کا جواب:

((وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ، وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ))

ASK ISLAM PEDIA GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

ہر طرح کا خیر تیرے ہی ہاتھ میں اور برائی کا تیری طرف سے اور شر تجھ سے بہت دور ہے۔

(صحیح مسلم:771[1812])

بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ایمان میں یہ داخل ہے کہ ہم اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لائیں گے لیکن مذکورہ حدیث اس چیز کی مخالفت نظر آتی ہے۔

اس اعتراض کے دو جوابات ہیں:

بے شک اچھی اور بری تقدیر دونوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہیں جیسا کہ قرآنِ مجید میں ہے:

﴿اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ﴾

(سورۃ الزمر، سورۃ نمبر 39، آیت نمبر 62)

"اللہ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔"

لہذا شر مخلوقات کے اعتبار سے شر ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکمت ہے جیسا کہ ہم اوپر شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح پڑھ چکے ہیں۔ انسان کے آزاد ہونے کی وجہ سے ہم انسان شر کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب نہیں کر سکتے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ﴾

(سورۃ القمر، سورۃ نمبر 54، آیت نمبر:49)

"بیشک ہم نے ہر چیز کو ایک (مقررہ) اندازے پر پیدا کیا ہے۔"

پھر اللہ تعالیٰ مخلوق نہ صرف پیدا فرمایا بلکہ اس کی رہنمائی بھی فرمائی جیسا کہ قرآن مجید ہے:

﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى[١] الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى[٢] وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى[٣]﴾

(سورۃ الاعلی، سورۃ نمبر 87، آیت نمبر:1-3)

"اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر[1] جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا[2] اور جس نے (ٹھیک ٹھاک) اندازہ کیا اور پھر راہ دکھائی[3]۔"

پوائنٹ نمبر 169:

اللہ تعالیٰ تقدیر مقرر کرنے کے بعد مخلوق کی رہنمای بھی کی:

علمائے کرام کہتے ہیں کہ اس آیت میں یہ کہا جارہا ہے کہ تقدیر مقرر کی پھر مخلوق کو راہ بھی دکھائی، دربدر کی ٹھوکریں کھانے کے لیے نہیں چھوڑا گیا جیسا کہ ایک بکری ہوتی اللہ تعالیٰ بے شمار پیڑ پودے گھاس وغیرہ پید افرمائی اور اس بکری کو یہ فہم وفراست عطا کر دیا کہ اس بکری کے لیے کونسے درخت کے پتے اور پودے فائدہ مند ہیں اور کونسے نقصاندہ ہیں لہذا بکری کوئی غلط پودا نہیں کھاتی وہ وہی کھاتی ہے جو اس کے لیے اچھا ہو حالانکہ بکری کے لیے جو پودے اور پتے نقصاندہ ہوتے ہیں وہ دیگر مخلوقات کے لیے فائدہ مند ہوتے ہیں لہذا کوئی بھی چیز کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کے بغیر پیدا نہیں کیا۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

جبریل عَلَیہِ السَّلَام کا تیسرا سوال

پوائنٹ نمبر 170:

فَأَخْبِرْنِي عَنِ الإِحْسَانِ:

((قَالَ : أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو جیسا گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

پوائنٹ نمبر 171-173

"الإِحْسَان" کا لغوی معنی:

(الإِحْسَان:ح س ن - أَحْسَنَ ، يُحْسِنُ ، إِحْسَانٌ) ، (إِحْسَانٌ) بوزن(إِفْعَالٌ) بمعنی: نیکی کرنا بھلائی کرنا۔

(أَحْسَنَ) اس نے نیکی کی، اس نے اچھا کام کیا، (أَحْسِنُ) تو نیکی کر، تو اچھا کام کر، (أَحْسَنُ) سب سے اچھا، سب سے بہترین۔

پوائنٹ نمبر 174:

"الإِحْسَان" کا اصطلاحی معنی:

اسلام اور ایمان کا بلند ترین درجہ احسان کہلاتا ہے لہذا اسلام ایمان اور احسان کے مراتب کے بارے میں علمائے کرام کہتے ہیں:

1) سب سے بلند اور پہلا مرتبہ احسان کا ہے۔ (یعنی ہر محسن مومن بھی ہوتا ہے اور مسلمان بھی ہوتا ہے۔)
2) دوسرا مرتبہ ایمان کا ہے۔ (ہر مومن مسلمان ہوتا ہے لیکن محسن نہیں ہوتا)
3) اور تیسرا مرتبہ اسلام کا ہے۔ (ہر مسلمان مومن کے درجہ پر بھی پہنچ سکتا ہے احسان کے درجہ پر بھی پہنچ سکتا ہے البتہ زیادہ تر مسلمان نہ مومن ہوسکتے ہیں اور نہ ہی محسن ہوسکتے ہیں)۔

AskIslamPedia
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

پوائنٹ نمبر 175:

اصطلاحی معنی میں (الإِحْسَان) کی دو قسمیں ہیں:

1) اللہ تعالیٰ کے حق میں احسان کرنا: اللہ تعالیٰ کے حق میں احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ شرک سے دور رہتے ہوئے توحید کو اپنا کر خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع کرے اور نبی کریم ﷺ کی اتباع میں کسی غیر نبی کو شامل نہ کرے۔

2) بندوں کے حق میں احسان کرنا: بندوں کے حق میں احسان کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جو حقوق العباد ہیں ان کو بحسن وخوبی ادا کرنا مثلاً: والدین کا حق ادا کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا، اگر شوہر ہے تو بیوی کا حق ادا کرنا اور اگر بیوی ہے تو شوہر کا حق ادا کرنا، پڑوسیوں کا حق ادا کرنا وغیرہ یہ تمام چیزیں بندوں کے حق میں احسان کہلاتے ہیں۔

پوائنٹ نمبر 176:

احسان کے دو درجات ہیں:

1) پہلا درجہ: ((أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ)) ہم اس طرح سے اللہ تعالیٰ عبادات بجالائیں کہ گویا کہ ہم اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں، یہ احسان کا پہلا درجہ ہے۔

2) دوسرا درجہ: ((فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ)) ہم اس طرح سے اللہ تعالیٰ عبادات بجالائیں کہ ہمیں اللہ تعالیٰ دیکھ رہا ہے، یہ احسان کا دوسرا درجہ ہے۔

پوائنٹ نمبر 177 :

احسان کا معنیٰ:

(الإِحْسَانُ) دو معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے:

1) دوسروں پر انعام کرنا مثلاً: (أحسن إلى فلان) اس نے فلاں شخص کو انعام واکرام سے نوازا، بخشش

دی، معاف کر دیا وغیرہ۔

2) دوسرا معنی یہ ہے کہ اپنے ہر کام کو بحسن وخوبی انجام دینا اپنے کام اور اپنے عمل میں حسن پیدا کرنا چونکہ ہر چیز حسنِ علم اور حسنِ عمل سے بہترین اور اعلی ہو جاتی ہے۔

(مفردات فی غریب القرآن للراغب اصفہانی، صفحہ:236، الناشر: دار القلم، الدار السامیۃ، بیروت)

پوائنٹ نمبر 178:

احسان سے متعلق امام ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے تشریح کی ہے رجوع کیجئے العلوم والحکم۔

پوائنٹ نمبر 179:

قرآنِ مجید میں محسنین کا ذکر:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ محسنین کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اتَّقَوْا وَآمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ ثُمَّ اتَّقَوْا وَآمَنُوا ثُمَّ اتَّقَوْا وَأَحْسَنُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ﴾

(سورۃ المائدۃ، سورۃ نمبر 5، آیت نمبر:93)

"جبکہ وہ لوگ تقویٰ رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز گاری کرتے ہوں اور خوب نیک عمل کرتے ہوں، اللہ ایسے نیکوکاروں سے محبت رکھتا ہے۔"

پوائنٹ نمبر 180:

اسلام، ایمان اور احسان کا آپس میں گہرا تعلق:

جیسا کہ حدیثِ جبریل میں سب سے پہلے اسلام کا ذکر کیا گیا پھر اسلام کی پانچ ارکان بتائے گئے اور اس کے بعد ایمان اور ایمان کے چھ ارکان بتائے گے پھر آخر میں احسان کے بارے میں بتایا گیا لہذا ان تینوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے اور

یہ تینوں ایک دوسرے سے اس طرح جڑے ہوئے ہیں جیسا کہ ایک کڑی دوسری کڑی سے جڑی ہوتی ہے :

- اسلام کی وجہ سے ایک انسان کا ظاہری قول و عمل صحیح ہو جاتا ہے۔
- ایمان کی وجہ سے ایک مسلمان کا عقیدہ پختہ اور صحیح ہو جاتا ہے۔
- احسان سے ایک مسلمان اور مومن کی روح میں طاقت و قوت پیدا ہو جاتی ہے ۔

پوائنٹ نمبر 181:

اللہ تعالیٰ کے یہاں محسنین کے لیے انعام واکرام:

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ﴾

(سورۃ الرحمٰن، سورۃ نمبر 55، آیت نمبر:60)

"احسان کا بدلہ احسان کے سوا کیا ہے۔"

جب ایک مسلمان احسان کے درجہ پر پہنچ کر کوئی عمل کرتا ہے تو اس کے لیے آخرت میں بدلہ اور اجر کے بارے میں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے کہ وہ کتنا زیادہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَى وَزِيَادَةٌ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوهَهُمْ قَتَرٌ وَلَا ذِلَّةٌ أُولَئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

(سورۃ یونس، سورۃ نمبر 10، آیت نمبر:26)

"جن لوگوں نے نیکی کی ہے ان کے واسطے خوبی ہے اور مزید ایک ثواب بھی اور ان کے چہروں پر نہ سیاہی چھائے گی اور نہ ذلت، یہ لوگ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔"

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((وَزِيَادَةٌ هِيَ تَضْعِيفُ ثَوَابِ الْأَعْمَالِ بِالْحَسَنَةِ عَشْرَ أَمْثَالِهَا إِلَى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ وَزِيَادَةٌ عَلَى ذَلِكَ أَيْضًا، وَيَشْمَلُ مَا يُعْطِيهِمُ اللهُ فِي الْجِنَانِ مِنَ الْقُصُورِ وَالْحُورِ

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

وَالرِّضَا عَنْهُمْ، وَمَا أَخْفَاهُ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ وَأَفْضَلُ مِنْ ذَلِكَ وَأَعْلَاهُ النَّظَرُ إِلَى وَجْهِهِ الْكَرِيمِ))

ہر نیکی کا ہر عمل کا بدلہ بہت زیادہ دیا جائے گا یعنی کہ اس بدلے اور اجر کو دس سے سات سو گنا اور اس سے بھی زیادہ تک بڑھا دیا جائے گا اور جنت میں قصور اور خوبصورت حوریں ملیں گی کہ ان کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ہوگی اور ان سب سے بڑھ کر جو اجر ملے گا وہ ہے اللہ تعالیٰ کے چہرے کا دیدار جو محسنین ہوں گے وہ رب کے چہرے کا بار بار دیدار کریں گے۔

(تفسیر ابن کثیر:4/329، الناشر: دار الکتب العلمیة)

پوائنٹ نمبر 182:

ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے اور ایمان کے الگ الگ درجات ہیں:

جن لوگوں کے دلوں میں ایمان ہوتا ہے ان کے ایمان کے الگ الگ درجات ہوتے ہیں اور اس میں سب سے اعلیٰ درجہ (الإِحْسَانُ) احسان کا درجہ ہے یعنی کہ بندے کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہو اور طریقہ رسول اللہ کا ہو تو وہ عمل حسنِ عمل کہلاتا ہے اور یہی احسان کہلاتا ہے بعض حضرات تصوف کو اصل احسان قرار دیتے ہیں حالانکہ تصوف میں زیادہ تر حصہ بدعات کا ہوتا ہے لہذا یہ کہنا کہ اصل احسان تصوف ہے تو یہ صحیح نہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے احسان کا مطلب یہ بتایا ہے؛

((أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ))

کہ جب بندہ عبادت کرے تو یہ تصور کرے کہ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا یہ کہ اللہ تعالیٰ اس بندے کو دیکھ رہا ہے اور تصوف میں یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ نماز اور دیگر عبادات میں بندہ اپنے شیخ کا تصور کرے، لہذا یہ بہت بڑی گمراہی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمانِ مبارک سے روگردانی ہے (اللہ مستعان) اللہ تعالیٰ ہم تمام کو ان بدعات و خرافات سے محفوظ رکھے، آمین، زیادہ تر صوفیا یہ کہتے ہیں کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے لہذا امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں غالی صوفیوں نے بغیر علم کے اس حدیث میں تاویلیں کی ہیں، صوفیا اس بات کے قائل ہیں کہ اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کا دیدار ممکن ہے:

((أَنّ رُؤْيَةَ اللّهِ فِي الدُّنْيَا بِالْأَبْصارِ غَيْرُ وَاقِعَةٍ وَأَمّا رُؤْيَةُ النَّبِيّ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ فَذَاكَ لِدَلِيلٍ آخَرَ وَقَدْ صَرّحَ مُسْلِمٌ فِي رِوَايَتِهِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي أُمَامَةَ بِقَوْلِهِ صَلّى اللّهُ عَلَيْهِ وَسَلّمَ وَاعْلَمُوا أَنّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبّكُمْ حَتّى تَمُوتُوا وَأَقْدَمَ بَعْضُ غُلَاةِ الصُّوفِيّةِ عَلَى تَأْوِيلِ الْحَدِيثِ بِغَيْرِ عِلْمٍ))

(فتح الباری لابن حجر: 1/ 120، "قولہ باب سؤال جبریل عن الإیمان والإسلام"، الناشر: دار المعرفۃ، بیروت)

پوائنٹ نمبر 183:

امت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ امت وسط ہے:

امت مسلمہ اہل السنۃ والجماعۃ امت وسط ہے لہذا ہم اہل السنۃ والجماعۃ نہ معتزلہ کی راہ پر ہیں جنہوں نے سرے سے اللہ تعالی کے دیدار کا انکار کر دیا اور صوفیوں کے عقائد سے بھی اہل السنۃ والجماعۃ بری ہیں جنہوں نے دنیوی زندگی میں رؤیت باری تعالی کو ممکن قرار دے دیا، اللہ تعالی ہم کو گمراہ عقائد سے محفوظ رکھے،

پوائنٹ نمبر 184:

(انسانی شکل میں) جبریل علیہ السلام کا آخری سوال:

قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں

اس سوال کے دو حصے ہیں:

پہلا حصہ: ((قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنِ السَّاعَةِ . قَالَ " مَا الْمَسْئُولُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ)) پھر اس شخص نے کہا کہ مجھے قیامت کے بارے میں بتائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس سے یہ سوال کیا جارہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

((فِيهِ أَنّهُ يَنْبَغِي لِلْعَالِمِ وَالْمُفْتِي وَغَيْرِهِمَا إِذَا سُئِلَ عَمّا لَا يَعْلَمُ أَنْ يَقُولَ لَا أَعْلَمُ

وَأَنَّ ذَلِكَ لَا يَنْقُصُهُ بَلْ يُسْتَدَلُّ بِهِ عَلَى وَرَعِهِ وَتَقْوَاهُ وَوُفُورِ عِلْمِهِ))

یعنی کہ اگر کوئی عالم کسی چیز کے بارے میں نہیں جانتا ہے تو وہ یہ کہہ دے کہ میں اس بارے میں نہیں جانتا اس سے اس عالم کی عزت و وقار میں کوئی کمی نہیں ہوگی بلکہ اس عالم کا علم اور تقوی و پرہیز گاری کی دلیل ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:1/158،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

قیامت کا علم صرف اللہ تعالی کو ہے:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر:34)

"بے شک اللہ تعالیٰ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔"

پوائنٹ نمبر 185:

سوال کا دوسرا حصہ:

(قَالَ فَأَخْبِرْنِي عَنْ أَمَارَتِهَا) مجھے قیامت کی نشانیاں بتائیں؟

رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیاں بتلاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

((أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا))

کہ لونڈی اپنے مالک کو جنم دے گی۔

اس کے علمائے کرام نے مختلف معنی بیان کئے ہیں۔

پوائنٹ نمبر 186:

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے (أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کے الفاظ جمع کئے ہیں:

AskIslamPedia GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION Free Online Islamic Encyclopedia

((أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا" وَفِي الرِّوَايَةِ الْأُخْرَى رَبَّهَا عَلَى التَّذْكِيرِ وَفِي الْأُخْرَى بَعْلَهَا وَقَالَ يَعْنِي السَّرَارِيّ وَمَعْنَى رَبَّهَا وَرَبَّتَهَا))

((دَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا))لونڈی اپنی مالک کو جنم دے گی۔

پوائنٹ نمبر 187:

دیگر علمائے کرام کے اقوال:

،امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

((أَنّ الْإِمَاءَ يَلِدْنَ الْمُلُوكَ فَتَكُونُ أُمُّهُ مِنْ جُمْلَةِ رَعِيَّتِهِ وَهُوَ سَيِّدُهَا وَسَيِّدُ غَيْرِهَا مِنْ رَعِيَّتِهِ وَهَذَا قَوْلُ إِبْرَاهِيمَ الْحَرْبِيّ))

ان کی اولاد بادشاہ بنے گی تو وہ اپنی ماؤں کو اپنی رعایا تصور کریں گے یہ ابراہیم حربی کا قول ہے۔

((أن تَفْسُدُ أَحْوَالُ النّاسِ فَيَكْثُرُ بَيْعُ أُمّهَاتِ الْأَوْلَادِ فِي آخِرِ الزّمَانِ فَيَكْثُرُ تَرْدَادُهَا فِي أَيْدِي الْمُشْتَرِينَ حَتّى يَشْتَرِيهَا ابْنُهَا وَلَا يَدْرِي))

بعض کہتے ہیں قرب قیامت لوگوں کا حال بہت ہی برا ہو گا اور وہ لوگ ام ولد (ام ولد اس لونڈی کو کہا جاتا ہے جس کو اس کے مالک سے بچہ پیدا ہو اور مالک اس بچے کو اپنی اولاد قرار دے) کو بیچ دیں گے اور وہ لونڈی ایک دوسرے سے فروخت ہوتے ہوتے بالآخر اپنے ہی بیٹے کے ہاتھوں خرید لی جائے گی اور اس کی لونڈی بن جائے گی اور اس خریدنے والے کو یہ علم نہیں ہو گا کہ جس کو وہ خرید رہا ہے وہ اس کی سگی ماں ہے۔

(شرح صحیح مسلم للنووی:1/ 159-160،دار احیاء التراث العربی،بیروت)

پوائنٹ نمبر 188:

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے (أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کے چار معنی نقل کئے ہیں:

چنانچہ (أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کی تشریح اور معنی و مراد میں بہت اختلاف ہے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے چار معنی و مفہوم کو نقل کیا ہے:

نمبر:1

((أَوّلُ قَالَ الْخَطّابِيُّ مَعْنَاهُ اتِّسَاعُ الْإِسْلَامِ وَاسْتِيلَاءُ أَهْلِهِ عَلَى بِلَادِ الشِّرْكِ وَسَبْيُ ذَرَارِيِّهِمْ فَإِذَا مَلَكَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ وَاسْتَوْلَدَهَا كَانَ الْوَلَدُ مِنْهَا بِمَنْزِلَةِ رَبِّهَا لِأَنَّهُ وَلَدُ سَيِّدِهَا ،قَالَ النَّوَوِيُّ وَغَيْرُهُ إِنَّهُ قَوْلُ الْأَكْثَرِينَ قُلْتُ لَكِنْ فِي كَوْنِهِ الْمُرَادَ نَظَرٌ لِأَنَّ اسْتِيلَادَ الْإِمَاءِ كَانَ مَوْجُودًا حِينَ الْمَقَالَةِ وَالِاسْتِيلَاءُ عَلَى بِلَادِ الشِّرْكِ وَسَبْيُ ذَرَارِيِّهِمْ وَاتِّخَاذُهُمْ سَرَارِيَّ وَقَعَ أَكْثَرُهُ فِي صَدْرِ الْإِسْلَامِ وَسِيَاقُ الْكَلَامِ يَقْتَضِي الْإِشَارَةَ إِلَى وُقُوعِ مَا لَمْ يَقَعْ مِمَّا سَيَقَعُ قُرْبَ قِيَامِ السَّاعَةِ))

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: اسلام کا ہر طرف پھیل جانا اور مسلمانوں کا تمام اقوام پر غالب آنا اسے مراد لیا ہے لہذا مشرکوں کو قید کر لیا جائے گا اور جب مرد ایک لونڈی کا مالک ہو گیا اور اس سے لونڈی نے بچے کو جنا تو اس سے پیدا ہونے والی اولاد اس ماں کی مالک قرار پائی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ قول اکثر علماء کا ہے

(لیکن ابن حجر نے قبول نہ کرتے ہوئے کہا قلت) یہ تشریح محل نظر ہے کیونکہ یہ عمل تو عہد نبوت میں موجود تھا اس سیاق سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ یہاں پر قرب قیامت کی بات کی گئی ہے اور یہ معاملہ قربِ قیامت پیش آئے گا ۔۔۔۔

۔

نمبر:2

((الثَّانِي أَنْ تَبِيعَ السَّادَةُ أُمَّهَاتِ أَوْلَادِهِمْ وَيَكْثُرُ ذَلِكَ فَيَتَدَاوَلُ الْمُلَّاكُ الْمُسْتَوْلَدَةَ حَتَّى يَشْتَرِيَهَا وَلَدُهَا وَلَا يَشْعُرُ بِذَلِكَ وَعَلَى هَذَا فَالَّذِي يَكُونُ مِنَ الْأَشْرَاطِ))

دوسرا قول یہ ہے کہ جو مالک ہوں گے وہ اپنی اولاد کی ماؤں کو بیچ دیں گے پھر اس کو کوئی اور خریدے گا پھر اس طرح اسی کا لڑکا اس کو خیریدے گا اور وہ اس بات سے لاعلم ہو گا کہ یہ اس کی ماں ہے اور یہ نشانی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔

نمبر:3

((الثَّالِثُ وَهُوَ مِنْ نَمَطِ الَّذِي قَبْلَهُ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَخْتَصُّ شِرَاءُ الْوَلَدِ أُمَّهُ بِأُمَّهَاتِ الْأَوْلَادِ بَلْ يُتَصَوَّرُ فِي غَيْرِهِنَّ بِأَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ حُرًّا مِنْ غَيْرِ سَيِّدِهَا بِوَطْءِ شُبْهَةٍ أَوْ

رَقِيقًا بِنِكَاحٍ أَوْ زِنًا ثُمَّ تُبَاعُ الْأَمَةُ فِي الصُّورَتَيْنِ بَيْعًا صَحِيحًا وَتَدُورُ فِي الْأَيْدِي حَتّى يَشْتَرِيَهَا ابْنُهَا أَوِ ابْنَتُهَا))

تیسرا قول یہ کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں لونڈی کے ساتھ ام ولد کا خریدنا خاص نہیں ہے اور معاملہ یہ ہوگا ۔۔۔۔۔ کہ لونڈی زنا سے حاملہ ہو جائے گی اور وہ فروخت کر دی جائے گی پھر اسی کا بیٹا یا بیٹی اس کو خریدیں گے اور اس کے مالک بن جائیں گے۔

نمبر 4:

((٤الرَّابِعُ أَنْ يَكْثُرَ الْعُقُوقُ فِي الْأَوْلَادِ فَيُعَامِلُ الْوَلَدُ أُمَّهُ مُعَامَلَةَ السَّيِّدِ أَمَتَهُ مِنَ الْإِهَانَةِ بِالسَّبِّ))

چوتھا قول یہ ہے کہ قربِ قیامت اولاد اپنی والدین کی نافرمان ہوگی اور خصوصاًماں کی نافرمان ہوگی اور اولاد اپنی ماں کے ساتھ اس طرح کا برتاؤ کریں گے جیسا کہ ایک مالک اپنی لونڈی سے کرتا ہے یعنی کہ اس سے کام بھی کراتا ہے اور اس کے ساتھ بد تمیزی سے پیش آتا ہے قربِ قیامت اسی طرح کے معامات اولاد اپنی ماں کے ساتھ کریں گے۔

❖ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے چوتھے قول کو درست کہا ہے۔ واللہ واعلم

(فتح الباری لابن حجر:1/121-123،"قوله باب سؤال جبريل عن الإيمان والإسلام"،الناشر:دار المعرفة،بیروت)

پوائنٹ نمبر 189:

موجودہ دور میں(أَنْ تَلِدَ الأَمَةُ رَبَّتَهَا) کے بارے میں بعض کا قول: surrogate mother

قیامت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ لونڈی اپنے مالک اور مالکہ کو جنم دے گی آج کل اس کا یہ بھی معنی ہے لیا جارہا ہے جیسا کہ آج کل ٹکنالوجی کی مدد سے شوہر اور بیوی کے جراثیم کو لیکر کسی اور عورت کے حمل میں منتقل کیا جاتا ہے اور اس طرح سے بچے کی پیدائش ہوتی ہے لہذا اس معاملہ میں پیدا ہونے والا بچہ کسی

اور کی کوکھ سے پیدا ہوتا ہے جو ایک کام کرنے والی کی طرح ہوتی اور اس کو پیسے بھی ادا کئے جاتے ہیں اور جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کے مالکوں کے حوالے کر دیا جاتا ہے آج کل اس طرح سے بھی اس کی تاویل کی جارہی ہے، واللہ اعلم۔

پوائنٹ نمبر 190:

شیخ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

((أشراط الساعة كثيرة، ولكنها قسمان: قسم مطلق وجد في عهد النبي ﷺ وبعده، وقسم خاص يقع عند قربها وعند دنوها، أما المطلق العام فهذا النبي ﷺ من أشراط الساعة، نبينا محمد ﷺ هو نبي الساعة، ووجوده من أشراطها عليه الصلاة والسلام، وهكذا ما قال ﷺ: أن تلد الأمة ربتها، ربتها يعني: سيدتها، وفي اللفظ الآخر: ربها يعني: سيدها، ومعنى ذلك أنها تكثر الإماء والسراري، فإذا حملت من سيدها وهو مالكها فإن المولودة البنت تكون سيدة، ربة، والمولود الذكر يكون ربًا لها.. سيدًا لها، هذا معنى الحديث، يعني: تكثر السراري، يكثر الإماء، والناس يكثر تسريهم بسبب كثرة الجهاد وكثرة الغنائم فتكثر السراري بين الناس، والسيد يطأ أمته؛ لأنها ملكه مباح له، كما قال تعالى: وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ ۝ إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ [المؤمنون:٥-٦]، فالملك الذي هو ملكه للأمة يقال له: ملك اليمين، إذا ملكها بالغنيمة أو بالشراء أو بالورث فله أن يطأها وهي ملك اليمين، وإذا ولدت يقال للمولود إن كان ذكر))

https://binbaz.org.sa/fatwas/16510/٪D9٪85٪D8٪B9٪D9٪86٪D9٪89-٪D9٪82٪D9٪88٪D9٪84-٪D8٪A7٪D9٪84٪D9٪86٪D8٪A8٪D9٪8A-٪EF٪B7٪BA-٪D8٪A7٪D9٪86-٪D8٪AA٪D9٪84٪D8٪AF-٪D8٪A7٪D9٪84٪D8٪A7٪D9٪85٪D8٪A9-٪D8٪B1٪D8٪A8٪D8٪AA٪D9٪87٪D8٪A7

چنانچہ قربِ قیامت حالات اس طرح سے بگڑ چکے ہوں گے کہ باپ اس طرح ہو گا جیسا کہ غلام ہوتا ہے اور

بیٹا باپ پر آقا کی طرح حکم چلائے گا اور ماں اس طرح ہو گی جیسی لونڈی ہوتی ہے اور بیٹی اپنی ماں پر حکم چلائے گی اللہ تعالیٰ ہم تمام مسلمانوں کو ان حالات سے محفوظ رکھے اور والدین کا فرمانبردار بنائے، آمین۔

پوائنٹ نمبر 191:

اونچی عمارتیں قیامت کی نشانی ہے:

((تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَاءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُونَ فِي الْبُنْيَانِ))

اور جو لوگ ننگے پاؤں، ننگے بدن بکریاں چرانے والے ہیں وہ اونچی سے اونچی عمارتیں بنانے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کر رہے ہوں گے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہو گی:

((وَحَتَّى يَتَطَاوَلَ النَّاسُ فِي الْبُنْيَانِ))

یہاں تک کہ لوگ بڑی بڑی عمارتوں پر آپس میں فخر کریں گے۔

(صحیح بخاری، کتاب الفتن باب[25]، حدیث نمبر:7121)

اور ایک حدیث میں اس طرح سے ہے کہ ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک روز لوگوں کے پاس باہر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا، اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! قیامت کب قائم ہو گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس سے سوال کیا گیا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا، لیکن میں تمہیں قیامت کی نشانیاں بتاتا ہوں، جب لونڈی اپنی مالکہ کو جنے، تو یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے:

((وَإِذَا كَانَتِ الْحُفَاةُ الْعُرَاةُ رُءُوسَ النَّاسِ ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا ، وَإِذَا تَطَاوَلَ رِعَاءُ الْغَنَمِ فِي الْبُنْيَانِ ، فَذَاكَ مِنْ أَشْرَاطِهَا ، فِي خَمْسٍ لَا يَعْلَمُهُنَّ إِلَّا اللَّهُ" ، فَتَلَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: [سورة لقمان: ٣٤]))

اور جب ننگے پاؤں، ننگے بدن لوگ لوگوں کے سردار بن جائیں، تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں سے ہے، اور جب بکریاں چرانے والے عالی شان عمارتوں پر فخر کرنے لگ جائیں، تو یہ بھی اس کی نشانیوں میں ہے، اور قیامت کا علم ان پانچ باتوں

میں سے ہے جنہیں اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پھر رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّ اللَّهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الأَرْحَامِ﴾

(سورۃ لقمان، سورۃ نمبر 31، آیت نمبر:34)

اللہ ہی کو معلوم ہے کہ قیامت کب ہو گی، وہی بارش نازل کرتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے"۔

(سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، قیامت کی نشانیوں کا بیان، حدیث نمبر:4044، شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے)

بڑی بڑی عالیشان عمارتیں یہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے اکثر علمائے کرام کا کہنا ہے کہ یہ نشانی واقع ہو چکی ہے اور علمائے کرام یہ بھی کہتے ہیں کہ ضرورت کے مطابق اونچی عمارتیں بنانے میں کوئی حرج نہیں ہے البتہ غرور و تکبر یا ایک دوسرے کی مقابلہ آرائی میں اونچی سے اونچی عمارتیں بنانا درست نہیں۔

پوائنٹ نمبر 192:

اونچی عمارتوں کے بارے میں غلط فہمی کا ازالہ:

بعض لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ قیامت کی نشانی سے مراد کوئی حرام شئی ہو گی قیامت کی نشانی کا حلال و حرام سے کوئی تعلق نہیں بلکہ یہ ایک نشانی بتائی گئی ہے جیسا کہ مہدی کا پیدا ہونا اور عیسی علیہ السلام کا ظہور ہونا یہ بھی قیامت کی نشانیوں میں سے ہے لیکن عیسیٰ علیہ السلام کا اس دنیا میں دوبارہ تشریف لانا باعثِ رحمت ہے اسی طرح عمارتوں کی تعمیر شہروں اور شاہراہوں کی تعمیر یہ تمام چیزیں انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے ہے چنانچہ یہ عمارتیں قیامت کی نشانی ضرور ہیں لیکن ممنوع نہیں ہیں بلکہ یہ (Infrastructure) میں شمار ہوتی ہیں اور بسا اوقات یہ چیزیں امت مسلمہ کے لیے اچھی بھی ثابت ہوتی ہیں کیونکہ کہ کسی بھی قوم اور ملت کی ترقی کے لیے (infrastructure) ایک اہم کردار ادا کرتا ہے چنانچہ آج کی تاریخ سب سے بلند عمارت برج الخلیفہ ہے جو متحدہ عرب امارات کے دبئ شہر میں بنائی گئی ہے جو 818 میٹر بلند ہے اور اس عمارت کی تقریباً 162 منزلیں ہیں اس کے بعد تیوان کی ٹائی پے 101 کی عمارت ہے جو 509 میٹر بلند اور اس کی 101 منزلیں بہر حال اس کو ایک مثبت انداز میں سوچنا چاہئے منفی سوچ انسان کو مزید

منفی چیزوں کی طرف لے جاتی ہے۔

پوائنٹ نمبر 193: حدیثِ جبریل علیہ السلام کا اختتامی حصہ:

((قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ لِي " يَا عُمَرُ أَتَدْرِي مَنِ السَّائِلُ". قُلْتُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ"فَإِنَّهُ جِبْرِيلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِينَكُمْ))

عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص جو آپ ﷺ سے سوالات کر رہا تھا چلا گیا، کچھ دیر اسی طرح گزر گئے پھر آپ ﷺ نے مجھ سے کہا: اے عمر! کیا تم کو معلوم ہے کہ سوالات کرنے والا شخص کون تھا؟ میں نے کہا: اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے، وہ تمہیں تمہارا دین سکھا رہے تھے۔"

پوائنٹ نمبر 194: (مَلِيًّا) کا معنی:

(مَلِيًّا) اسم ہے اور اس کے معنی ہوتے ہیں "کچھ دیر تک، عرصہ دراز تک "

رسول اللہ ﷺ نے کچھ دیر گزرنے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بتایا کہ وہ جبریل علیہ السلام تھے بعض احادیث یہ بھی ہے آپ ﷺ نے تین دن بعد عمر رضی اللہ عنہ کو یہ بات بتائی تھی، لہذا (مَلِيًّا) میں یہ دونوں معنی شامل ہیں۔

وصلي الله علي نبينا محمد صلي الله عليه وسلم وعلي آله واصحابه اجمعين والحمد الله رب العالمين

دکتور ارشد بشیر مدنی وفقہ اللہ

تاریخ: 30/ جولائی/ 2024ء

مطابق: 23/ محرم/ 1446ھ

AskIslampedia is an Islamic web portal where Islamic authentic information is available in an easy, organized and structured manner, from where the world can know the true Islam in one click In sha Allaah,

Its aim is to spread the correct information of Islam to everyone regardless of religion, creed, race and colour.

AskIslamPedia works on a simple concept that declares "we are only translators or compilers", thus ,collecting the world's scattered knowledge, or in other words it is like a supermarket where all kinds of quality items are available. In Sha Allaah ,

The aim of AskIslamPedia is to work in (50) popular languages spoken around the world (In sha Allaah), Alhamdulillah,
And work has been done on 23 languages in the first phase and in sha Allaah work is ongoing on 20 more languages in the second phase, Alhamdulillah

ASKISLAMPEDIA
GATEWAY FOR ISLAMIC INFORMATION
Free Online Islamic Encyclopedia

www.abmqurannotes.com| www.askislampedia.com| www.askmadanicom

SHAIKH Dr. ARSHAD BASHEER UMARI MADANI waffaqahullah
Hafiz and Aalim, Fazil (Madina University, K.S.A), M.B.A
Founder & Director of AskIslamPedia.com
Chairman: Ocean the ABM School, Hyderabad, TS,INDIA
+91 92906 21633 (WhatsApp only)